

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقُلْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ

احسان الہی علیہ السلام کتاب البر لویت "کامل رد اوکت جواب

"انجدریت"

بجواب

"البر لویت"

(حصہ اول)

از قلم

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد غلام شریف رضوی ہزاروی

ناشر

غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار - معمل مارکیٹ گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	التحریر بجزاب البرکات
تالیف	مفت محمد غلام فرید صاحب دہلوی
صفحات	۲۲۲
پریم	۱۰۰
ناشر	محمد نور حسین جری
تعداد	۱۰۰۰

ناشر
غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار گجرالہ

ملنے کا پتہ

- مکتبہ لسانیہ - اقبال روڈ ساکھوٹ
- مکتبہ قادریہ نظامیہ - اندرون لوہاری دروازہ لاہور
- شبیر برادرزہ - ۴۰ - اے اردو بازار لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ - گنج بخش روڈ لاہور
- دارالعلوم نعتیہ بندیر اعلیہ - انتشارع الجامعہ
- ۴۰ - اے ماڈل ٹاؤن گوہر اہلہ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	پریم
۷	عرض مؤلف	۱
۹	سبب تالیف	۲
۱۰	عرض ناشر	۳
۱۱	انتساب	۴
۱۳	ابتداء	۵
۲۰	تقریم بجزاب التبریم	۶
۲۹	شعرہ تلخیص احمدیت کی شہادت	۷
۳۰	جیلنج فیریڈی	۸
۳۳	شرک کی تعریف	۹
۴۰	ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب پر کفر کے فتویٰ کی حقیقت	۱۰
۴۱	ابن تیمیہ کے ہلال عقائد و تکفیر اور سبب تکفیر	۱۱
۴۵	اتحاد و اتفاق کی دعوت اور مسلمان سے ذرا	۱۲
۴۸	المفت مدظلہ بجزاب الاعتدال	۱۳
۵۰	بریلوی مسکن نیاسین	۱۴
۵۲	نور دار جیلنج	۱۵
۵۴	قوالی کی حرمت پر ایک حوالہ	۱۶
۵۵	نذر کا حکم شرعی	۱۷



نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۸	باب اول بجز باب اول	۶۰
۱۹	نام پر اعتراض	۶۱
۲۰	عبداللطیف، عبدالغنی نام کا حدیث سے ثبوت	۶۳
۲۱	غیر مقلدین کے امام سے اس کا جواز ثابت ہے۔	۶۳
۲۲	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا حوالہ	۶۴
۲۳	رنگ کی بحث	۶۵
۲۴	مینائی پر اعتراض	۶۷
۲۵	تیز مزاجی کا جواب	۷۱
۲۶	فحش زبانی کا غوغا	۷۳
۲۷	اعلیٰ حضرت کی ذہانت پر اعتراض	۷۶
۲۸	اعلیٰ حضرت کی تشبیہ سے بزرگ	۸۲
۲۹	شعبہ کے بارے میں آپ کا حکم اور فتویٰ	۸۶
۳۰	ترتیب اغواش پر اعتراض کا جواب	۹۰
۳۱	ایک اور اعتراض کا جواب	۹۲
۳۲	اقراری شیعہ کون؟	۱۰۲
۳۳	اعلیٰ حضرت کے ذرائع معاش پر اعتراض	۱۰۳
۳۴	ولہیوں کو چیلنج	۱۰۶
۳۵	آپ کی بعض مارات پر اعتراض	۱۱۰
۳۶	ہاتھ پاؤں چومنا	۱۱۳
۳۷	اعلیٰ حضرت کے اسلوب بیان پر اعتراض	۱۱۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۸	اعلیٰ حضرت کے لغت پر اعتراض	۱۱۷
۳۹	اعراض پر تعداد مؤلفات اور اس کا جواب	۱۲۰
۴۰	ایک اور اعتراض	۱۲۲
۴۱	نہایت تسلیم کا اظہار	۱۲۴
۴۲	جہاد اور مجاہدین کی مخالفت اور انگریز کی حمایت کا الزام	۱۲۵
۴۳	اکابر حدیث کے نزدیک جہاد انگریز کے خلاف حرم تھا۔	۱۳۸
۴۴	ایک اعتراض کا جواب	۱۳۳
۴۵	مبالغات کا جواب	۱۴۲
۴۶	صحابہ کرام کی گستاخی کا الزام اور جواب	۱۵۰
۴۷	ایک اعتراض کا جواب	۱۵۷
۴۸	اسناد حقیقی ذاتی و عطائی اور اسناد مجازی کا بیان	۱۶۲
۴۹	تحقیق جواب	۱۶۴
۵۰	اصول بحث	۱۶۶
۵۱	حقیقت ذاتیہ و مطالبہ کی بحث	۱۷۵
۵۲	ایک اور اعتراض کا جواب	۱۷۶
۵۳	زعماء اہلسنت حق بریلوی کا تذکرہ	۱۷۹
۵۴	بریلوی کہلائے اہم وجہ	۱۸۰
۵۵	بریلویت نیا فرقہ نہیں ہے	۱۸۱
۵۶	ہجرت سے انکار کی وجہ	۱۸۳
۵۷	نزک موالات کی مخالفت کا الزام	۱۸۵

الحمد لله وكفى وسلا على عباده الذين مضوا
أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

عرض مؤلف

قارئین کرام! چند روز قبل اخبارات میں مملکت پاکستان کے وزیراعظم جناب محمد نواز شریف کے بھائی اور قومی اسمبلی کے ممبر جناب شہباز شریف نے ایک تقریب میں عروس البلاد لاہور شہر میں یہ اعلان کیا ہے کہ جو شخص اسان الہی تمیز کے کتاب ”البریلین“ کا جواب لکھے گا۔ میں اسکو ایوارڈ یعنی انعام دوں گا۔ اس اعلان کے بعد کثیر تعداد میں عوام اپنی بہت بڑا اضطراب پیدا ہوا کہ آج تک اس کتاب کا جواب علماء اہلسنت نے کیوں نہیں دیا؟ حالانکہ یہ اعلان ایک حد تک علمی پرستی تھا۔ شہباز شریف کو معلوم نہیں تھا کہ اسکا جواب علامہ عبدالحکیم صاحب شرف قادری دہلوی اور ”اندریکر“ سے آجائے گا اور شیشے کے گھر کی شکل میں دے چکے ہیں۔ جو تاحال لا جواب چلی آ رہی ہیں۔ نیکو کے علم کے مطابق بعض حضرات نے اس اعلان کو مذہبی منافرت سمجھنے کی کوشش اور سازش بھی قرار دیا ہے۔ مگر یہ اس رائے سے متفق نہیں ہے۔ یہ خاندان شریف یا قیادینہ بھی نہیں ہے اور ملک کا نفاذ بھی نہیں ہے اور اپنی سازش صرف وہ کر سکتا ہے۔ جو ان مذکورہ دو صفات مذکورہ میں سے کم از کم ایک سے متصف ہو۔ سیاسی طور پر اختلاف رائے اپنی جگہ پر درست ہے اور ان سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر ایسے بے ہودہ انتہام و بہتان اس خاندان پر لگانا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کلام عظیم ہے اور عوام اہلسنت کا اضطراب بھی جن تک بے خبری پر مبنی ہے۔

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۸۶	ڈاکٹر ارشد تیاق حسین کی شہادت	۵۸
۱۸۶	اعجاز الحق قدوسی کی شہادت	۵۹
۱۸۷	محمد یحییٰ شاہ چلواری کی شہادت	۶۰
۱۸۸	باب دوم، جواب باب دوم	۶۱
۱۹۰	بشریت کا انکار اور اس کا جواب	۶۲
۱۹۱	بہتان عظیم کا جواب	۶۳
۱۹۲	بے حمیہ سے کالیک اور جھوٹ	۶۴
۱۹۳	استغاثہ اور استقامت لیزاقت	۶۵
۱۹۶	آیات مبارکہ کا بیان	۶۶
۲۰۱	آیات مشتور کا تفصیلی جواب	۶۷
۲۰۴	حدیث مبارکہ کا جواب	۶۸
۲۰۸	انبیاء و اولیاء کی قدرت اور اختیارات	۶۹
۲۱۰	بہانات و افتراء کا جواب	۷۰
۲۱۱	قدرت، تصرف و اختیارات انبیاء کو کفایت کے دلائل	۷۱
۲۱۳	نام نہاد علماء کا خطبہ	۷۲
۲۱۵	غیر اللہ کی طرف اس کا مجازی اور اسناد حقیقی کے دلائل	۷۳
۲۱۶	براہ راست غیر خدا کی طرف کسی فعل کی اسناد کے دلائل	۷۴

الہیہ پر بات اپنی جگہ درست ہے۔ علامہ قادری صاحب نے اندھیرے سے اجاڑنا اور شیشے کے گھر" نامی کتابوں میں بالاستیاب یعنی ہر ربات کا جواب دینا فروری نہ سمجھا۔ اسلئے عوام الناس میں اسکو جواب نہ سمجھا گیا نیز چونکہ قادری صاحب نے اپنی کتابوں کے نام ہی ایسے رکھے ہیں۔ جن کے ناموں سے قطعاً معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کسی کتاب کا جواب ہیں۔ اس وجہ سے زیادہ تر لوگ "البر لویت" کو نا حال لا جواب تصور کرتے رہے ہیں۔ خصوصاً غیر مقلدین لا جواب ہی قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ اسکا مترجم عطاء الرحمن ثاقب بھی اسکو لا جواب قرار دیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اسکا جواب سو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ظہیر صاحب نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کے اپنے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ یکویم آئندہ صفحات میں انشاء اللہ تعالیٰ ثابت کریں گے۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ "البر لویت" کی ربات کا جواب اختصار کے ساتھ لکھیں گے۔ سوائے ان باتوں کے جو فرقین کے مابین متفق علیہم ہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے ہمارے پر ابداً کر رہی ہے اور اسی سے تمام واکمال کی توفیق ملتا ہوں۔ وهو الموفق لا تمام والاکمال۔ والسلام علی من ہو۔ جامع لکلی کمال۔



محمد غلام فرید رضوی سعیدی ہزاروی
جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ
۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء

عرض ناشر

لیجئے! استاد العلماء حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید صاحب ہزاری علیہ الرحمۃ والعتقہ کی تصنیف "البر لویت" کتاب کے پیش نظر ہے۔ یہ کتاب لکھنؤ میں لکھی گئی ہے اور کتاب "البر لویت" کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اس سے قبل بھی علماء اہل سنت نے "البر لویت" کے رد میں مختلف پمفلٹ اور کتاب کی صورت میں جواب احسان الہی لکھ کر موجود ہیں لیکن کچھ دیکھے تھے۔ لیکن تقریباً کہ مرث کے بعد دباؤوں تجویز کی طرف سے دوا لکھ کر زیادہ ہی ہونے لگا کہ سنی بریلی علماء نے آج تک "البر لویت" کا جواب نہیں دیا۔ اس کا جواب سو ہی نہیں سکتا۔ اس کا جواب کوئی دے ہی نہیں سکتا؟ وعیزہ وعیزہ۔ حالانکہ "البر لویت" کے رد میں جواب لکھے گئے ہیں مگر بنیویں کی صدا اور سنی دعوے کا کیا جائے۔ بہر حال علماء و احباب اہل سنت نے استاد محترم منظر سے اصرار کیا کہ "البر لویت" کے براہ عرض ہر بات اور ہر باب کا علیحدہ علیحدہ مسئلہ جواب دینا چاہیئے۔ چنانچہ امرائے مطابقت استاد قدیم منظر نے اس کا مکمل جواب لکھنے کے بعد ناچیز کو تصنیف شائع کرنے کے کیلئے عطا فرمائی۔ بعض علماء ناچیز نے اس کی کتاب کا کام شروع کر دیا۔ اس دوران کن کن پریشانیوں، مشکلات و مسائل سامنا کرنا پڑا۔ اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اکبریت اسان اور فضل ہے کہ تمام کاٹوں، پریشانیوں اور دشواریوں کے باوجود کتاب پایہ تکمیل تک پہنچی ہے اور اب اسے طبع کر اہم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہاں میں ان علماء کرام کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرے دکھ درد میں شریک ہوئے اور نہایت شفقت فرماتے ہوئے بھرپور تعاون بھی فرمایا۔ ان میں مولانا علامہ محمد عبدالعزیز رحمتی صاحب، حضرت مولانا علامہ ابو ذر محمد صادق صاحب، علامہ مفتی محمد غلام فرید صاحب ہزاری، حضرت علامہ مولانا محمد سعید رحمتی صاحب اور دیگر علماء و احباب کا بھی مشکور ہوں۔ ہذا شروع ہی سے باوجود یہ شفقت و رحمت اور تعاون فرما رہے ہیں۔ کتاب کی کتابت میں سنی النوع غلطیاں گانے کی کوشش کی گئی ہے اگرچہ بعض غلطیاں کلام کو کہیں غلط محسوس ہو تو ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جاسکے۔ "البر لویت" دھول میں شائع ہو رہی ہے۔ پہلا حصہ آئیے ہاتھوں میں ہے۔ محققین و سرسری بھی شائع ہو رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جاری اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس کاوش کو اپنے استاذی المکرم جامع معقول و منقول شیخ الشکران حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اویار لڑکی کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرتا ہے۔ جسکی نظرِ کرم اور دعاؤں سے بندہ اس خدمت کے قابل ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مدظلہ کو مکمل طور پر محتسب فرمائے اور تادیر انکا سایہ عاطفتِ اہلسنت کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

اظہار تشکر

بندہ یہاں حضرت اکلج مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب اور جناب قادی العزیز قادی منیر احمد جماعتی صاحب۔ علامہ محمد شریف صاحب مزاروی اور دیگر احباب اہلسنت کا بھی شکر گزار ہے۔ جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں حوصلہ افزائی فرمائی۔ پر قسم کا تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اگر بندہ اس موقع پر جناب محمد منور حسین محمدی مالک غوثیہ کتب خانہ اور بازار گوہر انوار کاشمیر اداریہ کے توجہ ناشناسی ہوگی۔ جنہوں نے بندہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔ پہلے بندہ کی کتاب تحقیق نماز جنازہ شائع کی۔ اور اب البخیریت بحوالہ البرلویت کو پیش کر رہے ہیں۔ احباب اہلسنت کو ان سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے۔ اور انکی شائع کردہ کتابوں کو ضرور خرید کر اور مطالعہ کر کے مسک حق سے آگاہی حاصل کرنی چاہیے۔ عزیزم مسک حق کا کافی درد رکھتے ہیں۔ اور مسک کو انشور اشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ انکی مصاعی جملہ کو قبول فرمائے اور اجرِ عظیم مرحمت فرمائے۔ آمین۔ یا رب العالمین۔

محمد غلام فرید ہزاروی

سبب تالیف

شہباز شریفی کے اعلان کے بعد علوم اہلسنت اور چند مخصوص احباب کا مطالعہ دار مدار اور طرح کیا بعض احباب نے ہی البرلویت اور اسکا ترجمہ بھی پیش کر دیا اور علین کی تائید کی۔ خواہی اضطراب اور احباب کے اصرار اور توفیق شریف کے بھائی شہباز شریف کے اعلان کے بعد جواب لکھنا ضروری سمجھا مگر کوئی سچا مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے اور یہ نہ سمجھے کہ علماء اہلسنت میں اس کے جواب کی صلاحیت یا حوصلہ نہیں ہے۔ اس لئے بندہ نے احباب کے اصرار پر اور عوام کے اضطراب اور شہباز شریفی کے اعلان کے پیش نظر جواب دینا ضروری سمجھا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جوابی کتاب کو قارئین کے لئے باعثِ اطمینان بنائے گا۔ اور عوام کیلئے ذریعہ ہدایت اور ہمارے لئے وسیلہ نجات بنائے گا۔ آمین۔ یا رب العالمین

بجاء حبیب سید المرسلین

مسک اللہ علیہ وسلم و علی اکرم و صحابہ جمیعین !!



۱۲ ابتدائیہ

قلمبیت ! اب میں باتمہدیر لانی "البریلو" کے مترجم کی بعض باتوں کا جواب بنیوار لکھتا ہوں۔ پھر اصل کتاب "البریلو" کی ہر بات کا ترجمہ فارسی جواب میں کروں گا۔ قارئین کرام مسترحم تاق صاحب لکھتے ہیں کہ

① - جدید طبقہ نے اسلام کے نام پر خرافات اور بدعات کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھا تو اس نے تحقیق کی بجائے یہ گمان کر لیا کہ شاید مذہب اسلام اسی کا نام ہے۔ چنانچہ بریلی انکار نے غلطی کا اسلام سے دکر کر کے الحاد و لادینیت کی آغوش میں پھینک دیا۔ (مسلک)

الجواب | لانا، تیشم، ہماضیہ۔ یعنی بریلو سے وہی کچھ یاد آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ وہ بیت خود چونکہ الحاد و لادینیت کے مجبور کا دوسرا نام ہے کیونکہ انکا عقیدہ ہے کہ خلاصہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ جیسا کہ انکے اکابر میں سے اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "یکروزہ" میں بڑے زوردار انداز میں لکھا ہے۔

ملاحظہ ہوں۔ صفحات ۱۵-۱۶ - ۱۸-۱۷

"الحاصل انسان کذب سے مراد ذہن کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ضمیمہ "برہین قاطعہ" مطبوعہ ساہیوہ، ص ۲۷ اور مزید دیکھیے۔

پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و مونیہ کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ ملاحظہ ہو "فتاویٰ رضویہ" ص ۱۹

پس مذہب و عقیدہ غیر مقلد و تابعین کا ہے کہ خلاصہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ یعنی جھوٹ جیسی مذہم صفت سے تنقیف ہو سکتا ہے ملا علی قاضی (ناشر)

آج تک غیر مقلدین نے نہ یکروزہ "برہین قاطعہ" کیا ہے اور نہ ہی "برہین قاطعہ" اور قاضی شہید یہی کہ مذکورہ بالا عبارات پر کوئی اعتراض کیا جس بات کے ٹھوس دلیل ہے کہ انکا عقیدہ وہی ہے اگر ان کا عقیدہ یہ نہ ہوتا تو کبھی ان عبارات پر اعتراض کیا ہوتا یا ان کا رد لکھا ہوتا۔ مگر غیر مقلدین نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسی عبارات خبیثہ لکھنے والے علماء کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں۔

جو کچھ اختصار مقصود ہے، اسلئے میں وہاں یوں غیر مقلدوں کے وہ فتوے اور نظریات سارے کے سارے اس وقت پیش نہیں کروں گا۔ جن کو پڑھ کر ان کا الحاد اور لادینیت بالکل اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ جھوٹ بول سکتے کا عقیدہ نقل کر دیا ہے۔ جو انکے الحاد و لادینیت اور گستاخ باری تعالیٰ ہونے کو آفتاب میروزہ کی طرح واضح کر رہا ہے۔ قارئین کرام رحمانی بندے اوصاف رحمانی کے منظر ہوتے ہیں اور شیطانی بندے اوصاف شیطانی کے منظر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے، ہم الحمد للہ رحمانی توحید کے حامل ہیں اور غیر مقلدین وہابی اور مقلد وہابی شیطانی توحید کے علمبردار ہیں۔ جہل جہلین یعنی کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کے موقع پر آدم کو سجدہ کرنے میں شریک نظر آیا۔ یہ سجدہ غلط نظر آیا اور یہ سجدہ توحید کے خلاف نظر آیا لہذا آج کے دور میں شیطانی توحید کے علم برداروں کو محض میلاد شریف، یارپری شریف، صلوة و سلام مع القیام بعد الجمعہ عرس شریف اور ایسے ہی دیگر معمولات المذمت، شرک و بدعت و حرام و ناجائز اور خرافات نظر آتے ہیں۔ اللہ والوں کی تعظیم و توقیر ادب و احترام کا جو مذہب ملائکہ کرام میں تھا جسکی وجہ سے وہ حکم پالتے ہی آدم کے آگے سجدے میں جھک گئے۔ بعینہ وہی جذبہ رائج اہلسنت کے دلوں میں موجزن ہے۔ مگر صرف تعظیم و توقیر ادب و احترام پر اکتفا کرتے ہیں سجدہ کو چونکہ شرع نے حرام قرار دیا ہے، اسلئے سجدہ کو یہ بھی حرام ہی مانتے ہیں بلکہ سجدہ سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے سجدہ

تعلیمی کے حرام ہونے پر مسئل کتاب الزہدۃ الزکیہ فی حررۃ سجدۃ التوبۃ لکھی ہے۔
جو آج بھی دستیاب ہے مگر اسکے یکس اہلین میں گستاخی کا جذبہ تھا جسے
اسکو آدم کے آگے سجدہ کرنے سے روکا یہی جذبہ بعینہ آج ان غیر مقلد باہول کیلئے
میں موجود ہے۔ انکو بھی تعلیم و ترقی و ادب احترام شرک و بدعت و طوائف کی نظر آتی ہیں
سہ مقام اپنا اپنا نصیب اپنا اپنا
کئے جاؤ مینا رو کام اپنا اپنا!

⑤ ثناء صاحب مزہ کہتے ہیں کہ ان حالات میں کسی ایسے کتاب کی اشرفیہ
تھی جو نئی نسل اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ بتلائی کہ وہ شریک اور اور افادات و کلیات
جو کچھ تم اپنے گرو دیکھ رہے ہو ان کا زکاب اگر پور مذہب کے نام پر سہل ہے مگر کتاب
سنت کی پاکیزہ تعلیمات کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ غلام صاحب کی یہ کتاب اس
ضرورت کو پورا کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

الجواب! یہ ثاقب صاحب کے ذہنی فتور کا تصور ہے کہ انکو محلات اپنی
سیکلا و شریف، گیارہویں قرآن، صلوة و سلام و غیرہ کا قرآن و سنت
کی پاکیزہ تعلیمات سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ان جبار و زما کی آنکھوں پر عداوت و تعصب
کی جوڑی اہلین لعین نے بازو رکھی ہے۔ جیت تک وہ نہیں اُترتی۔ انکو یہ تعلق نظر نہیں
آسکتا اور یہ طبعی کیونکہ انہیں یہی تو اصل مصلحت ہیں۔ "حَتَّ عَلَیْکَ مَعِیَ قُلُوبُہُمْ
وَعَلٰی سَمْعُہُمْ وَ عَلٰی اَبْصَارُہُمْ فَضَلُّوا فَکَہَنُوا وَ کَذَبُوا وَ عَصَوْا عَمْرَہُ عَظِیْمَہُ"۔

اول تو دلیل مخالفت کا نہ ہونا ہی دلیل جواز ہے۔ سارے قرآن کی کسی ایک آیت میں منع
کا حکم نہیں دکھایا جاسکتا نہ مزاحمت نہ اشارۃ الکر کوئی غیر مقلد مذکورہ معمولات اہلسنت
میں سے کسی ایک پر قرآن و حدیث کی حرمت یا نفی دکھلا دے تو بذیل عدالت ایک
نہار دپے انعام حاصل کرے۔ قرآن کریم نے عدم مخالفت کو ہی عدم جواز کا معیار قرار دیا۔

ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَا اَنْذَرْتُکُمْ اِلَّا سَلٰمًا فَخَذُوْہُ حَرْمًا لَّکُمْ عِنْدَ فَاہِکُمْ لَا یَاۤیُّہُ
توجہ میں نہ تھیں بغیر علیہ السلام حکم میں اس عمل کو اور جس چیز سے نہیں روکیں اور منع
کریں یا اس سے رک جاؤ اور باز آ جاؤ۔ اس آیت کی یہی مانتھا کہ فرمایا ہے۔

ہا تا کہہ اہل رسول نہیں فرمایا یعنی ممنوع رسول منع ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر شرک
رسول بھی منع ہے۔ یعنی جس سے رسول روکیں اور منع کریں وہ منع ہے اور سارے قرآن
میں معمولات اہلسنت میں سے کسی ایک کے منع پر کوئی دلیل منقہ موجود نہیں ہے۔

بلکہ کسی حدیث پاک میں بھی ان امور پر کوئی منع کی نص یا ملاحضہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ
احادیث مبارکہ میں تو انکی اصل بھی موجود ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف ص ۳۲۹ ح ۳۲۹۹ اور
مشکوٰۃ بشرین ص ۳۲۱ ابن ماجہ مشرق میں جریر بن عبداللہ سے حدیث مرقوعہ ہے۔

"میں حق فی الاسلام سنتہ حسنة فله اجرہا واجود من عمل بہا من سواہی
الاسلام سنتہ صلیتہ فطیہ وزدھا الخ او كما قال علیہ السلام" جس اسلام
میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا۔ اس کے لئے اجر ہے اور عمل کرنے والوں کے لئے برابر اجر

ہے۔ اسلام میں نئی اور اچھی ایجادات کی یہ دلیل ہے۔ اس کے معمولات
اہلسنت کا جواز و استحباب ثابت ہو رہا ہے۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ حدیث ایک خاص
واقعہ سے متعلق ہے۔ اسلئے اسکو دلیل بنانا درست نہیں ہے۔ کیونکہ کتاب اصول فقہ
میں یہ قاعدہ مزاحمت مذکور ہے کہ العصبۃ العموم الانفاط لا یخصون السبب۔ ملاحظہ ہو
"نور الافکار، توفیق تلویح وغیرہ۔ اور یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہاں سنت رسول مراد ہے۔

نئی ایجاد مراد نہیں ہے۔ یا یہاں مراد سنت کا احیاء مراد ہے مثلاً ایک ایک ذریعہ جیز راہ نہیں ہے
کیونکہ حدیث پاک میں سنت حسنة کے مقابلہ میں سنتہ سلیۃ کے الفاظ مذکور ہیں اور یہ
اقبال بتاتا ہے کہ یہاں سنت رسول بھی مراد نہیں اور وہ سنت بھی مراد نہیں ہے۔ ورنہ
لازم آئے گا کہ سنت رسول کی دو اقسام ہوں گی ایک اچھی دوسری برک العیان ثابت کیا

سنت رسولؐ بھی ہو سکتی ہے مگر نہ نہیں اور شارح مسلمؒ نے بھی تشریح فرمائی
 ص ۳۴۹ ج ۲ میں صراحت لکھتے ہیں کہ باب من من سنہ حستہ او سیہ ومن
 دعا الی ہدی او ضلالتہ قلہ صلوات اللہ علیہ وسلم من سن سنت حستہ ومن
 سنت سنہ الحدیث ومن الحدیث الاخرہ من دعا الی ہدی ومن دعا الی
 ضلالتہ هذا ان الحدیث ان صحیحان فی الحدیث علی استحباب من الامور
 الحستہ و تقصیر من الامور السنیہ وان من سن سنہ حستہ کان
 لدہ مثل اجر کل من یعمل بها الی یوم القیامتہ ومن سن سنہ سنہ کان
 علیہ مثل و قد کل من یعمل بها الی یوم القیامتہ وان من دعا الی ہدی
 کان لدہ مثل اجرنا لعلہ الی یوم القیامتہ کان علیہ مثل آثارنا لعلہ
 سواک کان ذالک الہدی والضلالتہ هو الذی ابتداء امکان مسوغاً
 الیہ ومن لم یکن ذالک تعلم علماً وعبادۃ اذ اب او یمن ذالک -

ترجمہ :- یہ باب ہے اس شخص کے بیان میں جس نے کوئی اچھا طریقہ یا برا طریقہ اختیار
 کیا اور اس کے بیان میں جس نے ہدایت یا گمراہی کی طرف بلایا۔ قول حضرت علیہ السلام کہ جس نے
 کوئی اچھا طریقہ اختیار کیا اور جس نے کوئی برا طریقہ اختیار کیا آ حدیث یک اور دوسری حدیث میں
 ہے کہ جس نے ہدایت کی طرف بلایا اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا۔ یہ دونوں حدیثیں صریح ہیں
 اچھے طریقہ اختیار کرنے کے مستحب پر ترضیب دینے میں اور برے طریقے اختیار کرنے کی حرمت میں
 اور یہ کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اسکو قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے برابر
 اجر ملے گا اور جو شخص کوئی برا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے برابر
 اسکو گناہ ہوگا اور جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے اسکو تمام یہودی کہنے والوں کے برابر
 اجر ملے گا اور جو شخص گمراہی کی طرف بلاتے گا تو اس پر یہودی کہنے والوں کے برابر گناہ ہوگا۔ تو
 یہ ثابت اور گواہی وہ جو کسی نے ابتداء کی ہے یا اس سے پہلے موجود ہوا اور خواہ یہ علم کچھ ناہو
 عبارت ہو یا ادب و غیرہ ہو۔

اس عبارت میں علامہ شارح نے ایک تو سنت کی مار کو متعین کر دیا ہے کہ سنت سے اراد
 سنت رسولؐ بھی نہیں اور سنت رسولؐ کا احیاء بھی نہیں ہے بلکہ کسی نئے طریقے کی ایجاد اراد
 ہے۔ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ امور حسنہ کی ایجاد مستحب ہے اور امور سیئہ کی ایجاد حرام
 ہے۔ پھر یہ بھی بتا دیا ہے کہ چاہے یہ ایجاد ابتداء ہو یا مسبق الیہ ہو پھر یہ بھی فرما دیا ہے کہ
 یہ ایجاد اور قبل علم ہو یا از قبل عبادت یا ادب وغیرہ کے قبیلے ہو۔ اس عبارت نے
 تو مسکنین معمولات اہل سنت کا لقمہ بند کر دیا ہے اور ان کے لئے قویہ عبادت یا ادب کی
 ہم بن کر گئی ہے۔ نہ تو نے قبل ازین یہ کہا تھا کہ ہر ترک رسولؐ محیار نہیں عدم حوازم
 بلکہ عدم حوازم کا معیار نبوی و ممانعت رسولؐ ہے۔ اسکی تائید میں علامہ ابن قیمؒ نے فرماتے
 وہاں یہ تفسیر کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔

علامہ ابن قیمؒ نے فرماتے وہاں یہ تفسیر قراءۃ قرآن کے ایصال تو اب کے ہوا و عدم حوازم
 پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔ فان قيل هو منی اللہ علیہ وسلم ارشد ہمہ الی
 الصوم والصدقة والحج دعوت القراءۃ۔ قيل هو منی اللہ علیہ وسلم لم یجد اہم
 من ذالک بل خرج ذالک من مضمر العباد احمد فہذا سأل عن الحج عن
 صیغۃ فاذن لدہ وھذا فاذن لدہ ولم یمنعہ مما سوی ذالک (کتب الارواح ص ۱۱)
 ترجمہ :- اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو روزے اور صدقہ اور حج
 حج کے متعلق تو ہدایت فرمائی مگر قراءۃ قرآن کے ثواب کے ایصال کی ہدایت نہیں فرمائی (انہما روزے
 صدقہ حج کا ثواب قومیت کو پہنچایا جا سکتا ہے مگر قراءۃ قرآن کا نہیں) تو جواب میں کہا جائے
 گا کہ حضور علیہ السلام نے از خود ابتداء روزے و حج کے ثواب کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا بلکہ
 آپ نے جو فرمایا وہ سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ جس نے اپنی میت کو روزے کے ثواب کے
 متعلق دریافت کیا کسی نے حدیث کے متعلق اور کسی نے حج کے متعلق سوال کیا تو آپ نے یہ سوال
 کرنے والے کو اجازت فرمائی۔ مگر ان کے علاوہ کسی نخل کے ثواب کے پہنچانے سے پہلے منع نہیں فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اسکے متعلق سوال کرتا تو آپ اسکی بھی اجازت فرماتے
مگر چونکہ منع نہیں کیا۔ اسلئے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز متقدمین کے پیشوا کی عبارت
صریح ہے کہ عدم جواز کے لئے دلیل منع کا ہونا ضروری ہے۔ اگر دلیل منع موجود نہیں تو
منع بھی نہیں ہے۔ اگر قرآن و حدیث کا ثواب بیت کو پہنچانا اسلئے جائز ہے کہ اس سے آپ
نے منع نہیں فرمایا تو پھر ہم کہتے ہیں کہ میلاد، گیارہویں، عرس وغیرہ معمولات الی
سنت پر بھی پیغمبر علیہ السلام کی تسبیح کی دلیل موجود نہیں ہے۔ اسلئے انکا جواز و تنجیبات
نہایت ہے۔ اور نقاب صاحب کا انھیں خلافات و منکرات و ناجائز قرار دینا باطل و مردود
ہے۔ بجائے خود ان کتاب خلافات ہے۔ بلکہ دراصل یہی احادیث فی الذہب ہے۔

نیز مقلدین و تابعین کی ایک بڑی شکستہ شخصیت مولوی ابوالبرکات صاحب اپنے مجموعہ فتاویٰ
جائے قضاوی کا تیسرے میں یوں رقمطراز ہیں۔ گردوں اور کپوروں کے متعلق ایک
سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ کہ ان دونوں کے حلال ہونے کی دلیل یہی ہے کہ قرآن و
حدیث ثنائی سے منع نہیں کیا۔ ہر چیز کی اصل حالت ہے۔ اگر قرآن و حدیث میں کسی چیز کی
حرمیت بیان نہ کی ہو تو وہ حلال ہوتی ہے۔ (فتاویٰ کا تیسرا جلد)

یہ عبارت کتنی واضح ہے اور ہمارے موقف کی حراست قائم کرتی ہے۔ اور انھی پر
عبارت بھی واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ عدم جواز کا وسیلہ دلیل منع کا پایا جانا ہے۔ اگر
دلیل منع نہ ہو تو حکم ممانعت نہیں لگایا جاتا۔ "الفضل ما شہدت بہ الاعداد"
اس سوسنوت پر مؤید دلائل قرآن و حدیث سے اکابر ائمتہ اور اکابر اہل بیت سے پیش کیے گئے ما
سکتے ہیں۔ مگر خفا کے پیش نظر انہی چند جملہ جات پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ کتاب کو طوالت
طلابت سے مانتے نہ ہو جائے۔ یہ حال اختصار کے ساتھ ہم نے قرآن کریم اور حدیث پاک
اور اکابر ائمتہ اور خود اکابر مقلدین و تابعین کے اقوال و تصریحات سے ثابت کر دیا
ہے۔ کہ ہر معمولات اہل بیت کا نقاب صاحب نے اپنی بے خبری اور غلطی

جہالت کی وجہ سے درمات و خلافات قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ مذہبیت ہیں نہ خانقاہی
بلکہ شرعاً جائز و تنجیبات ہیں۔ وھو المحدث علی

نقاب صاحب مومن مترجم کے عنوان میں تقریری بات یہ کہتے ہیں۔ کہ
(۱۲) علامہ صاحب اس کتاب میں ایک ایسا باب بھی شامل نہا چاہتے تھے جو رفاخانہ
فقہ کے چند ایسے مسائل پر مشتمل تھا۔ جو بعض مذہبی لکڑوں کے لئے فرض کئے گئے ہیں۔ الخ
(ترجمہ البریلوین ص ۱۲۸)

الجواب: الحمد للہ تعالیٰ اول تو رفاخانہ فقہ دنیا میں موجود نہیں ہے۔
یہ خدا اور عناد اور فیض کی بنا پر چند مسائل فقہیہ کو رفاخانہ فقہ سے دشمنوں نے محو
کرنے شروع کر دیا ہے۔ بعض اپنے دلائل کا ابطال کھانے کے لئے چونکہ فاضل بریلوین نام اہل سنت
مجددات عاشق رسول نے دنیا کو دہا پرست کی موزہ مرض سے (جو ایمان کی یقینا تاجی
کا باعث بنتی ہے) خروار کیا ہے۔ اس لئے وہ آپس میں تکراروں کے دلوں میں بعض دہرات
اور انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اسکو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔
مگر یہ سبھی لا حاصل ہے۔ یہ یوں ہی اپنے غیظ و غضب میں سرتے رہ گئے اور۔
موتوا بئیںکم کی عملی تعبیر بنتے رہ گئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کیا اچھا ہوتا کہ فقہ رفاخانہ کے کچھ مسائل تحریر کرتے تو جواب میں ہم بھی فقہیہ غیر مقلدین
و تابعین کے پیچھے نہ کھانے لگے۔ ہم یہاں وہاں پر کچھ مسائل کی تفصیلات لکھ دیتے
ضرورت پر چھوڑتے ہیں ورنہ انکا نہا فوری سمجھتے ہیں کہ نقاب صاحب اسی سے بعض کچھ
خرمات سے نکاح اور ان میں پاکیزہ، بیوی کے حق کے لئے کی غلطی ایک ہذا اور ایسے ہی
دیگر فقہی مسائل کو آپ نے اپنی کتاب میں پڑھا تو ہوگا اگر نہیں تو پھر ہم آپ کا یہی کتابوں
کی سیر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر کئی بات نہیں۔ نزل الاموال فقہ محمدی کلاں،
اور دیگر کتابوں کو آپ دنیا سے غائب ہو کر سکتے۔ اسی وہ لوگوں کے پاس موجود ہیں۔

۲۰

تقدیم بحواب تقدیم

اس عنوان میں مباحث صاحب نے عطیہ محمد سالم حج شرعی عدالت مدنیہ منورہ و مدرسہ
خطیب مسجد نبوی شریف کے تقدیم کا ذکر کیا ہے۔ جس میں سے چند اہم امور کو ہم نقل کر
کے جواب پیش کرتے ہیں۔

① مجھے تلید صاحب کا کتاب "البریلویہ" پڑھنے کا موقع ملا کتاب پڑھ کر مجھے
اس بات کی شدید حیرت ہوئی کہ مسلمانوں میں اس قسم کا گروہ بھی موجود ہے۔ چونکہ
صرف خود عدالت میں ثلوث اسلام اور کتاب و سنت کا مخالف ہے۔ بلکہ اس کے بنیادی
عقائد ہی اسلام سے متضاد ہیں۔

الجواب: اور مجھے عطیہ محمد سالم مذکور کی دیانت اور ذہانت پر شدید افسوس
ہوا کہ مسجد نبوی شریف کا مدرسہ خطیب ہو کر اس نے اس قدر جہالت و حماقت کا
ثبوت دیا ہے طوقاً تائید کہ شرعی عدالت کا حج ایسے شخص کو بنا لیا گیا ہے۔ جو فضا شرعی
کے تقاضوں سے بالکل بے خبر اور ماہل ہے۔ کیا اس قاضی کو یہ معلوم نہیں کہ جو تکلیفیں
کا بیان دین لیا جائے کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا۔ کیا اس قاضی کا فرض نہ تھا کہ
"البریلویہ" کو پڑھنے سے بعد اور اسکی تصدیق کرنے اور مؤلفین کی مدح سرائی سے قبل
فاضل ربیعہ اور ان کے محراب و درخشاں و اکابر علماء اہلسنت و ربیعہ کی اصل کتابوں کا مطالعہ
کریے اور ہم کوئی رائے قائم کر کے فیصلہ دیتے۔ اس سے قبل ہی رائے قائم کر لیا
اور حلیہ میں فیصلہ دے دینا تو بھی ظاہر کرتا ہے کہ وہ نام نہاد قاضی ہیں اور جو حقیقت
وہ عمدہ و قضا کے لائق ہی نہیں تھے۔ نہ معلوم قاضی کیسے بن گئے۔ اس نام نہاد قاضی
و مدرسہ کی عقل و دیانت کا ماتم کرنے کو بھی جانتا ہے۔ اتنے بڑے بہتان پر محض غیبتی سنا

اور وہ بھی دشمن سے سنکر یا دشمن کی تحریر پر کمر اتر آئے ہیں۔ جسکو سنکر کسی کو بے جا
ہے۔ قرآن نے تو فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا كُنْزُ خَالِكُمْ خَالِكُكُمْ**
أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ مَا يَجْعَلُكُمْ قَتْلَكُمْ قَتْلَكُمْ مَا يَجْعَلُكُمْ قَتْلَكُمْ ۵ اے ایمان والو!
اگر کوئی خالص تمہارے پاس کوئی چیز لائے۔ تو تصدیق کر لیا کرو تاکہ تم جہالت کی وجہ سے کسی
گروہ کو معیت نہ دلاؤ ورنہ تم اپنے کئے پر پشیمان ہو جاؤ گے۔

اور عطیہ صاحب کے خاسق ہونے میں کیا شک ہے۔ وہ ساری زندگی دارطبیعی
کرتاتے رہے۔ حد شرعی سے دارطبیعی کم رکھتے تھے۔ جو عدالتی فتنہ تھا۔ عطیہ صاحب کو
ہمارا سلیق ہے وہ مرد میدان نہیں اور سامنے اگر ہمارے عقائد بنیادی کو اسلام
سے متضاد ثابت کریں اور کسی پاکستانی عدالت میں کر لیا ورنہ ثابت کر لیں تو چاہیں
نہاں رو پیہ انعام حاصل کریں۔ ورنہ عدالت خداوندی میں عاصی اور جالب و کج خیال
کر کے مدق دل سے اپنے غلیظ عقائد سے توبہ کر لیں۔ اور آخرت کے عذاب سے
محفوظ ہو جائیں۔ یا پھر ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم عدالت میں ان کے عقائد و نظریات
کا گستاخانہ و کافرانہ ہونا ثابت کر کے دکھائیں۔ کیا ہمت ہے۔ جو مل فرمائیں گے۔
سہ نہ خیرائے گمانہ تلواران سے

یہ بازو میرے اڑھائے ہوئے ہیں

④۔ حدیث پر عطیہ محمد سالم کا قول ہے۔ کہ اگر اس کتاب کے مصنف کی علمی دیانت پوری
دنیا میں مسلم نہ ہوتی تو ہمیں یقین نہ آتا کہ اس قسم کا گروہ پاکستان میں موجود ہے۔

الجواب: یہ سفید جھوٹ ہے۔ کون کہتا ہے کہ تلید کی علمی دیانت پوری دنیا میں
مسلم ہے۔ کس دنیا کی بات کرتے ہو۔ جو شخص پاکستان میں بھی متعارف نہیں تھا۔ پاکستان
کے متعدد علاقوں میں اسکو کوئی جانتا نہ تھا کہ یہ قضاہ کی نوع میں آئے کے بعد دافعی اس
کو وہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ جو زندگی میں حاصل نہ تھی۔ اور یہ کوئی کمال نہیں۔ ہم کی ترقی

اگر ایک ڈاکو کو بھی وہ شہرت حاصل ہو جاتی ہے۔ جو اس کو زندگی میں حاصل نہیں ہوتی کیا اس کو کمال قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیا نبوت ہے علیہ السلام کے پاس۔ اپنے احوال پر پوری دنیا میں وہ ذات خود متعارف تھا۔ میرا جیکر اس کی دیانت مسلم ہو اور اس کی علمی دیانت کا راز تو عنقریب شہرت از بام ہو کر رہے گا۔ جب ہم اس کی علمی شخصیت پر گفتگو کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ میرے دست ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو یہ معلوم نہیں ہے کہ لفظ "سید عرب" ہے یا فارسی ہے اور جبکہ یہ معلوم نہیں کہ لفظ "فرقان" عربی یا فارسی ہے۔ اور اسی جہاں شہرت کا شوق ملاحظہ فرمائیں۔ "البریلوی" کے ۳۷ اور ۳۸ پر لکھتے ہیں۔ فائزہم اعلیٰ العمامۃ للبعۃ وسید الجنتہ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ بل اصدر واخر مانا اور یکویہ معلوم نہیں ہے کہ هذه الکتاب اذ تلذذ الکتاب میں صحیح کون سا ہے۔ اور غلط کیا ہے یعنی ایسا جاہل غفلت کہ فکر کی جگہ غفلت اور غفلت کی جگہ فکر کو لیا اور لکھا تھا۔ الی البریلوی کی جگہ الی البریلوی لکھا تھا۔ بلکہ مفروضہ اور جمع کافرق میں نہیں کر سکتا تھا۔ ملاحظہ ہوں! البریلوی ۳۷ پر ۱۲ سطر ۱۱ تا ۱۲ سطر پر ملاحظہ کریں۔ بجائے اعتزال البریلوی کے اعتزال البریلوی لکھ رہا ہے۔ ۱۱ سطر ۱۱ میں ظہر لکھتا ہے کہ۔ ولہ یحق لہ جادہ کہ ہوتے ہوئے بھی آخر میں سی لاتا ہے۔ اس جاہل کو یہ معلوم نہیں کہ لہ جادہ صرف علت کو لکھتا ہے۔ لہذا لہ یحق بغیری کے ہرزا چاہئے تھا۔ اس طرح مزید تفسیر دینی لکھ کر کی غلط مروجہ ہیں۔ بلکہ اگر اس کے علاوہ نفس عربی میں بھی بے شمار غلطیاں کرنا چلا جاتا ہے کہ فارسی الفاظ کو عربی میں شامل کرنا چلا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے سوال کیا جا چکا ہے۔ پوری تفصیل دیکھنا ہر طرف ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد ان جو نے کار از خود بخود آشکارا ہو جائے گا۔ ایسے شخص کو علیہ السلام کی علمی شخصیت قرار دینا میرا اس کی علمی دیانت کو پوری دنیا میں مسلم ماننا انتہا جان

نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیوں غر مغلوں کا جلیل القدر مصنف تمہارے ہاں ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان پر تو یہ مثال خوب قوی آتی ہے۔ کہ

"انھوں سے اندھی نام روشن بی بی یا خارش کی ماری ہوئی نام شہر بی بی"

۲) ملا برقیہ میں علیہ السلام صاحب لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے جلیل القدر مصنف نے اس گروہ کے عقائد و افکار سے کتاب اٹھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ کتاب و سنت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انجہ

الجواب: البریلوی ۳۷ میں بعض چیزیں اہلسنت حنفی بریلوی کی طرف ایسی مخریج کر دی ہیں۔ جیسا کہ اہلسنت کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں اور بعض شعراء کے مباحثات کو بھی مسلک اہلسنت حنفی بریلوی کی طور پر پیش کر دیا ہے۔ جو بالکل زیادتی ہے۔ غیروں کے مباحثات کو مذہبی عقائد قرار دینا کہاں کی دیانت اور کہاں کا انصاف ہے۔ یہ حقیقت تو انشاء اللہ تعالیٰ۔ بارے عقائد کے بیان میں ثابت کو جائز کیا کہ جن عقائد و فقہ کو علیہ السلام اور ان کے مروجہ کتاب سنت سے بیگانہ کر دیا ہے۔ وہ ہرگز کتاب و سنت سے لاتعلق نہیں بلکہ وہ قرآن و سنت سے بھٹا ثابت ہے۔ یعنی کاشورت عبدة النفس سے ہے۔ بعض کا رلات النفس سے اور بعض کا اشارۃ النفس و افئنانہ نفس سے ہے۔ جن سے خود نیز مقلدین و تابعین نے تیر اور جاہل ہیں اور کہنا کہ۔۔۔۔۔ اس فرق کو چاہئے کہ وہ ان عقائد سے تو یہ کہیں اور نیز رسالت کے تصور سے آشنا ہو کر اپنی عاقبت کو سزا دینے کی طرف توجہ دیں۔

الجواب: اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی کو فرقہ کہنا بھی غلط ہے کیونکہ یہ فرقہ نہیں بلکہ یہ سواد اعظم اور جماعت ہے۔ فرقے تو وہ ہیں۔ جہاں سے کھل کر ایک نیا گروہ اور خود ساختہ مذہب بن گئے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے جسکو سواد اعظم اور جماعت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اتبعوا سواد اعظم او یدلک علی الجملۃ۔ وہ یہی اہلسنت حنفی

پھر مبلوی ہیں۔ وہابی یا دیوبندی وغیرہ فرقوں میں شامل ہیں پھر یہی سواد اعظم
توحید ربانی سے آشنا اور اس کے حامل ہیں۔ توحید کے شیطانی منہرج کے حامل تو یہی نجدی
وہابی اور دیوبندی ہیں جو شیطان سے ڈرنا ہوا سبق رکھ کر اس کی تبلیغ کر کے شیطان طبع
کو راضی کئے کو ہی اپنے لئے باعث فخر اور ہر سعادت تصور کرتے ہیں۔ توحید کے
روحانی مفہم اور شیطانی مفہم کی تشریح اور ثبوت آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

(۵)۔۔۔۔۔ تقدیم میں عطیہ سالم لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اندازہ
ہو جائے کہ ان کے عقائد کی بنیاد ترکین حدیث کی بجائے توہم پرستی ہے اور خیالی و تصوراتی
قسم کے قصے کہانیوں پر ہے۔ انہی

الجواب : انھوں نے اعلیٰ ہمارے عقائد کی بنیاد تو یقیناً قرآن و حدیث پر ہے۔ توہم پرستی
اور خیالی و تصوراتی قصے کہانیوں پر ترک نہیں ہے۔ یہ باطل پرستوں کا باطل خیال ہے۔
الحمد للہ تعالیٰ ہم اپنے سرعقیدہ کو قرآن و سنت سے ثابت کر سکتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ
باب عقائد کے حوالہ میں ثابت ہو گیا جائیگا۔ توہم پرستی کا شکار تو ہر لوگ خود ہیں۔ ان کے
اپنے عقائد کا قرآن و سنت سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ ان کے عقائد گستاخانہ اور کلوڑانہ
ہیں جن سے انھیں تائب ہونا لازم ہے۔

(۶)۔ اس کتاب کے مصنف نے جس علمی تحقیقی انداز میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے
اس کی بنا پر ان کی تصنیفات تعلیمی درسگاہوں اور تحقیقی مراکز میں حوالے اور سند کی حیثیت
افتخار کر سکتی ہیں۔

الجواب : یہ بھی جھوٹ ہے۔ صرف چند نجدی وہابی مراکز میں شامل نصاب ہونا
کوئی کمال نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہوتا جبکہ اسکو غیر جانبدار اداروں میں یا فرقہ مخالف
کے کسی ادارے میں حوالے اور سند کا درجہ حاصل ہوتا۔ مگر ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ نہ اس
کی کتاب کو مرزا کے نزدیک حوالے اور سند کا درجہ حاصل ہے۔ کیا انھوں نے علمی اور تحقیقی انداز

عمر غلام احمد قادیانی

لیا جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ روافض کی کتابوں کو رافضی مراکز میں۔ خارجیوں کی کتابوں کو خارجی
کے مراکز میں حوالے اور سند کا مقام حاصل ہے۔ کیا آپ انھوں نے علمی تحقیقی انداز کو قبول کرتے ہیں۔
ہیں حال نگہ کی کتاب "البرلیت" کا ہے کہ وہ صرف نجدی مراکز میں وہ بھی سب میں
نہیں بلکہ ایک دو میں شامل نصاب پر بنائے مذہبی تعصب کی گتھی ہے۔ اس لئے اسکو
علمی یا تحقیقی قرار دینا تھا شائد افساف نہیں ہے۔

(۷)۔ عطیہ سالم صاحب یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ مصنف کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ
انہیں اپنی مادی زبان کے علاوہ دوسری بہت سی زبانوں پر بھی دسترس حاصل ہے۔ انہی
الجواب : یہ بھی عطیہ سالم صاحب کے لئے غری بیوقوفی ہے۔ انہوں نے یہ لکھ کر
خود ہی اپنی جہالت کو چار چاند لگائے ہیں۔ اگر ساری کتاب پڑھ کر دیکھا ہے تو پھر انہوں
نے اپنی جہالت پر ہر ثبوت ردی ہے کہ انھوں نے بھی معلوم نہیں کہ رسالہ فرمان فارسی کے
الفاظ ہیں جن کو ظہیر نے "البرلیت" کے حصہ ۱۳ اور حصہ ۳ پر عربی میں غلطی کر اپنی عربی
سے خود ہی نقاب کشائی کر دی ہے۔ پھر ان بیوقوفوں کو ۱۳ اور ترک نکلیا دیکھی کی جمع
عمی لفظ کو عربی میں داخل کر کے مزید جیسے جہالت کو چار چاند لگائے ہیں۔ ترک نکلیا
"البرلیت" حصہ ۲۵ سطروں ۲۵۰ کیا اس کا نام عربی ذاتی ہے کیوں عطیہ سالم صاحب کیا کسی
عربی ذاتی پر دسترس کہا ہے۔ مگر ان کی آنکھوں پر نجدی تعصب کی کچھ باندھی ہوئی ہے۔
ان کو یہ تعارض یہ معائب یہ کڑواں کٹھن کھٹکتی ہیں۔ ان گستاخانہ رسالت کو تو
صرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور نبی اکرام اولیا و علماء کی دعوت
قدسیہ میں ہی تقاضے و معائب دکھائی دیتے ہیں۔ رسولوں اور اولیاء کے علوم میں کیڑے
نکالتے ہیں اور اپنے جہلار کو علماء و نبیاء کرشمین کرتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے۔

سے خسرو کا نام جنوں اور جنوں کا خسرو

جو چاہے آپ کا سر نہ کرشمہ ساز کرے

(۷) - عطیہ سالم صاحب مزید گورنمنٹ کی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس فرقہ کے ممبروں کے حالات زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ انکی یہ تحریک عالمی فکری اور ترقی ادبی انکی ساری سرگرمیوں سے صرف انگریزی استعمار کو فائدہ پہنچا۔ اس تحریک کے علاوہ یہ تحریک جو انگریز کے مفاد پر تھی وہ مزارعہ نظام اصلاح داری کی کوئی قسم - دونوں تحریکیں استعمار کے سائے میں پروان چڑھیں - جناب احمد رضا بریلوی کا دباہوں کی مخالفت کرنا ان پر کڑا فتویٰ لگانا، جہاد کو حرام قرار دینا، تحریک خلافت اور تحریک ترک ممالک کی مخالفت کرنا - انگریز کے خلاف جدوجہد پر صرف مسلم رہاؤں کی کھڑکیا اور اس قسم کی دوسری سرگرمیاں استعمار کی خدمت اور اس کے اہل مقصد کو کرنے کے واسطے ہیں۔

الجواب: - المخلصین علیہم البرکات عزت رکھتے ہیں دباہوں کی مخالفت اور ان پر فتویٰ لکھ کر اس لئے نہیں لگایا کہ وہ انگریز کے مخالف ہیں۔ بلکہ آپ نے انکی فکریات اور فتویٰ حکمت کی بنا پر مخالفت کی ہے اور کفر کا فتویٰ بھی اسی وجہ سے لگایا ہے کہ وہ گستاخ شان الوہیت اور گستاخ شان رسالت ہیں اور کفریات انکی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے بعض اکابر نے اپنی کتابوں میں جو مخالفات لکھی ہیں انکی بنا پر ان کو اقرار قرار دینا بجائے خود کفر ہے۔ انکی فتویٰ عبارات کی نشاندہی سے عترت پر اپنے موقف پر کیونگی انشاء اللہ اور یہ بات باوجود اہم بتائیں گے کہ المخلصین نہیں بلکہ غریب عقلمند نام نہان اہل حدیث کے اکابر ہی انگریز کے حامی اور پورے پورے اکینٹھے تھے۔ اپنا جرم چھپانے کے لئے المخلص کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ المخلص نے تو ہمیشہ انگریز کی مخالفت کی ہے المخلص اور تمام علماء اہل سنت قطعی بریلوی کے نزدیک جہاد اسلامی فرائض میں سے ایک اہم ترین فرض ہے۔ لیکن یہ چند شرائط سے مغرور ہے۔ اگر وہ شرائط موجود ہوں تو جہاد ہوگا ورنہ نہیں۔ اور یہ شرائط بھی صرف المخلص نے خود مستحین نہیں فرمائیں۔ بلکہ حلیل القدر فقہاء اسلام نے لکھی ہیں۔ جبکہ کہ جمعیۃ شرعہ نقایہ، امداد الخیر، ہے۔

ہذا اذا غلب علی ظنک انہم ولا فلا یباح قتالہم۔ یعنی یہ جہاد تہہ ہو
کا جب یہ غلبہ گمان ہو کہ انکا مقابلہ کر سکتے ہیں بصورتہ دیگران سے لڑنا حلال نہیں
ہے۔ (ملاحظہ ہو رسائل رضویہ ص ۳۸۲ صفحہ ۱۷۰)

ظاہر ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے پاس طاقت نہیں تھی۔ دوسری شرط یہاں کہ ہے
کہ سلطان اسلام موجود ہو۔ اعلیٰ قدر فرماتے ہیں مفلس پر امانت مال نہیں، ایسے دست و پا
پر امانت اعلیٰ نہیں، ولہذا مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔ (ملاحظہ وادار العین ص ۱۲۸
صفحہ ۱۷۰) اور سلطان اسلام کی شرط بھی مفقود تھی۔ اس شرائط جہاد کو نفل کہنے
کے بعد اور اعلیٰ قدر ان کے عبارات کو نقل کرنے کے بعد واجب واجب لکھتے ہیں اسی کے بعد مسلمانان
ہند شہر پہنچا کہ وہ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اور ان کے لئے کام کر رہے ہیں اور تہذیب و
فاسق ہیں کلمہ ۱۷: ان عبارات سے اعلیٰ قدر نے یہ ثابت کیا تھا کہ طاقت اور سلطان
اسلام کے تہہ نہ ہیں کہ صورت میں جہاد نہ فرمیں ہے نہ جائز مگر یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ طاقت
ہونے اور سلطان اسلام کی موجودگی میں بھی جہاد فرض یا حلال نہیں ہے۔ مگر ان کے برعکس
غیر مقلدوں کے طور اور انکی دلیل اہل ادراکلی مفسد کے رہتا مولوی محمد حسین ٹالپاوی اپنے کلمہ
۱۷: (اقتصاد ص ۲۰۰) میں لکھتے ہیں۔ کہ ان دو تہوں سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔
اس زمانے میں محمدی جہاد کو کوئی صورت نہیں ہے..... ہم جب کبھی بعض اخبارات
میں پڑھ لکھتے ہیں کہ سلطنت ہم باریاست افغانستان وغیرہ اسلام سے جہاد کا
اخبار دیا گیا ہے، تو ہم کو خوف تعجب ہوتا ہے۔ اور اس خبر کا یقین نہیں آتا کہ اس وقت
رہنے زمین پر کام کیاں ہیں۔ جسکی بناء میں اور اسلام اور اجازت سے مسلمان جہاد کر سکیں...
... یہ خوف فریقین کا اس وقت بجا تھا جبکہ جہاد اسلام کا اعلیٰ قدر فرماتا اور تقرر امام
کے سوا مسلمانوں کا اسلام صحیح یا کمال نہ ہوتا۔ (اقتصاد مسائل الجہاد و کٹھنہ پرین لاجور
ص ۲۰۰-۲۰۱) مولفہ محمد حسین ٹالپاوی — اس عبارت سے دوزخ ذیلی مراتب سے ہر تہذیب

①۔ چونکہ امام کے بیڑ جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندوستان میں دو جہاد شروع ہوئے
 ہے اور نہ ہی یہ جائز ②۔ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی حصے پر
 بھی جہاد نہیں ہو سکتا۔ ③۔ جہاد اسلام کا فرض اصلی نہیں ہے، غور کریں۔
 اعلیٰ حضرت نے تو بعض ایک شرعی حکم بیان کر کے کہ غرض سے لکھا تھا، جو گذرا ہے، نہ
 تو یہ موقف تھا کہ قوت و طاقت ہونے کی صورت میں ہی جہاد فرض نہیں اور نہ ہی موقع
 تھا کہ جہاد فرض اصلی نہیں ہے۔ وہ تو صرف یہ فرماتے تھے کہ ہندوستان کے مسلمانوں
 کے پاس جہاد کی طاقت و قوت نہیں ہے۔ اس لئے ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مگر اگر
 گستاخانہ رسول نے عاشق رسولؐ کو بلا شرعیہ حکم، کو زبان کر کے کہ غرض سے بات
 کو بدل ڈالا اور قید اللہ بنہ ظلماً و قلاً علی الذی قیل لہم (الایہ) کا
 مصلوق بنادیا۔ کیا تحریکین بٹالوی نے اعلیٰ حضرت سے بھی آگے بڑھ کر فیصلہ نہیں دے
 دیا۔ اعلیٰ حضرت نے تو صرف ہندوستان کی بات کی ہے۔ مگر بٹالوی صاحب تو پوری
 دنیا کی بات کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں کسی بھی علاقہ میں جہاد نہیں کیا جاسکتا۔ اس
 سے بڑھ کر کہ وہ جہاد کے فرض اصلی ہونے کا چھٹکار کرتے ہیں۔ اگر اعلیٰ حضرت کا
 مذکورہ بالا فتویٰ انگریز کی حیات اور ہمدردی بن سکتا ہے تو پھر بٹالوی کا یہ فتویٰ تو بدتر
 اولیٰ انگریز کی حیات و ہمدردی قرار دیا جانا چاہیئے۔ کیا علیہ السلام صاحب انصاف کا تقاضا
 پورا کرتے ہوئے بٹالوی کو بھی انگریز کا ہیمنٹ قرار دیں گے۔ کیا اخلاق جرات ہے کہ
 کم از کم دونوں کو سادی قرار دیں۔ باقی تفصیلی جواب اس بات کا کہ اعلیٰ حضرت نے جہاد
 کو حرام قرار دیا یا تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات دینہ کا انگریز کی حمایت میں
 کیا ہے۔ انشاء اللہ البریلو سے اعتراضات کے جوابات میں دیا جائیگا مگر یہاں
 بھی دیا جائے۔ ہم دہلی میں دیا جائے تو مضمون طوالت کا خطرہ ہے۔
 ④۔ علیہ السلام صاحب لکھتا ہے کہ اس ضمن میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ خیر باب

احمد رضا صاحب کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمدؒ کا بھائی تھا۔
 الجواب: حقیقت واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام قادر نام کے دو شخص تھے۔ ایک وہ
 جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے صرف ابتدائی کتبوں کے استاد تھے، جو ابتدا میں بریلی تشریف
 میں مقیم رہے بعد میں کلکتہ تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمایا۔ ملاحظہ ہو۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مظلوم الدین بھاری جلد ۲)

جیکر دوسرا شخص جس کا نام مرزا غلام قادر بیگ ہے۔ وہ دنیا بھر کا ایک معزول تھا نیلار
 تھا اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو گیا تھا اور اس کی عمر ۵۵ سال تھی اور اعلیٰ حضرت کے استاد ختم
 مرزا غلام قادر بیگ کی عمر کمین زیادہ تھی۔ یہ تو ۱۸۹۷ء میں بھی زندہ موجود تھے۔ گو با آئی
 سال کی عمر بھی زندہ تھے۔ وہ ۵۵ سال کی عمر میں ۱۳۰۰ھ اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو
 چکا تھا۔ جیکر اعلیٰ حضرت کے استاد آٹھ سال کی عمر میں ۱۳۱۲ھ اور ۱۸۹۷ء میں بھی حیات
 تھے۔ وہ قادیان کا ایک معزول تھا نیلار تھا جیکر یہ ایک مولوی اور مدرس تھے۔ اور انہوں
 نے ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ میں ایک استغناء اعلیٰ حضرت کی خدمت میں کلکتہ سے ارسال
 کیا۔ جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے کچھ لکھتے ہیں بان بنیاد سید المرسلین لکھی۔ یہ استغناء و توافقی
 رضویہ جلد سوم مطبوعہ مبارک پور انڈیا کے مشیر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(حیات اعلیٰ حضرت مؤلف مرزا غلام الدین بھاری جلد ۲)

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ کی شہادت

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ سے دوست محمد شاہ صاحب نے پروفیسر محمد مسعود احمد
 پرنسپل گورنمنٹ کالج (سائینس) ٹھیکہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مجھے
 بھائی مرزا غلام قادر نے آپ کے دخولے مسیحیت (۱۸۹۱ء) سے آٹھ سال پہلے ۱۸۸۳ء
 میں انتقال کیا۔۔۔ آپ خود یا آپ کے کوئی بھائی یا نس پرنسپل برائے بریلی یا کلکتہ میں

مقیم نہیں رہے۔ ان شواہد سے آفتاب سیمور کا درج روشن ہو گیا ہے کہ مرزا غلام قادر بیگ سیمور زانادانی کا بھائی تھا وہ ہرگز اعلیٰ حضرت کا استاذ نہیں تھا۔ یہ بات وہاں سیمور کی خبر کے خلاف، بہانے میں سے ہے۔ اور حسن اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کیلئے لکھا گیا ہے۔

چیلنج فریدی

ہم علیہ محمد سالم اور پاکستان کے تمام وہابیوں کی خبریں غیر متعلقہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرد میدان نہیں اور گوجرانوالہ کی بھی عدالت میں اگر یہ بات ثابت کر دیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل دینی کا استاذ وہ مرزا غلام قادر بیگ تھا جو مولا قادیانی کا بھائی تھا۔ اور یہ کہ اعلیٰ حضرت مرزا قادیانی کے حامی اور پیرو تھے۔ اور یہ کہ انکو انگریزوں سے بڑھ کر تھی۔ اور وہ انگریز کے ایکٹ تھے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو ذرا بڑی عدالت علیہ محمد سالم یا نائب یا کوٹہ اور غیر متعلقہ مرد ہزار روپے کا انعام حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ یا پھر غیر متعلقہ نہیں چیلنج کریں کہ ہم یہ ثابت کریں۔ عدالت میں کہ غیر متعلقہ کے اکابر انگریز کے حامی اور اس کے ایکٹ تھے اور اس پر انعام رکھیں۔ ہمارے طرح دس ہزار کا۔ تو انشاء اللہ قضاے عدالت میں ثابت کریں گے۔ کہ غیر متعلقہ کے اکابر انگریز کے ایکٹ تھے اور انگریز کے خلاف جہاد کو حرم قرار دیتے تھے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

۱۔ نہ تم صدمے نہیں دیتے نہ ہم شہر باد یوں کرتے
نہ کھنچے راز سرسبز زون رسوائیاں ہر قوم سے

⑩۔ انگریز کی طرف سے اس قسم کی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی بعید از عقل نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس تحریک کے پیچھے استعمار کا خفیہ ہاتھ تھا غیر منطقی بات نہیں اگرچہ ہمارے

الجواب: اعلیٰ حضرت اور علماء اہل سنت حنفی بریلوی کی سماجی جمیعہ کو انگریز کی حامی تحریک قرار دینا اور اس کے پیچھے استعمار کے خفیہ ہاتھ کی بات کرنا اور اس کو منطقی تسلیم کرنا بعید از عقل قرار نہ دینا خباثت قلبی بغض و عناد اور مہلک دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ گذشتہ چیلنج کے بعد ہمیں مزید اس سلسلہ میں کچھ کہنے کا ضرورت نہیں ہے۔ البتہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں ہم اکابر دین اور اکابر اہل سنت کا انگریز کا ہر پلہ حامی اور کامل و مکمل ایکٹ ہونا انکی اپنی کتابوں کے حوالہ جات سے ثابت کریں گے خود دیکھنا و معلوم ہر جائے گاہ کہ کون حامی و ایکٹ تھا؟

⑪۔ علیہ صاحب کہتے ہیں کہ اس فرقہ کے پیروکار ایک طرف تو اس قدر اذیت کا کام لیتے ہیں کہ ان کا اولیا کرام اور نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا کی اختیارات کے مالک اور رفیع و نقصان پر قدرت رکھتے ہلے ہیں۔ دنیا و آخرت کے تمام خزانے انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ (ترجمہ نایب ص ۱۱)

الجواب:۔ اولاً اس جماعت کی فرقہ قرار دینا ہی جہالت ہے۔ یہ فرقہ نہیں بلکہ جماعت ہے۔ جبکہ پہلے بتا چکا ہوں پھر اسکو اذیت کا نشانہ قرار دینا ذل جہالت ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی اختیارات کے مالک کو مرکب اضافی مانا جائے جیساکہ یہ واقعہ ہے۔ تو پھر اضافت افافہ تو یقیناً نہیں ہے۔ پھر اضافت لامی ہوگی یا اضافت می ہوگی۔ اگر اضافت لامی مانی جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ بریلی حضرات اولیا اور مقربین ہر گاہ خداوندی کے لئے تعبیر ہی اختیارات مانتے ہیں جو خدا کے ہیں۔ تو یہ تعبیر جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہمارے اکابر کاگز یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہمارے اکابر کی کسی کتاب سے اسکو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ سلیح کہ خدا کی اختیارات مستحق مالذات قدیم، لافانی، خیر و بد ازلی، ابدی اور غیر متناہی ہیں اور ایسے اختیارات خدا کے عجز کے لئے ماننا شرک عالمی و شرک جلی ہے اور کسی مخلوق چاہے وہ کتنی عظیم کیوں نہ ہو اسکی صفات ایسی ہونی نہیں کہ میں



حاجت روا ہو کر ماننا ہی شرک ہو گا نہ کہ باذن اللہ مددگار باوجود اللہ شکر کا
 باذن اللہ رخصت البلاء، باذن اللہ حاجت روا ماننا۔ میرے پاس کے اہل علم نے تصریح فرما
 ہے کہ مشرکین کے اور اہل اسلام سنیوں حضیروں بیلیوں کے عقیدہ میں مزید ایک حد
 بڑا فرق یہ ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کو خدا سے بے نیاز مانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے
 خدا نے ان کو عقائد بتائے دیئے ہیں۔ اب وہ خدا کے محتاج نہیں رہے۔ جب با
 ہو چاہیں کر سکتے ہیں۔ یعنی خدا کے چاہے خدا نہ چاہے تو بھی کر سکتے ہیں (اعلیٰ باب
 مگر ہم اہلسنت حنفی بریلوی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء باذن اللہ کلمات اللہ
 کے ملک ہونے کے باوجود ہم کچھ ساعت پر گھڑی وہ خدا کی مشیت پر تکیہ کرتے تو
 ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی وہ خدا سے مستغنی و بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ صرف عطا
 ماننا مومن ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ مومن ہونے کے لئے عطا کی مانتے
 ساتھ ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہ کچھ و ہر ساعت خدا کی مشیت پر تکیہ کرتے
 ہیں اور ہر وقت خدا کے محتاج ہیں کیونکہ وہ جب بھی کچھ کرتے ہیں یا کریں گے مضی
 کے بعد کریں گے اور ان کی مشیت بھی خدا کی مشیت کے ماتحت ہے۔ قرآن فرماتا
 وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔ کہ تم خدا کے چاہے بغیر چاہے بھی نہیں
 ملا حظ ہو امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوران علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب
 کرامی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف "تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاد والکفر"
 اعتراض :- قرآن کریم میں ہے کہ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُ قَوْمٍ بِاللّٰهِ اِلَٰهَ دَعْوَتِهِمْ
 یعنی اکثر مشرکین اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہو
 یعنی اکثر یہ ایسی ہے کہ مومن ہو کر بھی مشرک ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 کہلانے والوں کی اکثریت مشرک میں مبتلا ہے۔ اور اس سے مراد یہی لوگ ہیں جو
 ہم پر ایمان دین کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں۔ یا رسول اللہ کہتے ہیں یا نبوت

الجواب :- اس آیت پر کیرمیں ایمان سے مراد اصطلاحی و فنی ایمان نہیں بلکہ
 یہاں مراد ایمان کا لفظی معنی ہے اور مراد وہ مشرکین ہیں جو خدا کے خالق و ملک
 ہونے پر راضی ہونے پر تو ایمان رکھتے تھے مگر ساتھ ساتھ بتوں کی عبادت بھی کرتے
 تھے۔ ان کے لئے استحقاق عبادت بھی مانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو
 مستحق حنفی بریلوی خواہ جابل و اجہل بھی کہوں نہ ہو وہ بھی خدا کے سوا کسی کو عبادت
 کے لائق اور عبادت کا حقدار نہیں مانتا جیسا کہ گذر چکا ہے۔ اس لئے اس آیت کو
 ان پر چسپاں کرنا اپنے آپ کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول "بلا حد شرا و خلق
 اللہ و قتل انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین" کے
 مصداق بنانا ہے۔ یعنی وہ لوگ خدا کی مخلوق میں بدترین ہیں جو کفار کے حق میں نازل
 ہونے والی آیات کو بتوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ بخاری باب اختلاص والرتبہ جلد ۲۲
 اور اگر خدا کی اختیارات کے جملہ میں انصاف نہی قرار دی جائے تو معنی یہ ہوگا کہ خدا کی
 طرف سے عطا کردہ اختیارات ملتے ہیں۔ اس صورت میں معنی و مطلب تو درست ہے
 مگر یہ دہائیوں تخیلوں کی مراد نہیں ہے۔ اس لئے یہ شق بھی مراد نہیں ہو سکتا۔ ان
 کے کلام کہ - اب رہا یہ کہ کیا واقعی انبیاء کرام اور اولیاء علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے
 انکی نمایاں شان اختیارات و تصرفات عطا کئے ہیں یا نہیں۔ تو اس کا ثبوت ہم انشاء اللہ
 "الزیلویہ" کے اس اعتراض کے جواب میں بحوالہ قرآن کریم کی تھوڑی انتظام فرمائیں کیونکہ
 اگر ہر بات کا ثبوت تقدیم کے حوالہ میں سے دیا گیا تو پھر اسکا اعادہ نہ کرنا چاہیے جسکی
 کتاب ہذا متحمل نہیں ہو سکتی۔

(۱۲) تقدیم میں عظیم عالم صاحب ترجمہ کے حوالہ پر لکھتے ہیں کہ :-
 --- اور دوسری طرف تعریف کا شکار ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر شخص اپنی
 زندگی میں نماز روزے آٹا کر رہا ہو۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے انفرادی آثار اس کے

ان کے دوزخ اور نفاق قدیم سے کر اور حیلہ اسقاط پر عمل کر کے گناہ معاف کروا
کے اسے جنت میں داخل کروا سکے ہیں اس قسم کے عقائد کا دور جاہلیت میں
تھیں وہی تھا۔

الجواب :- مذہبی قصبہ اور مذہبی غدا کا کیا نام اور کاستانی ہے کہ وہ
ایک ایسی چیز اور اچھے نظر رکھیں تہذیب کا پیش کرتا ہے پہلی بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ
حیلہ اسقاط کو کون عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔ مگر اس عظیمہ سالم صاحب نے عقیدہ
قرار دیا ہے جو انکی جہالت کا شاہکار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل حق نے یہی
ہی یہ حیلہ نہیں کرتے بلکہ جن علاقوں میں مثلاً سرحد کے بعض علاقوں میں ہوتا ہے
وہاں بلا امتیاز دیوبندی علماء اور بریلوی علماء سب کرتے ہیں۔ مردان و پشاور اور ہزارہ
و غیرہ میں دیوبندی علماء بھی کرتے چلے آئے ہیں اور اب بھی بعض علاقوں میں کرتے
ہیں۔ صرف بریلوی علماء کے سر تنھیں نیا بھی عظیمہ سالم کی یا تو بے خبری ہے یا چھوٹا نا۔
تفسیری بات یہ ہے کہ جو لوگ نہیں کہتے اور جہاں نہیں کرتے وہاں بریلوی علماء بھی نہیں کرتے
مثلاً پنجاب اور سندھ و کراچی کے علاقوں میں حیلہ نہیں کیا جاتا تو ان علاقوں میں نہ
بریلوی کرتے ہیں نہ دیوبندی کرتے ہیں۔ الزام صرف بریلوی علماء کو دینا کہاں کا انصاف
ہے اور علماء بریلوی کے خصوصی عقائد میں اسکو شامل کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔
یہ تو دیوبندیوں اور بریلویوں کے درمیان امر مشترک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے بریلوی تمام
علماء اسکو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ دیوبندی نے انے قوی علماء قدیم زمانے سے کرتے
چلے آئے ہیں۔ مگر اب کچھ عرصہ سے سرفراز صاحب نے کتاب "راہ سنت" پر لکھ کر ان کو ملامت
نظر آیا ہے اور اب انہوں نے بعض بعض علاقوں سے اس حیلہ کو سن کر لیا ہے مگر
انہی علاقوں میں ایسے دیوبندی بھی موجود ہیں جو اسکو جائز ہی قرار نہیں دیتے بلکہ خود
کرتا اور کرتے ہیں۔ منکرین کو مناظرے کا پیشہ بھی کرنے رہتے ہیں۔ بہر حال منکرین

کے نزدیک ان کے ساتھ لڑے لڑے حیلہ علماء دیوبند بتاتی مثال حاصل نہیں کرتے ہیں۔
جو بھی بات ہے۔ کہ حیلہ اسقاط نماز روزوں کے فدیہ کے طور پر کیا جاتا ہے اور عزت
نفل کی پر بھی کیا نہیں ہے اور اس امید سے کیا جاتا ہے کہ شاید انہیں قبول اس فدیہ و سنت
کو قبول فرما کر اس مرتے والے کے گناہ معاف فرما دے یہ قطعی نظریہ کسی کا نہیں ہوتا ہے
ایک کرتے سے یقیناً گناہ معاف ہو گئے۔ یقیناً جنت میں داخل ہو گئے گا جیسا کہ عظیمہ سالم
نے بیان کیا ہے۔ جہاں چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

بندہ نے حیلہ اسقاط کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں تمام
اعتراضات و سوالات کے دندان شکن جوابات پیش کر دیے ہیں اور سرفراز صاحب
لکھنؤ کے ہر اعتراض کا جواب سکتا ہوں میں ملے کر لیا ہے۔ وہ رسالہ بھی طبع نہیں ہوا
امید ہے کہ عظیمہ سالم طبع ہو جائے گا۔ اور صرف اعتراضات کے جوابات پر اکتفا نہیں کیا
بلکہ اس موضوع پر دلائل سے بہرہ زن کیا ہے اور دلائل پر ہونے والی جرح و قدح کے جوابات
بھی عرض کر دیے ہیں (الحمد للہ علی ذالک)

(۱۲) عظیمہ سالم مذہب لکھتے ہیں کہ

"بریلوی حضرات نے اپنے سوا تمام یہ کفار و مرتدین ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔

مگر کہ انہوں نے اپنی فقہی پہلی دیوبندیوں کو بھی معاف نہیں کیا اور ان کے نزدیک ہر وہ
شخص کافر و مرتد ہے جو ان کے امام و بانی کے نظریات سے متفق نہ ہو (۱۲- ترجمہ ص ۱۷)

الجواب :- یہ کہتا اسلام پر بنیاد اور سیدھی ہے۔ اختلاف کسی کتاب سے

یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ ہمارے سوا کافر و مرتد ہیں۔ یہ حیلہ

مبارت اگر عظیمہ سالم صاحب یا کوئی غیر مقلد وہابی مولوی اعظمی کی کسی کتاب سے

عدالت میں ثابت کر دے تو پچاس ہزار روپیہ انعام بذریعہ عدالت سے لے سکتا ہے۔
ان کے لئے ان لوگوں نے تعضلاً فاتحاً انذار اللہ و قودھا الناس و الجہاد و اعدائہ لکھ دیں

اعلمت یا دیگر علماء و اہل بیت نے صرف ان لوگوں کو کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ جو دینی
ہیں یا پھر صرف ان کو جو کفر و کفریت و گستاخ و گستاخ ہیں۔ چکی کوئی و گستاخانہ
عبارت ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور درحقیقت وہ خود بھی اپنی ان عبارت اکابر
کو کفریہ اور کافرانہ و گستاخانہ تسلیم کر چکے ہیں۔ جب اہل بیت نے اہل کفر میں ان کی کفری عبارت
کو کتابوں کے مصنفوں اور کتابوں کے نام لے بغیر ایک کاغذ پر استفتاء کی صورت
میں مدرسہ دیوبند میں ارسال کیا۔ تو جواب میں علماء دیوبند نے ان عبارت کو کفریہ اور ان
عبارت کے مصنف والے اور کتابوں کو کافر و گستاخ ہی قرار دیا تھا۔ جیسا کہ اہل بیت کی کتابوں
سے ظاہر ہے۔ مگر جب آپ نے مصنفین جن میں قاسم ناوٹوی صاحب رشید احمد گنگوہی صاحب
اشرف علی تھانی صاحب اور غلیل احمد شیشوی صاحب کے نام اور ان کی کتابیں تحریر لیاں
تھانی رشیدیہ، حفظ الایمان اور بلاتین قاطعہ کے نام لکھ کر ان کی عبارت نقل کر کے ارسال
کیں۔ اور فتویٰ طلب کیا تو علماء دیوبند کی زبانیں لنگ ہو گئیں۔ ان کی زبانوں پر پھر لگ گئی۔
اب تاویلات فاسدہ و بالملک کے کچھ میں پڑ گئے۔ جس چیز کو خود کفر و گستاخانہ قرار دے
چکے تھے۔ یعنی اسی کو ایمان اور عین ایمان ٹھہرانے لگے۔ اور اتنا خدا احباب ہم
و دھبا نہ خدا دیا بابت دعوت اللہ کی عقلی تفسیر میں گئے۔ شان الہیت اور شان
رسالت کے مقابل میں فقہی بجائی تو درکار عین اور نسبی بجائی بھی قابل برداشت نہیں۔
مومن کے لئے یہی تفریق ہے۔ ہمارے اور ان دوہوں تجلیوں، دیوبندیوں میں کے
ہم خدا و رسول کے مقابل میں کسی کو طاقت نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ باب جو یا بیبا۔ مگر
گوگ اپنے اعزاز و انکار اور اپنے اساتذہ و مشائخ کو خدا و رسول پر ترجیح دے دیتے
ہیں۔ اسکا ثبوت اچھے گورچکا ہے کہ شدہ صفات میں کہ کسی اور سے ایسی گستاخی
ہو جائے تو اسکو کافر قرار دیتے ہیں۔ مگر جب اچھا کفر تک ہوئے تو پھر وہ کفر صریح و قریب اور نہ ہی نئے ہیں۔ یہ جہالت ہے۔ جس کے بارے میں ید اللہ علی الجہالت
ہیں تو تاویلات کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر ان کے نزدیک ہر وہ شخص

کافر و مرتد ہے۔ جو ان کے امام و بانی کے نظریات سے متفق نہ ہو۔ یہ بھی سفید
جھوٹ ہے۔ صرف وہ شخص کافر و مرتد ہے جو گستاخ ہے اور گستاخی کا حامی ہے۔
ان کی کفری عبارت پر آگاہ ہو کر بھی ان کو کافر نہیں مانتا نظریات سے اگر صرف کفری
عبارت کے متعلق نفرت ہے۔ تب تو درست ہے۔ لیکن اگر تمام تاویلات ہیں۔
یہاں استثناء تو یہ بھی بھڑک ہے۔ کیونکہ علم فہم کا صحیح ماکان و مایکین اور حاضر و ناظر اور
فمازل اور شگفتا و غیرہ اور اندر جسم نہ مانتے والے کو تو اہل بیت نے کافر و مرتد قرار
دیا ہے اور نہ کہ اور عالم دین نے ہمارے اکابر میں سے ان تاویلات کا انکار ہمارے اکابر
کے نزدیک نہ کرے۔ نہ از نادر ہے۔ اسی طرح میلاد و عرس، شیعہ، سائے، دسواں
یا ایوان و غیرہ یہ وہ امور ہیں جنکا انکار نہ کرے نہ از نادر ہے۔ اور اگر غلوں نیت پر
مبنی ہو محض فتنہ و لیل کی وجہ سے انکار ہو تو مشکلات و گمراہی بھی نہیں ہے۔ لہذا
الابت ہو گیا کہ عطیہ سالم کا یہ قول کا کہل مردود اور ضعیف جھوٹ ہے یا جہالت ہے۔
اگر کسی کو اس پر اصرار ہے تو ہم تبلیغ کرنے ہیں کہ اسے اور ولایت میں ثابت کرے امور و کفر
بالا کو تو دس ہزار روپے انعام لے۔ اگر سمیت ہے۔

سے آئین جہان مردان غنی کوئی و بے باکی
اللہ کے شیعروں کو آگاہ نہیں رو باہی

عطیہ سالم صاحب کا یہ کہنا کہ جو ان کے امام و بانی کے نظریات ان
الحجاب :- یہ بھی باطل و مردود ہے۔ عطیہ سالم نے اس جملے میں علوم اناس
کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ نیا فرقہ ہے اور اس کی بنیاد دلا امیر رضا خان
صاحب نے رکھی ہے۔ حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔ اہل بیت کے ماننے والے نہ تو
قریب اور نہ ہی نئے ہیں۔ یہ جہالت ہے۔ جس کے بارے میں ید اللہ علی الجہالت
وراثت السواد الاعظم اور علیکم بالجماعت یعنی جماعت پر لائے کہ ہا قہر ہے

اور بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جماعت کو لازم کچھ نہ من شدہ شذ فی (اندر) جوئی سے الگ ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔ یہ احادیث مبارکہ کے الفاظ ہیں نہ شذوۃ (مستثنیٰ) ان کلمات حدیث میں سوائے اہلسنت کی جماعت کے کوئی اور گروہ وارد کیا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ باقی سب تو فتنے اور فتنیاں ہیں۔ جسکی تعبیر جماعت اور اسواد اعظم سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کو اس جماعت کا یاں علم نہیں جس بحث بالحنی کی ملامت ہے۔ نہ یہ جماعت ٹھیک ہے اور نہ ہی اعلیٰ حضرت اسکی بانی ہیں۔ اس جماعت کے عقائد و نظریات نئے اور جدید نہیں بلکہ اس کے وہی عقائد و نظریات ہیں جو صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین اولیاء امت و صلحا و ائمتہ و مفسرین علم کے پیشہ سے چلے آ رہے ہیں۔ اور قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ آئندہ صفحات میں ثابت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلیل القدر محدثین اور ائمہ دین کے بھی یہی عقائد و نظریات تھے۔ انھیں مذہبی دلائل۔

ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب پر کفر کے فتویٰ کی حقیقت

۱۵) تاریکین کہ امام اعظمیہ سالم تافہ مدینہ منورہ لکھتے ہیں کہ جناب احمد رضا صاحب نے امام ابن تیمیہ اور امام محمد بن عبد الوہاب پر بھی کفر کے فتویٰ لگائے ہیں۔ انکا جرم فقط یہ تھا کہ وہ لوگوں کو کتاب و سنت کی اتباع اور بدعات و نوکرات سے اجتناب کی دعوت دیتے تھے۔ اور عزائم کی عبادت جیسے شرک و کفر سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اور پوری امت کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پرچم تلے متحد کرنا چاہتے تھے۔

الجواب :- اعلیٰ حضرت نے تو امام الوہاب سے اسماعیل طبری کے بہتر کفریہ نشان دہی کرنے کے باوجود اسکی تکفیر نہیں کی محض اس وجہ سے کہ وہ اپنے سابقہ

سے توبہ کر چکا تھا۔ جبکہ بعض علاقوں میں توبہ کی خبر مشہور ہوئی تھی۔ اور بدعات فتاویٰ رشیدیہ کے ایک سوال و جواب سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸۱۔ اعلیٰ حضرت نے لزوم کفر بتایا ہے اور لزوم کفر نہیں ہوتا بلکہ کفر کا التزام کفر بتایا ہے۔ ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب کی تکفیر نہیں کی بلکہ ان کے بھی کفری کلمات کی نقان و چٹائی ہے اور مضافاً کفر بتایا ہے۔ التزام کفر کی بات نہیں فرمائی۔ اسلئے علیہ السلام صاحب نے اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھا۔ لزوم کفر اور التزام کفر میں بہت بڑا فرق ہے۔ لکھنؤ کے آگے گی۔ رہا یہ کہ ابن تیمیہ اور ابن عبد الوہاب کتاب و سنت کی اتباع اور بدعات و نوکرات سے اجتناب اور عزائم کی عبادت سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔ توبہ بھی بدیع صاحب کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ اور ابن عبد الوہاب نے اپنے عقائد و نظریات پیچھا کر جن بدعات و کفر کو رواج دیا ہے اور جن کفریات کی تعلیم دی ہے اور امت مسلمہ کو گستاخ انبیاء و رسل و اولیاء بنایا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ امت مسلمہ میں انتشار و افتراق ڈالنے جسکی وجہ سے آئندہ ہر محقق علماء اہلسنت نے انکا تعاقب کیا اور انکی تعدی میں کتابیں لکھیں اور انکے خلاف سخت قسم کے مضامین بھی لکھے ہیں بلکہ بعض محقق اور مجتہد اکابر علماء کرام نے انکی تکفیر بھی کی ہے۔ جو انکے ہم عصر بھی تھے۔

ابن تیمیہ کے باطل عقائد و تکفیر و سبب تکفیر

قائدین کل مراد ابن تیمیہ کو جن بدعات اور بدعتیہ باتوں کی وجہ سے بار بار قید خانہ میں ڈالا گیا اور تادم مرگ وہ قید خانہ میں ہی رہے۔ انکا ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۰ھ در را کا مہم ۱۵۱ میں لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے شیرو محمدیہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پر چہرہ اور بدلتی کا جو ذکر آیا ہے۔ وہ اسکی منہات حقیقیہ ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش پر بذاتہ مستوی ہے۔

اس کو کہا گیا کہ تجھ اور انقسام لاؤ گئے کو اس نے جواب میں کہا میں نہیں جانتا کہ تمہارے اور انقسام کے ہم سے کونسا ہے۔ اس نے کہا گیا کہ وہ ذات باہی کے لئے تجھ اور انقسام جانتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو نہایت قرار دیا کہ یہ کوہ کہا تھا کہ اس کی پاک سے مدد نہیں ملتی جاسکتی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ہمیں نافع تھا کہ یہ حضرت علی کے بارے میں کہا تھا۔ کہ علی نے تیرے مقامات پر غلطی کی ہے اور کہا کہ اس کی مخالفت کی ہے۔ ان کی جگہ حکومت کے لئے تھے۔ انہوں نے یہ جگہ شکست کھائی اور بار بار خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے۔ اس نے کہا عثمان مال سے محبت کرتے تھے اور ابو بکر روٹھے تھے۔ تمہارے طریقے کو وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ کہ حضرت علیؓ کی پیروی میں اسلام لائے تھے اور یہیں کہ اسلام ایک قوم کے سلطان ہے۔ (ملاحظہ ہو زاد المآثر ج ۱ ص ۱۴۰) مطبوعہ بیروت۔ حضرت علیؓ نے بعض منافقوں کی نشانی ہے۔ جس شخص کے اپنے فائدہ و دنیاویات کے غلط ہوں۔ اس کو اسلام کی نماندگی کرنے کا کیا حق ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ شیخ نعم الدین سبکی نے ابن تیمیہ کے دو میں متعادل کیا ہے۔ کہ یہ کہ ابن تیمیہ نے انور کی نیت سے سفر کو حرام قرار دیا تھا اور ابن حجر عسقلانی نے ابن تیمیہ کے اس نظریہ کو انتہائی کردہ اور اپنی پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور علی غار کے نے اسی وجہ سے ابن تیمیہ کی تائید کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح فقہاء علیؓ نسیم الزیلعی ص ۳۳ مطبوعہ بیروت، القضاة علی احتیاجہ ص ۹۹-۱۰۰)

رہا ادعا کہ کتاب و سنت کی اتباع کا تو جواباً گذارش ہے کہ امت مسلمہ میں جس قدر گمراہ فرقہ اور لوگ پیدا ہوئے۔ وہ سب یہ کتاب و سنت کی اتباع کا دعویٰ کرتے رہے ہیں ادب اب بھی کہہ رہے ہیں اور اپنے آپ کو ہی حق پر سمجھتے رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔ مرزا، بشیر، رافضی، خارجی، جکبلاوی، منکبر، حشمت ان میں کون ہے۔ جو اپنے آپ کو حق پر نہیں سمجھتا اور کون ہے۔ جو کتاب و سنت کی اتباع

[illegible]

فناک مبین کہہ! اس حدیث اور اس کے تشریح کے عبارت سے واضح ہو گیا ہے کہ امت محمدیہ میں رجال کو کذا قسم کے ملان اور نام نہایت رائج پیدا ہو گئے۔ جو بعد از او برخلاف او واصلین کے لحاظ میں ہوں گے اور علوم انکس کو ایسی

مردین (باتیں) سنائیں گے۔ جبکہ دین میں کوئی ثبوت نہ ہوگا (مثلاً خدا جھوٹا بول سکتا ہے، بنی کو اپنے انجان صاحب کی علم آخر دم تک حاصل نہ تھا، بنی کو دیار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ بنی نور نہیں ہے۔ بنی کچھ عیب نہیں جانتا تھا، ان کی کو کوئی جائزہ نہیں دے سکتا) جبکہ ان مجذولوں و مابینوں کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ مثلاً صراط المستقیم، تعویذ الامیان، بکروزہ، تحذیر الاناس، جہد المفل، فتاویٰ رشیدیہ براہین قاطعہ اور ایسی ہی دوسری کتابیں تو ہیں آمیز اور گستاخانہ عبارات و الفاظ اور جسے بحیرتِ معلومین الیہ تمام باتیں و ہائی بندری اور وہابی لکھی دلیہ بندی کرتے ہیں یا بنی کتابیں ہیں بھی لکھتے ہیں اور چھ سوئی اور شخصیت کے بھی مدعی ہیں بلکہ محسبہ یار بن سچے ہیں پھر احادیث پر عمل کی بھی ہیں بلکہ ہر جگہ کہتے پھرتے ہیں۔ ہم قرآن و حدیث ہی بیان کرتے ہیں۔ مگر یہ بریلوی تو حکایات اور قصے سناتے ہیں۔ بھائی حضور نے یا تو نہ من الاحادیث فرمایا ہے۔ یا تو نہ من الکلیات والقصص نہیں فرمایا۔ اس وجہ سے یہ حدیث اور شرح کی علت ان وہابیہ دیابنہ پر پوری طرح فٹ آئی ہے اور حضور نے انہی ہی کی نشاندہی فرما کر امت پر اصرار فرمایا ہے۔ اور اس امت محمدیہ پر علیٰ حضرت فاضل بریلوی کا احسان یہ ہے کہ انہوں نے اس نشاندہی کی روشنی میں ان وجہوں اور کذابوں اور گستاخوں کی علام کو پہچان کر ڈی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابی نجدی اور یہ دیابنہ اب تک مل رہے ہیں ندوات کی آگ میں اور اعلیٰ حضرت کے خلاف شدید ترین بیجا بیانات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تولیے سوا کسی کو مسلمان نہیں مانتا تھا۔ اُسے غلام کہہ کر کہا غلام کو گمراہ کیا۔ غلام کو بے دین قرار دیا ہے۔ دراصل علوت، انصاف و فساد کی آگ میں جل رہے ہیں اور کچھ نہیں بن پڑتا تو یوں شور مچا کر اپنے دل کی آگ بجھانا اور دل کی بھڑاس نکالنے کی ناکام کوشش میں مبتلا ہیں۔ لیکن انکی مراد کبھی پوری نہیں ہوگی۔

خدا بڑے خاک ہو جائیں جیل جانے والے۔

اتحاد و اتفاق کی دعوت اور میدان سے فرار

(۳۱) قائدِ کبرا! علیہ السلام صاحبِ آخر میں رقمطراز ہیں کہ اس دور میں بھی اتحاد و اتفاق کی صورت ہے کہ ہم ان تمام عقائد و نظریات کو ترک کر دیں۔ جو قرآن و سنت کے مخالف ہوں انہی

الجواب :- پہل بات یہ ہے کہ علیہ صاحب کو ہم پہنچ کرتے ہیں کہ وہ پاکستان میں اگر لاہور یا کوہاٹوالہ کسی عدالت میں ہمارے عقائد و نظریات کو قرآن و سنت کے خلاف ثابت کریں۔ اور ۲۵۰۰۰ ہزار روپے انعام حاصل کریں یا پھر اسی انعام کے ساتھ ہمیں پہنچ کریں اور پاکستان کے مذکورہ دو شہروں میں سے کسی کی بھی عدالت میں ہم ان کے عقائد کو قرآن و سنت کے خلاف ثابت کریں گے۔ بلکہ ان کا کفر ثابت کریں گے یہ عدالت میں اپنا مسلمان ہونا اپنے عقائد کی روشنی میں ثابت کریں۔

چند سال قبل جب کنتز الامیان پر محمودیہ عربیہ میں پابندی لگائی گئی تو پیر صاحب سیالوی کی کوشش سے علامہ پیر کرم شاہ صاحب اظہری نے ایک خط شاہ فہر بریلوی میں لکھا تھا جس میں شاہ فہر کو دعوت دی گئی تھی کہ تم اپنے ملک کے اکابر علماء کو اور ہمیں ایک جگہ بیٹھا کر گفتگو کرو تاکہ حق اور باطل اور دودھ اور پانی کا امتیاز ہو سکے۔ مگر اُسے اسکا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ خط اردو میں چھپو کر پاکستان میں شائع ہو گیا تھا۔ مگر حال کوئی جواب اس پہنچ کا نہیں دیا گیا۔ اُسکے بعد بھی لندن میں شاہ فہر سے بعض علمائے اسی سلسلہ میں ملاقات کی تھی۔ مگر وعدہ کے باوجود تا حال اُس نے کچھ نہیں کیا۔ یہ لوگ اہل سنت کے علماء کا مقابلہ بلایان سے بحث و مباحثہ اور مناظرہ کرنے کا سوچ نہیں رکھتے۔ ان میں یہ ہمت کہاں۔ ہر میدان میں علماء اہل سنت سے شکستِ فاش سے دوچار ہوتے رہے ہیں کیسے بھی انکو ایمان و

فتح نہیں ہیں برقی۔ جبکہ متعدد مخالفین پیش کی جاسکتی ہیں، اختصار کے پیش نظر
شائیں نہیں کہیں جاسکتی خود کس ناچیز کے مقابل میں بارہا لوگ راہ فرار اختیار
کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ ناچیز تو علماء اہل سنت کا ایک اہم خادم ہے۔ اہل کربت و بات
ہی اور ہے۔ چند سال قبل کی بات ہے کہ عید میلاد کے موقع پر چوک گھنٹہ گھر میں چوکیں
میلاد کے اختتام پر جب دیوبندیوں نے میلاد کے خلاف ایک اشتہار شائع کیا تھا۔
حاضر بن جلد میں اس کیج پر یہ اشتہار اس ناچیز کو دیا اور کہا کہ اس کا جواب ضرور دیں۔
اور حاضر بن اور منتظیلین کے اصرار پر بندہ نے اس کیج سے دیوبندیوں کے عدت اعظم
پاکستان مولوی رفیع الرحمن شیخ الحدیث لمرۃ العلوم کا نام لیا اور پچیس الدین دانی
اور مفتی خلیل مدثر اشرف العلوم اور مفتی عبدالحمید رواتی خطیب جامعہ مسجد نور و مہتمم
مدیر لمرۃ العلوم کے نام لیکر مناظرہ کا چیلنج کیا تھا۔ بالآخر انہوں نے خود چیلنج قبول
نہیں کیا البتہ یوسف جھٹلی سے ۱۸ دن بعد چیلنج منظور کر دیا مگر رابطہ بھی نہ کیا۔ بندہ
نے خود تعاقب کیا اور بندے کے بھیکر انکو مجبور کر دیا مناظرہ کیلئے۔ جیہ یوسف دھانی
سے ہم نے شرائط قبل از مناظرہ تحریر کروائیں اور یہ بھی تحریر کر دیا کہ مناظرہ اس
موضوع پر بھی ہوگا کہ ہم نہیں کا فر ثابت کریں گے۔ تم اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرو گے۔
یہ تحریر یہ انکے علماء نے دیکھی تو ہم باؤں کے نیچے سے زمین نکال گئی پھر فرار کے لئے
حرلے شروع کر دیئے۔ پولیس کے ذریعے بندہ کو گرفتار کر لانے کی سرزور کو رشتہ کی گئی۔
صبح موتی مسجد میں اگر جگہ تقسیم کی کہ ادھر تم ادھر ہم بیٹھیں گے۔ مگر آٹھ کے ساٹھے
آٹھ پر تو ہم دس بج گئے۔ مگر میدان میں نہ آئے۔ بالآخر دس بجے تسلی ہو جانے کے
بعد پولیس کی شکل میں ہم فاروق گنج نور سے لگاتے ہوئے واپس جامعہ فاروقیہ میں
آئے۔ سرور از صاحب نے آئے کا بہانہ یہ بنایا کہ فلاں میرے یہیں مروانے کا اعلان
کیا ہوا ہے گوہر انوالا شہر کے متعدد لوگ آج بھی اس کے گواہ ہیں۔ اس واقعہ پر

الحاج مولانا ابو دؤد محمد صادق صاحب، مولانا عبد العزیز رحمتی صاحب اور دیگر متعدد علماء
کرام بندہ کے ساتھ رہے۔ رات بھر جامع مسجد حنفیہ باغیانپورہ گوہر انوالا میں اکٹھے رہے
پر طرح تعاون کیا۔ نبواً انکا شکر گزار ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزا دے اور عطا فرمائے آمین۔
ایسے متعدد واقعات ہیں خاتمال، کیر والا اور بعض دوسرے مقامات پر ایسے
ہی متکین شان رسالت کو ذرا اختیار کرنا پڑا۔ رافضیوں اور مزائیں کے ساتھ بھی
مباحثہ ہوا۔ انکو شدت تعالیٰ انکے مقابلہ میں بھی فتح ہوئی۔ خاتمال کے جواب اس پر
گواہ ہیں۔ تھارین کلام یہاں تک بندہ نے البریلویہ کے مترجم تاقب کی عرض مترجم
کی تین باتوں اور البریلویہ کی تقدیم سے قائمی مدینہ منورہ و خطیب مسجد نبوی کے
۱۲۔ عدد نکات کے منبر و ارجامات عرض کئے ہیں۔ اب آئندہ صفحات میں انشاء اللہ
"البریلویہ" میں نمبر کے اعتراضات کے جوابات پیش کروں گا۔ باب اول کے جواب میں
باب اول، باب دوم کے جواب میں باب دوم، باب سوم کے جواب میں باب سوم،
اور باب چہارم کے جواب میں باب چہارم اور باب پنجم کے جواب میں باب پنجم ہوگا اور
مختصر کے جواب میں مقدمہ ہوگا۔

اچھی حکایات

ترجمہ از کتب، نفیحت آموز حکایات سید محمد صالح
صفحات - ۲۵۰
ترجمہ از محمد منور حسین مجددی
ہدیہ - ۲۵/ روپے

المقدمة بجواب المقدمة

الحمد لله تعالى نعمائه الكاملة والآلاء الشاملة والصلوة والسلام
على سيد الانبياء محمد المصطفى وعلى آله المجتبى - اما بعد: فاعوذ
بالله من الشيطان الرجيم - بسم الله الرحمن الرحيم

ظہیر صاحب لکھتے ہیں کہ دوسرے بہت سے غیر اسلامی فرقوں پر کتب تصنیف
کرنے کے بعد میں برطانیہ کیلکٹ میں شیعہ تہذیبوں پائے جانے والے گروہ بریلویت
پر اپنی تصنیف قارئین کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہا ہوں (البریلویت اور عقائد اہل
الجواب :- المذہبین علی نفسہ - یعنی انسان دوسرے کو اپنے اور قیاس کر لیتا
ہے۔ یہاں ظہیر صاحب نے مجھے اپنے غیر اسلامی فرقہ قلیل بریلیاں کرتے ہوئے باقی
فرقوں کو بلا تميز غیر اسلامی قرار دے دیا ہے۔ یعنی یوں کہتے کہ اپنے شرف منہ قلیل
کے سوا باقی سب کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اور یہی نظریہ اور عقیدہ تھا محمد بن عبد الوہاب
نجدی کا وہ بھی اپنے علاوہ سب کو مشرک قرار دیتا تھا۔ جیسا کہ اس کی کتابوں سے ظاہر ہے۔
نیز ظہیر صاحب نے اس عبارت میں کم از کم یہ حقیقت بھی تسلیم کر لی ہے کہ بعض دیگر
ہند میں بریلوی مسلک کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں یعنی یہ مسلک اکثریت میں
ہے تو پھر سواد اعظم اور جماعت کا اطلاق انہی پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اکثریت کے ہوتے
ہوئے اقلیت پر اسکا اطلاق قرین نصاً نہیں ہے۔ پھر یہ کہ اس کو فرقہ قرار دینا بھی
غلط ہے کیونکہ سواد اعظم کا اور صلت کا معنی اق ہے اور سواد اعظم اور جماعت سے
والستہ ہونا ضروری ہے۔ اتباع السواد اعظم اور علیہ بالجماعۃ اور
واللہ علی الجماعۃ کی روشنی میں لہذا جو اقلیت ہیں ہونگے۔ وہی فرقہ کا مدلول ہونگے

ہیں۔ جبکہ تفصیلی میان مقرب مقام کے بیان میں آئیگا۔ افتادہ تھلے۔ یہاں
ہم استدہار بنا ضروری سمجھتے ہیں کہ خود بریلوی اور کثرت دہائی نے فرمے ہیں اور انکے
مقالہ و نظریات جدید قسم کے حتمات ہیں۔ بلکہ بدعات اعتقاد ہیں۔ چنانچہ خود ظہیر صاحب
کو مجبوراً یہ حقیقت ماننا پڑی کہ بریلوی جماعت کے افکار اور عقائد پرانے اور قدیم ہیں
(نئے نہیں) چنانچہ وہ خود اپنی اس کتاب البریلویت کے میں لکھتے ہیں کہ۔ انہما جہد یک
فی حیث الشقاق والاسم ومن فرق شیعہ افتادہ من حیث تنویح والہفۃ وکذا قد بدعہ من حیث الافکار
(ترجمہ) یہ جماعت اچھی پیدائش اور نام کے اعتبار سے تو نئی ہے مگر افکار و عقائد کے
لحاظ سے قدیم ہے۔ اس عبارت میں ظہیر صاحب الجنت حضری بریلوی کے نظریات و
افکار اور عقائد کا قدیم اور پرانا ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب انکے افکار و عقائد
قدیم اور پرانے ہیں تو وہ بدعتی اور بدعتیوں اور وہابیوں کے افکار و عقائد اختلافیہ ایک
دوسرے کی ضد ہیں۔ اور دونوں کے درمیان تناقض ہے اور عقیدین کا اجتماع محال ہے
اور اجتماع تعینین بھی محال ہے۔ اس لئے جب بریلوی افکار و عقائد بتول ظہیر صاحب
بھی قلم چلے کر ہے میں تو ان کے اپنے افکار و عقائد کا حتمات و بدعات تمیز ہوا ظہیر
من الشمن ہو گیا۔ وہو المذہب

سچ ہے۔ جادو وہ جو سہر پڑھ کر بولے

الفضل ما شهدت بہ الاعداء

خوبی وہ ہے جسکی گواہی دینے پر دشمن بھی مجبور ہو جاتے۔

نوٹ :- قارئین کل مر یہاں اس منقولہ عبارت کا ترجمہ عطا ارجمین
ثاقب صاحب شیر ما در محمد کر قسم کر گئے ہیں۔ مقدمہ کہ پوری عبارت کا ترجمہ بھیجیں
کہ میں بھی مترجم نے اس عبارت کا ترجمہ نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ وہ بھی جانی
گئے تھے کہ اس عبارت میں تو ظہیر صاحب نے بریلویوں کے افکار و عقائد کو قدیم اور

اور قزندی یا فقر بازی کی خدمت کی آیات و احادیث کا مصلح بھی ہو گئے۔

(کمالا یحییٰ علی اهل النہی)

ظہیر صاحب لکھتے ہیں کہ اگر گروہ کے عقائد بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں معروف کے نام پر رائج ہیں نیز اگر سے فریاد ہے اور ان کے نام کی منتیں ماننا جیسے عقائد سابقہ دور میں بھی رائج و مشہور رہے ہیں۔ بریلوی حضرات نے ان تمام مشرک و عقائد اور غیر اسلام کا رسوم و روایات کو منظم شکل دے کر ایک گروہ کی صورت اختیار کر لیا ہے۔

(البریلویت مسٹ اردو ترجمہ از نقاب طلحہ)

الجواب :- اس عبارت میں ظہیر صاحب نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ بریلوی مسلک کے لوگ صرف برہمنوں کے عقائد ہی نہیں بلکہ یہ لوگ بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی موجود ہیں یا اگرچہ ان ممالک میں بریلوی نام سے متعارف نہیں بلکہ ان کا مسلک وہاں تصوف کے نام سے متعارف ہے۔ بہر حال یہ فوج مان گئے ہیں کہ یہ بریلوی مسلک دوسرے اسلامی ممالک میں بھی تصوف کے نام سے موجود ہے اور الحمد للہ تعالیٰ یہ بھی مسلک اہلسنت و جمعیہ بریلوی کی ایک شاخ اور کامیابی ہے کہ دشمن بھی اس کے وجود کو متعدد ممالک میں مان رہا ہے۔

بریلوی مسلک نیا نہیں

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ وہابی دیندہ اس دور میں یہ پروپیگنڈا کرنے سے روک خود سے کر رہے ہیں کہ بریلوی کہلانے والے اب پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے عقائد نے گھر سے چوٹے ہیں۔ یہ گزشتہ سچے دعویٰ مسک کی پیداوار ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

مگر ہم بائبل دیکھتے ہیں کہ ہمارے عقائد و نظریات تو یہی اور بہت زیادہ ہیں اور یہی عقائد صاحب کرام زمانہ عین و قیام میں وائیکٹوریہ و تمام بریکنگ دین کے رہے

پانے مان لیا ہے۔ حالانکہ ہم انجو بدعات و محضات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب اگر اسکا ترجمہ کر دیا تو پڑھنے والوں پر ہمارا جھوٹ ظاہر ہو جائیگا اور پھر ہمارے اپنے افکار و عقائد کی حقیقت متکشف ہو جائیگی جس کے بعد ہم اس مسلک والوں کو اور ان کے افکار و عقائد کو بدعات و محضات اور نئے نہیں کہہ سکیں گے۔ قارئین کرام آپ کا یہ کام ہے کہ نقاب سے زبردست سوال کریں کہ انہوں نے ترجمہ کرنے میں یہ بد باتی اور خیانت کیوں کی ہے اس عبارت کا ترجمہ کیوں نہیں کیا آخر کوئی تو اس کا سبب ہے۔

خبر آخر وہ کیا ہے جس کی پردہ داری ہے۔

قارئین کیلئے کہ اگر ہم غریب متقلین و باہر غریب کا گروہ مولوی شہار امداد مرہی اپنی کتاب مجمع توحید مطبوعہ مرگودھا ص ۱۱ پر رقم طراز ہے کہ اگر ترمیمی مسلم آبادی غیر مسلم آبادی (ہندو و سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے۔ انہی سال قبل مسیح سلمان اسٹیل کے تحفے جن کو بریلوی جنہی خیال کیا جاتا ہے۔ ثناء اللہ لکھنوی نے اس عبارت میں اپنے زمانے میں تسلیم کر لیا ہے کہ انہی سال پہلے کے لوگوں کے افکار و عقائد بھی وہی تھے۔ آج بریلوی جنہی کہلانے والوں کے یہی یعنی یہ افکار و عقائد نئے نہیں بلکہ قدیم اور پرانے ہیں۔ (محمد لکھنوی علی ذالک)۔ فریاد اور منتیں ماننے کی بحث عقائد کے باب کے جواب میں آرہی ہے۔ اس لئے یہاں ہم اس بحث کو آئندہ چھوڑتے ہیں۔

ظہیر صاحب فرماتے ہیں کہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ تمام عقائد اور رسمیں ہندو عقائد اور دوسرے ادیان کے فریاد سے مسلمانوں میں داخل ہوئیں۔ اور انگریزی استعمار کی مصلحت سے روانہ ہوئیں۔ (البریلویت ص ۱۱ اردو ترجمہ ص ۱۱۱ تا ۱۱۲)

الجواب :- پہلی بات یہ ہے کہ مقدمہ میں ظہیر صاحب نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ نیا نہیں، سہروردی، مدنی، سہروردی، اور وقت تبدیل ہوا ہے

جتنے سلاسل طرقت ہیں۔ دنیا میں یہ سب کے سب بریلوی افکار و عقائد کے حامل ہیں۔ ان کے افکار و عقائد بالکل وہی ہیں۔ جو ان بریلویوں کے ہیں۔ یہی اہل سنت جنہی بریلوی کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔ مگر عقائد الرحمن اقب سے اردو ترجمہ کرنے وقت اس عبارت کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ خود سمجھیں۔

باقی یہ کہنا کہ یہ تمام عقائد وغیرہ ہندو ثقافت اور دوسرے ادیان سے انگریزی استعارہ کی وسالت سے پروان چڑھے ہیں۔ تو اس کا دندان شکن جواب باب دوم میں عقائد کے جواب میں ملے گا اور احوالہ دیا جائیگا۔ یہاں جواب لکھنے سے کتاب طویل ہو جوائے گی۔ جس سے اجتناب ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ صرف اتنا کہیں گے کہ علم مذہب کا بریلوی افکار و عقائد کو البریلوی کے حکم بتدی اور برائے ماننا اور دنیا رائے اور تفسیری کالجے زلمے میں یہ کہنا کہ آج سے اسی سال قبل سنی مسلمان بھی بریلوی افکار و عقائد کے حامل تھے۔ (لعنہما جبکہ شیعہ تو عید کے منہ پر یہ مراثی موجود ہے) اہم بات کافی ثبوت ہے۔ کہ ظہر صاحب جمعہ طویل رہے ہیں اور ان کا سفید جھوٹ ہے۔ باقی انگریزی استعارہ کی بات کرتے ہوئے ان کو فرم آئی چاہیئے غیبت الدین تو خود ہمیشہ انگریز کے ایجنٹ رہے ہیں اور اس کے کارنامے ہمیشہ انگریزوں کی چالوںسی میں غفلت کی گزاری۔ انکے اکابر نے اپنا نام "الہدیت" الاف ہی انگریزوں سے کرایا ہے۔ جبکہ احوالہ ثبوت آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔ ہمارا ان غیر عقل و باطل سجدوں نام نہاد اہل حدیثوں کو

زوردار چیلنج

ہے۔ کہ وہ پاکستان کے کسی بھی میدان میں یا کسی بھی عدالت میں اگر اٹھتے

انہی بریلوی اور انکے عقائد کا انگریز کا ایجنٹ ہونا یا ان کا حامی ہونا ثابت کریں یا پھر ان کا انگریز کا ایجنٹ اور انگریز کے چالوں سے واسطی اور انگریز کے عقائد ہونا اس کے اپنے اکابر کے کتا بوں اور انکی عبارتوں سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا یہ چیلنج ناممکن اور غیر قابل جوابوں کو منظور ہے۔ اگر ہے تو ہمارے ساتھ راہ لکریں۔ ہم سے چیلنج کو تحریریں اور چیلنج کو منظور کرنے کی عمر یہیں دیں۔ پھر تاریخ اور جگہ یا عدالت کا تعین اور یقین یا ہم مشورہ سے کریں اور وقت کا تعین بھی کریں۔ دو میدان میں آؤ۔

سہ زنجیر آگے گانہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ظہر صاحب البریلوی کے منہ پر اور ترجمہ نقاب صاحب ص ۲۲-۲۳ پر رقطہ اڑیں۔ کہ اسلام جو وہ جہاد کادوس دتا ہے۔ مگر بریلیا افکار و تعلیمات نے اسلام کو دسم و رواج کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ نماز روزے کی طرف دعوت کی بجائے ان کے مذہب میں عرس و قوالی، پیر پرستی اور زندقہ و نیاز کے گناہوں کی بخشش وغیرہ جیسے عقائد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

الجواب :- لعنتہ اللہ علی انکاذ دین۔ خود باطلہ قائلے۔ جن لوگوں کا ذات باری تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو وہ خود بیکو جمعہ سے پرہیز کریں گے۔ ان گستاخان نشان الوہیت اور گستاخان خانی رسالت و ولایت سے کوئی پوچھے کہ کیا بریلوی مسلک کی مساجد میں پنجگانہ اذان اور نماز اور رمضان کی تراویح و سماعت قرآن کا اہتمام نہیں ہوتا۔ کیا یہ لوگ اپنا مساجد میں امام و خطیب کا اہتمام نہیں کرتے۔ اگر یہ جواب نفی میں ہے تو پھر سوائے۔ لعنتہ اللہ علی انکاذ دین۔ پڑھنے کے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر بھی ظہر صاحب کا جھوٹ انظر من الشمس ہو گیا۔ وهو المطلوب۔

رہا جس زمانہ نو عرس سال بھر میں صرف ایک بار ہوتا ہے۔ ہر روز تو نہیں ہوتا۔ نماز دن رات میں پانچ بار ہوتی ہے۔ روزے سال بھر میں ایک پورے ماہ کے ہوتے ہیں۔ چہرے کی اہمیت کیسے بڑھ گئی نماز روزے سے بھی قوالی خود علماء ربوہ میں متنازعہ ہے۔ لیکن حجاز کے قائل ہیں بعض حرمت کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل ربوہ کو اسکو اپنے قناؤں میں متعدد بار حرام قرار دیتے ہیں اور اسے سختی کے ساتھ منع کرتے ہیں۔ علوم الناس کی عادات کو مذہبی شعاریات ہی عقائد قرار دینا جہالت ہے۔ پرستی کا معنی ہے پیکر کو پوجنا۔ اعلیٰ حضرت فاضل ربوہ اور دیگر علماء اہلسنت حنفیہ ربوہ نبی ولی پر فقیہ کے اسکی سیوہ قطعی کو حرام قرار دے چکے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو الزبدۃ الزکیہ فی حرمت سجدۃ التوحید نامی کتاب میں سجدۃ تعلیمی کی حرمت پر لکھی ہے۔ جو طبع شرع ملتی ہے۔ جب ایسے نزدیک سجدۃ تعلیمی حرام قطعی ہے۔ تو پھر پیکر کو پوجنے کی اجازت کب ہو سکتی ہے۔ اسلئے یہی نہیں نہیں صاحب ذائقہ کی کذب پرستی ہی ہے۔ اور نذر و نیاز بھی شرعی غیر خدا کے لئے ہمارے اکابر کے نزدیک بھی حرام ہے۔ جیسا کہ ہمارے اکابر کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

قوالی کی حرمت پر ایک حوالہ اعلیٰ حضرت فاضل ربوہ علیہ الرحمۃ قوالی کی حرمت پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنگنا رہیں اور ان سب کا اسیا سر کرنے والوں پر ہے اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ سر کرنے والوں پر انہی۔ کچھ اسکی مزید فرماتے ہیں۔ کہ بعض جہاں ہرمت یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے مرقی یا جھوٹے احادیث صحاح مرقیہ کے مقابل بعض متعین قیسے یا مہمل واقعے یا مشابہہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی بھی قائل نہیں یا قہدا اے عقل بنتے ہیں۔ مگر مہجوع کے سامنے ضعیف متعین کے سامنے محمل، حکم کے منور متضاد واجب الزک، پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل کچھ کا عم

عہ جو مزامیر کے ساتھ جو

ہر طرح ہی واجب العمل اسکی کتب صحیح ہے انہی (۱) احکام نزولیت ص ۲۱ (۲) ان صفحات میں اعلیٰ حضرت نے بعض احادیث بھی بخانی فرشتے نقل فرمائیں اور حضرت سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کی کتاب فوائد القادر سے جزی عبارات نقل کر کے قوالی مع الزام کی حرمت کو ثابت فرمایا ہے۔ آپ کی متعدد کتابوں میں متعدد حوالہ جات قوالی مع الزام کی حرمت پر موجود ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف اسی پر اکتفا کیا ہے۔ بہر حال اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے قوالی کو حرام قرار دیا ہے اور سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔ پھر قوالی کے حجاز کو اعلیٰ حضرت کے مسک ربوہ کی طور پر پیش کرنا اور یہ کہنا کہ انکے نزدیک نماز روزے سے قوالی کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ فلعنہ اللہ علی الکاذبین۔ اگرچہ علماء اہلسنت حنفی ربوہ کی سب حجت پر متفق نہیں مگر ربوہ کی مسک کے طور پر تو حجت بھی کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ حلت یا حجاز کو نہیں۔

نذر کا حکم شرعی تاریخ کلام نذر کی دو اقسام ہیں۔ ایک شرعی ایک عونی نذر شرعی صرف خدا کے لئے ہے۔ خائبہ باریک سے خاص ہے۔ کسی نبی ولی کے لئے جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور ایک ہے نذر عرفی جو تحفہ اور ہدیہ کے معنی میں لی جاتی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے یا آپ کا نذرانہ ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ عبادت تو صرف خدا کی ہے مگر اسکا ثواب اولیاء کلام کی ادراج کے لئے ہدیہ و تحفہ ہے۔ اس سے انبیاء و اولیاء کی عبادت یا تقرب بلی جہر العبادۃ مقصود نہیں ہوتی بلکہ صرف ایصال ثواب مقصود ہے۔ چنانچہ امام اہلسنت لازمی زمانہ شرعی دوران مسالک کاظمی ص ۲۸۲ ج ۲ اور ص ۲۸۹ ج ۲ میں بالترتیب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اولیاء کی نذر تحفہ لغوی یا عرفی ہر بہ و نذرانہ ہو یا دمال یا فقر بزرگ کے لئے ایصال ثواب کے قصد سے کوئی نذر دینا تو وہ نذر شرعی اندر کے لئے ہو تو یہ فعل

شرعاً جائز ہے۔ تفسیر احمدی وغیرہ کے حوالوں سے لکھا ہے۔
 ظہیر صاحب فدا اور ثاقب ترجمہ ترجمہ کے ۲۲۱ میں لکھتے ہیں۔

"میں بریلویت پر علم نہیں اٹھانا چاہتا تھا کیونکہ یہ جہالت کی پیداوار ہے۔ اور یہ لوگ جب متحد ہو کر مشرکانہ امور اور عبادت میں سختی سے مشغول ہوتے اور ان کو پھیلائے گئے اور اہل توحید والہ کتاب و سنت کو طعن و تشنیع کرنے میں مصروف ہو گئے تو پھر میں نے قلم اٹھایا تاکہ حق کی حمایت کی جائے" (صفحہ ۱۷۲ وغیرہ)

الجواب :- جب رسول کو دلوں میں رکھنے والوں کو جہالت کی پیداوار قرار دینا شیطانی لئے کام ہی کام ہے۔ کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا۔ عاشقانِ رسول کو مشرک یا ان کے عقائد کو مشرک یا کفریہ کہنا بھی ان غدلوں و مایوسوں کو شیطان لعین سے ورثے میں ملا ہے۔ ان کا کوئی قسم نہیں۔ شیطان بھی بدعتِ خویش پڑا موہد بننا تھا۔ تو اسکی معنوی ذریت اسٹیل سے کیونکر عاری ہو سکتی ہے۔ یہی ان کا نصیب اور مقسم ہے۔

عزیز الدینی اپنی تفسیر اپنا دیا۔ کیئے ماؤ میخارو کام اپنا اپنا
 ظہیر صاحب "البریلویت" کے صفحہ ۱ پر اور ثاقب صاحب صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں۔
 کہ "بریلوی حضرات نے ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو ان کے افسانوی قصے کہانیوں پر ایمان نہیں رکھتا اور انکی بدعت کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتا"

الجواب :- علماء اہل سنت جنہی بریلوی نے نہ تو کسی مسلمان کو کافر کہا ہے اور نہ وہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ انہوں نے جسکی تکفیر فرمائی ہے وہ صرف انکی فرمائی ہے جو نشانِ الوہیت اور شانِ رسالت و ولایت کے بیچ گج گستاخ ہیں۔ انہوں نے جن اکابر دیوبند وغیرہ کی عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے بعینہ ان عبارات کو خود علماء دیوبند بھی کفریہ قرار دے چکے تھے۔ جہاں کتابوں اور ان کے مصنفین کے نام لئے بغیر یہی عبارات دیوبند میں بھی حکم طلب کیا گیا تو علماء دیوبند نے بھی ان عبارات کو کفریہ اور انکے لکھنے

والوں اور انکے قائلین کو کافر قرار دیا ہے۔ مگر جب کتابوں اور مصنفین کے نام سامنے آئے تو پھر چپ چاپ مدعو کی طرف چپ ہی نہیں بلکہ جانیں شریعت لڑائی اور "التخذہ الاحادیث" میں ہبا نھم اذیبا من دون اللہ کی غلطی تفسیر بن گئے۔ مگر نعمی احسن نے تو اشتراکِ مذہب میں نجات دہی کا یہ قول بھی نقل کر دیا کہ اگر احمد رضا ہمیں کافر کہتا تو وہ خود کافر ہو جاتا۔ ملاحظہ ہو ص ۱۱۱۔ لہذا ثابت ہوتا ہے کہ نعمی قنا قب کا یہ قول کا بول باطل و مردود اور سفید جھوٹ ہے۔ فلعنہ اللہ علی الکاذبین۔

ظہیر صاحب اور ثاقب صاحب بالترتیب صفحہ ۱ اور صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام بے فہم تھے۔ اصل حقیقت سے اسکی حقیقتی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل اور عہد نبوی سے وابستہ اسلام پر ایمان رکھنے والوں کو گستاخ سمجھتے رہے۔ بریلویوں کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ انکی کتابوں میں ہماری معلومات سے کہیں زیادہ غیر اسلامی عقائد موجود ہیں۔ شرک و بدعت کی ایسی اسی اقسام انکی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو دورِ جاہلیت کے مشرکین میں بھی موجود نہیں تھیں۔ جو لوگ اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتے ہیں۔ انہیں یہ سختہ سمجھ لیتا چاہیے کہ عقائد و نظریات کے ایک ہوئے بغیر اتحادِ عیث ہے اور یہ کتاب شرک و بدعت کے خاتمہ اور توحید و سنت کی نشر و اشاعت میں راہِ کوارا دارا کرے گی (مخلص)

الجواب :- نہیں بلکہ عوام گستاخوں کو ہی گستاخ سمجھتے رہے ہیں اور الحمد للہ آج بھی سمجھ رہے ہیں۔ عوام کی بھاری اکثریت آج بھی بزرگانِ دین کے سامنے والوں کی ہے۔ مثلاً دھنلے والے عرس منانے والے۔ گیارہ سو پچاس تینے والے یا رسول اللہ کہنے والے یا عورت انظم کہنے والے آج بھی عظیم اکثریت کے حامل ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک۔

زوالی نبوی حقیقی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل ہیں اور نہ ہی عہد نبوی سے وابستہ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ انکی اصل کتب حدیث پر نظر رکھنے والوں سے مخفی

نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو جیسا گستاخ جو رسول کریم کے ہوتا ہے۔ (عدل یا عسدر۔ اے محمد انصاف کر۔ سے وابستہ ہے) (ابن ماجہ ص ۱۷) اور یہ لوگ درحقیقت ایسا گستاخ کی ذریت معنوی ہیں جس کو قتل کرنے کے لئے فاطمی اعظم نے حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کی تھی مگر حضور نے منع کر دیا تھا اور فرمایا تھا تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ آخری زمانے میں اس کی اولاد ہوگی جو تم سے ابغاری زیادہ نمازی یا نیکو عمل سے بہتر ہے تم اپنی نمازوں اور روزوں کو انہی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے یعنی وہ بظاہر زیادہ پابند مومن و صلوات نظر آئیں گے۔ قرآن پڑھیں گے حلق سے نیچے نہیں ہوگا دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے ترکان سے یعنی نمازی روزے دار قاری قرآن ہو کر بھی۔ دین ہو جائے بلا غلط ہونے کو تعصب اور ضد کی پٹی اٹا کر دیکھیں تو خود معلوم ہو جائیگا کہ جس کے عقائد غیر اسلامی ہیں اور کون بدعتیہ ہے۔ جن جہلاء زمانہ کو کج کامی شریک اور بدعت کا معتقد سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ تو حقیقت کے معنی کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو آج بھی شرک کے صحیح تعریف پیش نہیں کر سکتے۔ باقی رہا مسئلہ اتحاد کا تو ظہیر صاحب اور ثناء صاحب ہی بتائیں کہ آپ کی مراد اتحاد کئی ہے یا جزوی ہے۔ اگر مراد اتحاد کئی ہے تو اس اتحاد کئی کے لئے آپ کو کس نے دعوت دی ہے، اس جماعت و گروہ کا نام بتائیں۔ اگر مراد اتحاد جزوی ہے تو یہ اتحاد تو گزشتہ ادوار میں ہوتا رہا ہے۔ مرزا یوں کے خلاف ہوا تھا۔ یعنی ختم نبوت کی تحریک کے موقع پر بھی ختم نبوت مصلحت میں بھی ہوا تھا۔ سب اکٹھے تھے۔ البتہ یہ ٹھیک ہے کہ اس اتحاد کے موقع پر ظہیر صاحب ذوالفقار علی بھٹو کے لئے جاسوسی کرتے رہے ہیں۔ اور اتحاد کی میٹنگوں کی تمام آراء کو کہ روٹ بھٹو کو دیکھ کر تم کھڑے کرتے رہے ہیں چنانچہ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ خود ایک ایسی حدیث عالم مدینہ یونیورسٹی کا سند یافتہ عالم حافظ عبدالرحمن صاحب مدنی اپنے چیلنج

مبارک میں کہتے ہیں کہ۔ کیا ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے قومی اتحاد کی جاسوسی کے عوض بھٹو حکومت سے لاکھوں روپے بطور رشوت یا برائے نام قیمت پر پلاٹ اور کاروں کے بیٹ حاصل نہ کئے تھے۔ بوالہ انداز میرے سے اجالانک ۱۹۸۲ء اور بوالہ شفقت روزہ اہل حدیث لاہور شمارہ اگست ۱۹۸۲ء صفحہ ۳۸۔ عنوان ہے۔ احکام الہی ظہیر کے لئے چیلنج مبارک ظہیر صاحب کی کوئی عقیدت منہ کیا جاتا سکتا ہے کہ جب عقائد کے ایک ہوئے بغیر اتحاد میں ہو سکتا تو ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے موقع پر اتحاد کیسے ہو گیا تھا پھر یہ کہ کیا اس سے بڑی منافقت بھی ہو سکتی ہے کہ اتحاد کے جلسوں میں تو بڑے جوش و خروش اور زوردار انداز میں بھٹو کے خلاف تقریریں کریں اور اندر رکھتے انہی سے لاکھوں روپے یا پلاٹ وغیرہ لیکر قومی اتحاد کی جاسوسی بھی کریں۔ فلعلمہ اند علی المناقین۔

سہ ختم حدیث ہمیں دیتے نہ ہم فریادیں کرتے

نہ کھلتے راز سرشتہ نیوں رسوائیاں ہوتیں

ظہیر صاحب مسئلہ اور ثناء صاحب صاحب ترجمہ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ مجھے خوشی ہے کہ میں مقدمے کی یہ سطور آدھی رات کے وقت مسجد نبوی میں بیٹھ کر تحریر کر رہا ہوں۔ انج

الجواب :- مسجد نبوی شریف میں کوئی اچھا کام نہ کرنا تو کاروبار ہے۔ مگر مسجد نبوی میں بیٹھ کر کوئی بدعت جھوٹ بولنا یا جھوٹ لکھنا شروع کر دے تو کیا وہ بھی کاروبار ہو جائیگا۔ مگر نہیں۔ مقدمہ میں جو خرافات ظہیر صاحب نے لکھے ہیں اور جو کذب بیانی کی ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کذب بیانی اور ان خرافات و کجواسات کو تحریر کرنے کی شکل دینا مسجد نبوی میں بیٹھ کر وہ بھی آدھی رات کو یہ کسی ایسے ہی کام ہو سکتا ہے۔ ایسا کہ ظہیر صاحب نے ذہن لہم انبیطا انما لہم کی علی نقیر پیش کی ہے۔ بھلا یہی کا حشر ہوتا تھا۔

باب اول بحوالہ باب اول

قارئین کرام! باب اول میں بریلوی اور اسکی تاریخ وانی کے عنوان سے ملا بریلوی صاحب اور ثاقب صاحب ترجمہ کے ۲۵ پر دفعہ ملا ہیں۔ مگر (۱) بریلوی حضرات جن عقائد کے حامل ہیں۔ انکی نامیں تنظیم ۱۷۲ م بریلوی کے عہد و زمانہ اور ملا بریلوی نے انجام دیا۔ بریلوی کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔

الجواب :- جہاں تک وجہ تسمیہ متعلق ہے تو یہ بات درست ہے۔ مگر یہاں یہ فرض کرنا ضروری ہے کہ بریلوی کو مستقل مذہب نہیں جیسے حق یا شاخ یا مائی یا جینی مذہب ہیں۔ یہ صرف ایک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مشہور کی طرف نسبت ہے جیسے چشتی، نقشبندی، قادری، بہروردی، اویسی وغیرہ ہیں۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ چشتی ہر نقشبندی ہر قادری ہر بہروردی ہر اویسی بریلوی ہے۔ عقائد و نظریات کے لحاظ سے مگر ہر بریلوی نہ چشتی ہے نہ قادری ہے نہ نقشبندی نہ بہروردی نہ اویسی۔ ان کے درمیان نسب اربعہ میں سے نسبت عام خاص مطلق کہے۔ جیسے انسان اور حیوان کے درمیان عموم خصوص مطلق ہے۔ مگر ہر انسان حیوان ہے۔ مگر ہر حیوان انسان نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام چشتی تمام نقشبندی، تمام قادری، تمام بہروردی تمام اویسی وغیرہ حسب طرح ہی ہیں۔ اسی طرح بریلوی بھی ہیں۔ اور تمام بریلوی بھی ہیں۔ یعنی سنی اور بریلوی کے درمیان نسبت تساوی ہے۔ یعنی ہر سنی بریلوی ہے اور ہر بریلوی سنی ہے۔ یعنی عرف میں ہر بریلوی کو سنی اور ہر سنی کو بریلوی کہا جاتا ہے۔ گو یا عند العرف دونوں کے درمیان معنوی تفرق پایا جاتا ہے۔ باقی بریلوی کوئی مذہب یا فرقہ نہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دشمنوں اور حاسدین نے برائے خداوت و عبادت نسبت رکھنے والوں کو بطور مذہب یا فرقہ مشہور

کر دیا ہے۔ ہمارے اکابرین سے کسی نے بھی آج تک کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ ہمارا مذہب بریلوی ہے۔ یا بریلویت ہے۔ کسی ایک کتاب سے ایسا حوالہ نہیں دیکھا جاسکتا۔ باقی یہ کہنا کہ بریلوی جن عقائد کے حامل ہیں، انکی نامیں اسلام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے انجام دیا ہے۔ یہ بریت پرستی ہے ظہیر صاحب اور ترجمہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بریلویوں کے عقائد نئی ایجاد اور نیا اختراع ہے۔ عہد رسالت و عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں موجود نہ تھے۔ اب گھڑ لڑ گئے ہیں۔ تو کیسا بدیتی پر مبنی ہے۔ اور خبیث باطنی یا نتیجہ ہے اور جھوٹ کا پتہ اور مردود ہے۔ کیونکہ بریلوی حضرات کے عقائد و نظریات تو ائمہ اربعہ اور اجدادیت نبوی اور افعال صحابہ و تابعین و تبع تابعین مفسرین متقدمین و متاخرین اور خود شیخ کلام علیہم السلام سے ثابت ہیں اور کتب حدیث و تفسیر و کتب فقاوی اس پر شاہد عدل ہیں۔ جیسا کہ عقائد کے باب میں آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نام پر اعتراض

ملا بریلوی صاحب البریلوی کے علاوہ ثاقب صاحب ترجمہ کے علاوہ ۲۵ پر لکھتے ہیں کہ انکی داخل بریلوی کی ولادت ۱۲ جون ۱۸۶۱ میں ہوئی۔ ان کا نام محمد رکھا گیا۔ والد نے اٹمن میاں اور والد نے اٹمن اور والد نے احمد رضا رکھا۔ مگر جناب احمد رضا ان اسماء میں سے کسی پر راضی یا مطمئن نہ ہوئے۔ اور اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھا گیا۔ (بحوالہ منہج احمد رضا)

الجواب :- قرآن سے عبدالمصطفیٰ کا ثبوت :- خبیث باطن انسان کو جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیتا ہے اور یہاں بھی حال ہے کہ ظہیر صاحب جھوٹ بولتے پر مجبور ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ولہ فیض بدعت الاسلام رکھا جسکی نفس عبدالمصطفیٰ حسد سے کہنا کہ وہ ان ناموں میں سے کسی نام پر راضی نہ ہوئے یا مطمئن نہ ہوئے سراسر جھوٹ ہے اور خرافات ظہیر میں سے ایک ہے۔ اعلیٰ حضرت کی کسی ایک کتاب یا کسی ایک رسالے یا حوالہ ثابت کریں بغیر یہ الفاظ دکھائیں کہ کسی کتاب سے ورنہ یہ ہم اندر اندر

انہیں بڑھنے میں حق بجانب ہوں گے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اپنا نام عبد المصطفیٰ کیوں رکھا تو یہ آپ کے عشق رسول اور محبت رسول کا تقاضا تھا۔ اسکو لوہا کرتے ہوئے آپ نے ایسا کیا جو قرآن کی روشنی میں جائز ہے۔ عبد مصطفیٰ علیہ السلام بلکہ عبد مصطفیٰ خاتم یا غلام ہے عبد المصطفیٰ کا معنی غلام مصطفیٰ ہے اور جبرائیل دلیلیہ آیت کریمہ و انکھوا الایاتی منکم و المصلحین من عبادکم و اما انکم - اور نکاح کرد و ایمنوں میں انکا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بیٹوں اور کنیزوں کا سر الزمہ آیت (۱۳) اس آیت کریمہ میں عباد معنی غلاموں کے ہے۔ اور اضافت کم منہ جمع پر کی طرف کی گئی ہے۔ جس سے عبد بھی غلام کہنے کا جواز بلاشبہ ثابت ہوتا ہے۔ قرآن میں ایک دیگر ثبوت یہ ہے کہ قل یا عباد الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ - (سورۃ الزمر آیت ۵۷) ترجمہ :- فرما دو تم اے میرے بند۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عبد المصطفیٰ یا عبد البیت یا عبد الرسول نام رکھنا بالکل جائز ہے کیونکہ خود خدا اپنے محبوب سے فرماتا ہے کہ اے محبوب تم کہو کہ اے میرے بندو اپنے جی سے کہنا کہ اے میرے بندو یعنی اے میرے غلاموں (عباد) میں ہی میرے مکمل کامرج ہے حضور کی ذات گرامی ہے اور اس پر دینے متالیہ یہ ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ - فرمایا ہے۔ من رحمۃ نہیں فرمایا اور اس استدلال میں تم تنہا نہیں بلکہ اہل علم و ادب و بند بھی ہیں کہتے ہیں۔ چنانچہ حاجی صاحب اطراف اللہ مہاجر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کہ عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل یا عباد الذین اسرفوا الذلین مرجع فہم یتکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ملاحظہ ہو شہادۃ اعداء ص ۱۳۵) اور دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی

کہتے ہیں کہ قرینہ بھی انہی معنی کا۔ آگے فرماتا ہے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ - اگر مرجع اسکا اللہ تعالیٰ ہوتا تو فرماتا من رحمۃ منکر مناسبت عبادی کی ہوتی۔ ملاحظہ ہو (شہادۃ اعداء ص ۱۳۵)

حدیث سے عبد المصطفیٰ عبد البیت یا عبد الرسول نام رکھنے کا ثبوت

لیجئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ خیرہ کی طرف چلے تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ مال غنیمت میں سونا چاندی تو نہیں ملا۔ مگر ساز و سامان اور انہام حاصل ہوا۔ وہی پر ایک جگہ ٹھہرے تو اشارہ میں۔ قادم عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصل یصل - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ساز و سامان کھولنے لگا۔ مسلم شریف مطبوعہ قزوین کراچی ص ۱۷۱) اس حدیث پاک میں عبد کی اضافت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف ملاحظہ موجود ہے۔ کیا قرآن کریم اور حدیث پاک شرک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسکو شرک یا منہج قرار دینا جہالت ہے۔

غیر متقلدین کے امام سے اسکا جواز ثابت ہے۔

ان غیر متقلدین و بابیہ کے ایک بہت بڑے پیٹنچا و متقدم علامہ قاضی شوکانی اپنی تفسیر فتح القیر میں چار مقاموں پر (۱) معبودہ دار المعترفہ بیروت) لکھتے ہیں کہ وہ مذہب المسجورین الی انہ یمیزو للیس الذل بیکہ عیدہ و امتی علی انکاح - یعنی مجبور کا فتویٰ یہ ہے کہ آقا و ولی اپنے غلام یا لونڈی کو نکاح پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اس عبارت میں بھی لفظ عبد غلام کے معنی میں قاضی شوکانی نے استعمال کیا ہے۔ اور کتب فقہ اور کتب اصول فقہ میں اذقال بعدہ انت حیدر جب آقا اپنے غلام کو کہے تو آزاد ہے متعدد مقامات پر ایسی عبارت موجود ہیں جو جواز کی دلیل ہیں۔ الذین عبد المصطفیٰ بمعنی غلام مصطفیٰ ص

جوازِ نوزان و حدیث اور محدث مقلدوں پر اس کے مقتدار خاص شوقانی کی تصریحات سے ثابت ہو گیا ہے۔

اعتراض :- ظہیر صاحب کی منقول عبارت میں اس کے عدم جواز کی بات نہیں لگی ہے آپ نے جواز پر کیوں زور دیا ہے ؟

الجواب :- بے شک ظہیر صاحب نے یہاں عدم جواز کی بات نہیں کی مگر انکا مسلک و فتویٰ یقیناً یہی ہے کہ ترکہ انکے کو اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب توفیق الایمان (جو حقیقت میں توفیق الایمان ہے) ص ۶۵ میں لکھا ہے کہ کوئی اپنے بیٹے کا نام علی بن رکھتا ہے کوئی غلام علی بن کوئی غلام معین الدین اور دعویٰ مسلمان کہتا ہے۔

سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ - الصیاد باللہ تعالیٰ۔ اس عبارت میں عبد الباقی نام کو اسلام اور مسلمان کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی اس کے جواز کو قرآن و حدیث اور خود اکابر دہلویہ و اہل حدیث کی عبارت یا حوالہ پیش کر کے ثبوت مہیا کر دیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا حوالہ | ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو

جگہ و باقی اپنا مقتدا پیشوا کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "ازالہ الخلفاء" میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ گفت عجب کون تھا دم۔ یعنی میں حضور کا بندہ (غلام) اور خادم تھا۔ اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب نے مکمل بحث فرمائی ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۲۵) اس حوالے اور عبارت سے یہ ثابت ہو گیا کہ شرفاروق بھی اپنے آپ کو عبد المعطیٰ سمجھتے تھے۔ اور یہ طریقہ راسخ نہیں۔ بلکہ طریقہ کو عملی یا بتیاریا علیحدہ دستی و سنت الخلفاء المرشدین سے ماہور ہے۔

رنگ کی بحث

ظہیر صاحب الربوینیہ کے منہ پر اور نقاب صاحب ترجمہ کے منہ پر لکھتے ہیں کہ جناب احمد رضا کا رنگ نہایت سیاہ تھا۔ چنانچہ یہ عبارت ترجمہ کی ہے اور الربوینیہ کی عبارت ہے کہ۔

انہ کان اسود اللون مشد بہ السواد۔ یعنی کہتے ہیں کہ انکا رنگ سیاہ تھا بہت زیادہ سیاہ تھا۔ یہاں تک کہ خفاغین چہرے کے سیاہ ہونے کا لفظ مارتے تھے۔ اور ایک خالف نے قزوینی جو کتاب لکھی اسکا نام ہی رکھا چیک ہانے طالع سیاہ جموٹے پر۔ اور انکے اپنے بھیجے نے اس کا اقرار کیا ہے کہ۔

کارنگ اولی عمر میں گہرا گندمی تھا۔ لیکن مسلسل قوت آفتاب قتلے آپ کی رنگت کی۔

اب کتاب ختم کر دیتی تھی۔ مشک (ترجمہ)

الجواب :- تاریخ کلام یہ ظہیر صاحب کا جھوٹ ہے۔ اور سراسر جھوٹ ہے۔ یا اس کا کوئی حوالہ تا قیامت یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ کا رنگ شدید اور سیاہ تھا یا انتہائی سیاہ تھا۔ یہاں ۱۷ خست باقی ہے کہ وہ بے سرو پا جھوٹ لکھ کر اپنا کذاب ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب مہتمم سینا فرائی، جناب بک لائبریری لاہور اپنے مشاہدہ کے بعد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ممبر بریل کے بیٹھے اور ان کے حلیہ مبارک کا منظر انھیں تک

انھوں کے سامنے رہتا ہے۔ حضرت دلا بلاذ انامت، نبیر اور سرخ و سفید کے مالک تھے۔ دارلین اس وقت سفید ہو چکی تھی، مگر نہایت خوبصورت تھی۔

ملاحظہ ہو حالات یوم رضا، رضا اکیڈمی لاہور، صدر سوم فنڈ ازاد احمد علی ڈاکٹر

دینار فتحپوری جو ایک مشہور نقاد و ادیب ہے جس نے اعلیٰ حضرت کو اپنی جگہ دیکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ انکا نور علم انکے چہرے پر شہسے ہو رہا تھا۔

خاکساری کے وجود انکے رونے زیادہ حیرت انگیز تھا کہ عجب بڑا ہوتا تھا۔

(انتخابیہ - خیابانِ رضا - عظیم پبلشرز لاہور ص ۱)

ان دو حوالوں کی عبارات سے ظہیر صاحب کا شدید اکذب یا کذاب ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ میرے روئے کرنے والے نے اپنی کتاب کا جو نام لکھا ہے، اس میں بھی ایک لفظ ظہیر صاحب کا ہے۔ یہ شدید اسود یا تنہایت سیاہ یا انتہائی سیاہ چہرے کے سیاہ ہونے کا لفظ ہے۔
والے نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا کہ کتاب کے نام میں جس کا معنی وہ ہو جس کا ذکر ظہیر صاحب نے کیا ہے۔ باقی نتیجہ کی جو عبارت نقل کی گئی ہے۔ اس میں بھی ایک موجود نہیں جس کا معنی ہوشیار سیاہ، نہایت سیاہ یا انتہائی سیاہ ہو سکے۔ سیاہ کا ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ رنگت بدل گئی۔ پہلے والی آب و تاب نہیں رہی مسلسل رہے۔
ہائے شافقہ کو وجہ سے پھر کیا واقعی رنگ کا سیاہ ہونا غرضی کی وجہ سے شرفا بن گیا ہے۔ اگر بن سکتا ہے تو دلیل لانا ہوگی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق کہیں گے۔ اگر نہیں بن سکتا تو پھر طعن زنی کرنے والوں کا یہ فعل خلاف شرع ہے۔
کیا آپ اس خلاف شرع فعل کو حجت بنا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

اعتراف :- مناقب صاحب ترجمہ کے مندرجہ بالا چالیسین گذشتہ حوالوں کا جواب ہوتے کھتے ہیں کہ (۱) بریلی حضرات کو تا راض نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ مندرجہ یہاں حلیہ بیان کیا ہے اور حلیہ بیان کرتے وقت کالی رنگت کا ذکر معیوب نہیں۔
(۲) یہ کہ جواب میں جن لوگوں کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اہل حضرت کا رنگ ہو بلکہ سفید تھا۔ ان میں سے اب کوئی بھی موجود نہیں۔ یہ خود ساختہ دلائل ہیں۔
(۳) آج بھی احمد رضا صاحب کی ساری اولاد کا رنگ سیاہ ہے۔ انہی

الجواب :- قارئین کرم! اعتراض اس بات پر نہیں کہ انہوں نے حلیہ بیان کیا سیاہ رنگ کا ذکر کیا ہے۔ ہمارا اعتراض تو یہ تھا۔ یعنی شرف قادری صاحب جواب دہندگان کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ ظہیر صاحب نے شدید سیاہ نہایت انتہائی سیاہ رنگ کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر جو عبارات نقل کی ہیں۔ ان سے شدید سیاہ

ہونا پر ثبات نہیں ہے۔ یہ ظہیر صاحب جھوٹ ہے۔ اس کا جواب مناقب صاحب ترجمہ کے حاشیہ میں بھی نہیں دے سکے اور انشاء اللہ قیامت تک بھی نہیں دے سکیں گے۔ پھر کالی رنگت کا ذکر تو معیوب نہیں۔ لیکن اگر اس کالی رنگت کا ذکر غلط انداز میں کیا جائے یا غلطیت سے کیا جائے تو پھر یہ بیعتیہ قابل اعتراض اور معیوب ہے۔ اور ترجمہ مناقب صاحب کا ترجمہ کے حاشیہ میں یہ کہنا جس کے حوالوں سے رنگت کا سیاہ نہ ہونا اور سفید ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلائل خود ساختہ ہیں تو جواباً گذارش ہے کہ اس جواب کا لکھنے یہ ہرگز جو لوگ انتحال کر جائیں۔ فوت ہو جائیں یا وصال کر جائیں۔ انکے حوالے قابل استناد نہیں۔ ایسے حوالوں کو خود ساختہ تصور کیا جائیگا تو پھر احادیث ملکر اقوال و افعال صحابہ و مفسرین اور محدثین کے اقوال یہ سب کے سب اس اصول کے پیش نظر قابل استناد قرار پائیں گے۔ کیونکہ رسول کو حکم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت سب حضرات اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں کیا۔ اسے بنیاد پر احادیث اور اقوال و افعال صحابہ و اقوال مفسرین و محدثین کو خود ساختہ قرار دے دیں گے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ من ہذا الخرافات)۔ اور یہ کہنا کہ آج بھی احمد رضا صاحب کی ساری اولاد کا رنگ سیاہ ہے۔ تو یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اہل حضرت کی اولاد کلم سے مولانا علاء الدین رضا خاں صاحب متحدہ بارہیل پاکستان آچکے ہیں۔ ہزاروں لوگوں نے انکی زیارت کی ہے۔ میں متعدد افراد سے سنا ہے کہ انکا رنگ بڑا سفید ہے۔ یہ مشاہدہ ہے ہزاروں حضرات کا اور یہ چیز ظہیر صاحب اور مناقب صاحب کی کذاب بیانی کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

بینانی پراعتراض
ظہیر صاحب صلیا پر اور مناقب صاحب صلیا پر
کہتے ہیں کہ آپ کی دردناک سحر رہتے تھے۔
اور سرد درد اور بخار کی شکایت بھی عموماً رہتی تھی۔ اور انکی آنکھ میں نقص تھا۔ تکلیف

رہی۔ وہ بالی اترنے سے بے نور ہو گئی تھی وغیرہ وغیرہ۔

الجواب: اس حقیقت کو کہ دریا سرور دیا ہمارے شکایت کسی انسان کا ذاتی کمزوریاں نہیں ذاتی نواقص ہیں۔ یہ بھی امر ارض ہیں۔ انکی بنیاد پر کسی کو طعن زنی کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ بلکہ شکوہ شرافت میں حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیار یا مسلمان کے لئے کفارہ سدیات اور ملکہ درجات کا ذریعہ بھی پہلی ہیں نہ بھاری کے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں کے لئے ملکہ درجات کا سبب بنتی ہیں۔ ملاحظہ ہو حدیث۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث کے متن میں صحیح طور علیہ السلام کا ارشاد مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ما من مسلم یعتیم اذ من موقف فاسواہ الا قط اللہ فاعلم انہ سبب انہ کما نخط الشجرۃ من قضا (مستفق علیہ)۔

یعنی جس میں مسلمان کو کوئی بیماری ہے یا کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسکے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جیسے درختوں کے پتے چھوڑتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شکوہ شرافت ص ۱۲) اور سرور درجہ یعنی ارض ہے۔ درجہ کی آنکھ کی بنیادی بات تو یہ بھی ظہر صاحب کی جہات اور شبہ بالہ کی علامت ہے۔ بعض حکیم کو بیان کرتے وقت آنکھ کی حالت کا تذکرہ محبوب اور کراہیں مگر اتنا از بیان اگر مری نیت اور مری ارادے کی غمازی کرتا ہو تو پھر اس تذکرے کا کرا اور محبوب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ آپ کی آنکھ بے نور ہو گئی تھی۔ بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔ خود اعلیٰ فرماتے ہیں۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پر وہ افتاد تھا کہ طیبوں کے کہنے سے منزل دل ہوتا۔ انھیں اللہ کریمیل سال در کنارہ میں برس سے نادر گذر چکے ہیں اور وہ حالت ذرہ بھی نہیں بڑھا۔ نہ لہو نہ لعل بڑھے۔ زمین نے کتاب بیتی میں کئی کی تائید و تائید کی کہوں۔ ملاحظہ ہو ملفوظات ص ۱۲۔ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی آنکھ بے نور نہیں ہوئی تھی۔ مگر شبہ باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فکر شان رسالت نے بے نور

قرار دے دیا۔ پھر ظہر صاحب کا یہ لکھا کہ وکان یشکر دائماً وجہ لفظہ الخ اور ترجمہ ثاقب لکھتا ہے۔ انہیں ہمیشہ شکر دے دے اور بخار رہتا تھا۔ ظہر صاحب کا لکھا کہ قید لکھا اور پوچھی شکر کی قید لکھا کہاں سے لکھا ہے کیسا کسی کتاب سے ہمیشہ اور شکر کے الفاظ کا ثبوت دکھا سکتے ہیں۔ انشاء اللہ قیامت تک میں دکھا سکتے ہیں۔ بدیہاتی نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ ملفوظات میں تو صرف اس قدر لکھا ہے کہ انھیں اللہ اگر مجھے اکثر حرارت، درد سر دیتا ہے (ملفوظات ص ۱۲)

الرحمۃ: یہ ہے کہ آنکھوں کی بنیادی کو وجہ طعن بنانا اگر درست ہے تو پھر کیا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللہ بن عباس اور بعض دیگر صحابہ کرام جو زندگی میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق کیا خیال ہے۔ پھر مدینہ یو یو کئی کا واسطے چائسل ملکہ عزیز بن باز اور ماضی کی کوٹ کے چیف جگمگراہیم وغیرہ کے متعلق کیا خیال ہے۔ کیا اس وجہ سے ان کے علم فہم کا اگر انکار کیا جائے۔

یا اسی وجہ سے طعن زنی کی جائے تو بد درست ہوگا۔ مگر کہ نہیں۔ فہم جو بلکہ فہم و جوابیت یہاں ثاقب صاحب کا ترجمہ کے طبع میں جواب دیتے ہوئے یہ کہنا کہ سنا یہ قیادت نے یہ عبارت ملفوظات سے ذکر کی ہے لیکن علمی بدیہاتی کا ثبوت دیتے ہوئے مکمل دہشت ہو کر کہنے کی بجائے عبارت کا اگلا حصہ حذف کر گئے ہیں۔ اسکے متصل بعد ملفوظات میں لکھا ہے کہ "دائیں آنکھ کے نیچے شئی کا جتنا حصہ ہوتا ہے۔ (یعنی جس پر کوئی دیکھ سکتا ہے) وہ ناخاف اور دیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔" اس عبارت کو پھر پڑھنے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ قادی صاحب اپنے اعلیٰ کی آنکھ کے نقص کو چھپانا چاہتے ہیں۔ آخر۔ بے سوچے کیونکہ اس عبارت سے بھی آنکھ کے بے نور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ بنیادی کمزور ہونا ثابت ہوتا ہے مگر کمزور کی کوئی توفیق اور دنیا کہاں کی دیانت اور کہاں کا انصاف ہے۔ اس تحریر جو ان ثاقب صاحب کا ہے جو حقیقت جواب نہیں ہے۔

ظہر صاحب ص ۱۵۰ پر اور مترجم صاحب ص ۳ پر لکھتے ہیں کہ جناب بریلوی نیاں میں مبتلا تھے۔ انکی یادداشت کہ ترجمہ ایک بار عینک ماتھے پر رکھ کر بھول گئے اور تلاش شروع کر دی وغیرہ وغیرہ

الجواب :- نیاں اور سہوا اور خطا و لغزش ایسے امور ہیں جن سے انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں رہے (البتہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں) کتب حدیث بخاری و جزو میں موجود ہے کہ ایک بار حضور علیہ السلام عصر کی نماز چار رکعت کی نیت سے شروع کی مگر دو پڑھ کر سلام پیر دیا حضرت ذوالبدر نے عرض کیا۔ اقصی الصلاة امریت یا رسول اللہ الخ ایسی ہی بعض روایات موجود ہیں جن سے حضور علیہ السلام کا نیاں ثابت ہے۔ بلکہ ایک حدیث تو یہاں تک موجود ہے کہ آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے مسجد میں اور دعاغت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے پھر جلدی جلدی میں گھر چلے گئے۔ واپس آئے تو باقی کے قنات سے اقدس سے ٹپک رہے تھے۔ دریافت کرنے پر فرمایا۔ میں نے غسل کیا تھا جو مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ اس لئے جا کر غسل کیا ہے۔ اب ظہر صاحب اور تاج صاحب بتائیں کہ کیا یہاں نیاں ثابت نہیں۔ یقیناً ثابت ہے پھر کیا اسکو وہ طعن بنایا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں پھر یہ نیاں تو قرآن سے ثابت ہے۔ مستقرک فلا تنسی الا ماشاء اللہ عتقہ ہم آپ کو پڑھائیں گے۔ پس آپ نہیں بھولیں گے مگر حوائد نے چاہا الا ماشاء اللہ کی استثناء سے بھی نیاں ثابت ہے یعنی اسکا نیاں ثابت ہے۔ بہر حال امکان اور وقوع دونوں ثابت ہیں۔ انکار ممکن نہیں ہے۔ نہ مانے طور پر تو چاہیے کہ اہم الانباء علیہم السلام کے علم و فضل کا بھی انکار کر دیا جائے لا ٰلہ الا ٰہ و لا شائد تعالیٰ

(نوٹ) ہمارے نزدیک پیغمبر علیہ السلام بھولتا نہیں۔ بلکہ بھلائے جاتے ہیں مگر بھول جانے کو بھولنا لازم ہے۔ پھر پیغمبر علیہ السلام کی بھول متعذر حکمتوں و معلومتوں پر مبنی

ہوتا ہے۔ انکی بھول اور عام انسان کی بھول میں بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نے فرمایا میں بھولتا نہیں۔ بھلایا جاتا ہوں تاکہ میری سنت پر عمل کیا جائے۔ (اموالہم ملک ملک) میں ہے کہ مالک ابن مالک نے ان دسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لانسى او انسى لا نسى۔ امام مالک فرماتے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک میں بھولنا یا بھلایا یا بھولنا یا بھولنا میں طریقہ تباہی۔

اور حدیث ترمذی میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کرتے والے کو شہید قرار دیا جائے اس لئے طاعون میں مبتلا ہو کر خون کی قے کرا بھی شرعاً قابل طہارت نہیں ہے اور اس کو شہید قرار دینا درست نہیں ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

حضور نے فرمایا۔ طاعون ہر مسلمان کی شہادت ہے پھر فرمایا شہداء پانچ میں ایک ملوث ایک مہلث ایک مفرق ایک صاحب طام ایک شہید فی سبیل اللہ (مشکوٰۃ ص ۱۳)

ظہر صاحب ص ۱۵۰ پر لکھتے ہیں کہ بہت تیز مزاجی کا جواب۔ مزاج تھے۔ بہت مدد غصہ میں آجاتے تھے۔

تیز مزاجی کا جواب

زمان کے مسئلہ میں بہت غیر متعاد اور عن طعن کرنے والے تھے۔ فحش کلام کا کرشمہ سے استعمال کرتے تھے۔ بعض اوقات اس مسئلہ میں حد سے زیادہ تجاوز کرتے اور

ایسے کلمات کہتے کہ انکا مدد و صاحب علم و فضل سے تو دور کہ کسی عام آدمی کے لائق نہ ہوتا۔

انکے بعض اپنے معقدین بھی انکی تند مزاجی سے تنگ آکر علیحدہ ہو گئے تھے۔ ایک عالمگو

بھی بریلی میں اسی وجہ سے انکے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ جکا نام تھا مصباح التہذیب

ایک مولوی محمد حسین صاحب جبکہ فاضل بریلوی اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے۔ وہ بھجان

سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ مصباح التہذیب کے متعلقین بھی تحفہ کی وجہ سے انکا ساتھ

چھوڑ گئے تھے۔ حتیٰ کہ بریلویت کے مرکز میں انکی حمایت میں کوئی مدرسہ باقی نہ رہا (ترجمہ لاہور ص ۱۳)

الجواب :- ہم مانتے ہیں کہ آپ کا مزاج سخت تھا۔ مگر کس کے لئے سخت تھا یہ سختی صرف متکبرین شان رسالت و متکبرین شان الوہیت کے لئے ہوتی تھی۔ یا پھر اس کے لئے جو متکبرین شان الوہیت اور گستاخان شان رسالت کی حمایت کرتا یا انکے حق میں کچھ بڑی دکھاتا۔ اعلیٰ حضرت کے نزدیک حسن اخلاق نہیں بلکہ یہ مہارت فی الدین ہے۔ اور اگر مہارت فی الدین کو ہرگز پسند نہ فرماتے بلکہ اسکو شدید گناہ تصور کرتے تھے اور آپ اللہ علی الکفار کی صفت صما بر کے منظر تھے۔ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے کہ - **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا جَاهِدُوا الْكَافِرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَأَعْلَظُوا عَلَيْهِمُ اللَّهُ** (البقرہ) اے نبی! کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ قرآن کریم میں جہاد بھی کرنے کا حکم ہے وہ اہل اسلام اور دشمنوں کے لئے ہے۔ یا پھر اسوقت تک ہے جب تک اسلام اور باقی اسلام اور شعائر اسلام کی توجہ کا متوجہ نہ ہو۔ اگر کتاب توہین کو جکایا ہے تو اب کسی روایت کا مستحق نہیں ہے اعلیٰ حضرت کو فحش کلامی یا سختی کا طعن دینے والا ایک بھی ایسا شخص نہیں دکھاسکتے جسکو آپ نے نرا کہا ہو اسے ساتھ سختی کی ہو۔ حالانکہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ آپ نے سخت الفاظ صرف ان لوگوں کے متعلق لکھے ہیں جو مرتد ہیں، کافر ہیں، گمراہ ہیں، لیکن ہیں۔ گستاخ شان الوہیت اور گستاخ شان رسالت و شان ولایت ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے تفتیش کے مطابق آخر - **اَشْدَنُ اَوْحٰى الْكُفَارِ دَعْمًا وَبَيْتَهُمُ الْاَلَايَةُ** ہیں کافروں پر سختی کو صحابہ کرام کا وصف قرار دیا گیا ہے۔ یہ وصف اعلیٰ حضرت کے ذات میں بھی موجود تھا۔ اس کا مفہوم ہے کہ آپ نے گستاخ کو مہافہ نہیں کیا اور ان کے لئے سخت الفاظ استعمال فرمائے مگر یہ حسب رسول اور شوق رسول کا قصاص تھا اور حسب وجہ کی انکو رسول سے محبت تھی اور حسب درجہ کا عشق رسول انکے سینے میں تھا۔ اسی کے مطابق اعداء رسول سے نفرت اور عداوت تھی۔ انکے لئے اللہ والے بغض شدہ صریح انہما بھی تھا۔ محبوب کے دشمن اور مخالف یا قاتل و قہقبرین نہ کہ محبوب برداشتہ نہیں کر سکتا اور سچے اور حقیقی محبت کا قصاص بھی ہوتا

راہل یا محمد کہنے طے کو فاروقی اعظم رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے کا جواز دیا ہے اور اس سے طلب کیے کہ یہ ثابت کیا تھا کہ محب رسول پیغمبر کی معمولی گستاخی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

فحش زبانی کا غوغاء :- قارئین کرام۔ یہاں مترجم تاج نے ترجمہ کے ص ۳۱ سے ص ۳۲ تک فحش زبانی کا عنوان قائم کر کے چند عبارات و فقرات النبیان، خالص لفظی الامن والعدا، ذمہ داری، رموز، سبک، السبوح، مقدس مقامات، رفا اور کون سے قتل کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اعلیٰ حضرت نہایت فحش اور غلیظ زبانی استعمال کرتے تھے۔ **فَنَاسِئِلُ كَيْسٍ كَاهِرٍ** جس قدر عبارات تاج نے مذکورہ کتاب کی نقل کی ہیں۔ ان میں ایک بھی عبارت میں ماں، بہن، بیٹی، وادی، نانی کی گالی نہیں دی گئی۔ سخت کلمات خود استعمال فرماتے ہیں۔ ایس، دجال کے گدھے، مسخرے، کوسے، بوم، سرکش، لہائی، امین، بندہ داغی، جہنم کے کتے، بدین، پکے شیاطین، پورے ملائین یا اناؤں پر کئی دنیا پر فحش زبانی کا الزام دیا ہے۔ لیکن کیا منافقین و مرتدین، ملعونین، شیاطین جال و عدا کو قرآن و حدیث میں بے دہن پرندہ ہوں یا عقیدہ کوگوں کو خلعے رسول نے نہیں فرمایا۔ خناس من امخیز و انکاس کیا۔ دعا لوں گدا لوں، حدیث میں نہیں ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ کا الانعام میں اصل قرآن میں نہیں ہے کیا قرآن میں یہ عقیدہ لوگوں کو تحس نہیں فرمایا۔ کیا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں چند الات نہیں فرمایا تھا۔ اور کیا موجودہ دور کے رافضی و شیعہ اسی قول کی بنیاد پر دلیق اگر رضائے اندر پر اعتراض کرتے ہوئے انکو فحش زبانی اور بد زبانی کا الزام نہیں لگاتے؟ کچھ آج یہ مزیدی و بانی اعلیٰ حضرت سے متعلق کہتے ہیں۔ تو بڑا بھی کچھ رافضی و شیعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ کچھ غلامی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ایسے ہی الزامات لگاتے ہیں۔ فنا ہو جو ایک دفعہ جو بایا۔ (وہذا کلام اسماء)

بدعتوں کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اہل حق سے استہزاء کرتے آئے ہیں۔
 طعنہ زنی کرنے رہے ہیں۔ قرآن کی شہادت ہے کہ وہ کیا تمہیں رسول الا
 صافات جبہ دینتھن فن۔ جب بھی کوئی رسول ان کے پاس آتا تو یہ اس سے استہزاء
 کرتے تھے۔ ان کے خلاف پراگشہ کیا کرتے تھے۔ رہا یہ کہ کچھ اپنے حضرات یا متبعین
 و حامیان بھی شدہ و کچھ کر قرار ہو گئے۔ یا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ تو یہ بھی کوئی قابل اعتراض
 بات نہیں ہے۔ قابل اعتراض تب ہو کہ اگر حامیان اور وفادار نے آپ کی ذات میں کوئی
 شرعی عیب دیکھا اور کوئی خلاف شرع حرکت کا ارتکاب دیکھا۔ سو کھاتے دیکھا۔ روت
 کھاتے دیکھا۔ مدبر کا چہرہ کھاتے دیکھا۔ جرم مال گھراتے دیکھا۔ مگر ایسا کوئی عیب تو
 مان کا اعلیٰ اقامت ثابت نہیں کر سکتا۔ محض اسلئے چھوڑ دیا حیات ترک کرنا، عجز
 ہو جانا کہ یہ شان الوہیت اور شان رسالت و ولایت کے گستاخوں کو برداشت نہیں کرتا۔
 ان پر سختی کرتا ہے۔ انکو کافر و مرتد اہلین لعین شیطانی و غیرہ کہتا ہے تو یہ بات تو
 چھوڑنے، ترک کرنے، حیات سے ہاتھ نیچ لینے کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتی۔ یہ تو
 ان علیہ السلام کی اختیار کرنے والوں کی کڑی ہے۔ یہ تو ان کی بدعتی ہے کہ ایک محمد رسول اور
 عاشق رسول سے علیحدگی اختیار کرے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محمد رسول اور عاشق رسول سے
 علیحدہ ہونا خوش قسمتی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو یقیناً بدعتی اور بدعتی ہی ہو سکتی ہے کیا
 قرآن و حدیث میں ایسے لوگوں کا ذکر موجود نہیں ہے۔ کہ وہ اسلام سے منحرف ہو گئے
 رسول سے اسلام لانے کے بعد پھر گئے۔ مرتد ہو گئے اور اسلام اور بانی اسلام کو کفر
 بیان کرنے لگ گئے۔ اگر رسول پر خدا پر ایمان لانے والے مرتد ہو سکتے ہیں۔ منحرف ہو سکتے
 ہیں۔ معاشرہ و قلعہ منسوب کر سکتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کے بعض رفقاء یا متعلقین آپ
 سے منحرف کیوں نہیں ہو سکتے۔ آپ کو کیوں نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر انکے انحراف و ارتداد
 کو اور انکی طعنہ زنی و غیرہ کو اسلام پر، بانی اسلام پر طعنہ زنی و غیرہ کی وجہ نہیں بنا سکتے اور

یہ کیا نہیں بنا سکتے تو پھر یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت کے بعض رفقاء و متعلقین کی طعنہ زنی
 کہ میں طعنہ زنی نہیں بنا سکتے۔ جیسے اسلام اور بانی اسلام کو چھوڑ جانے والوں کی
 بدعتی ہے۔ اسلام اور بانی اسلام کی کوئی بھی بدعتی بلاشبہ اعلیٰ حضرت سے علیحدگی اختیار
 کرنے والوں کی بھی اپنی بدعتی ہے۔

۱۔ جنوں کا نام خود رکھ دیا خود کا جنوں

جو یہ ہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت عظیم المکرت نے عشق رسول اور حب رسول کی عظیم
 میں مستغرق ہونے کی وجہ سے اگر گستاخوں بے ادبوں کو سخت الفاظ سے یاد کیا ہے
 تو یہ کوئی شرعی جرم نہیں مگر دلو بندوں کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی نے بعض
 اپنے ساتھ واکا بر مولویوں کا دفاع اور طرفداری کرتے ہوئے اپنے اکابر کی وفاداری
 کا ثبوت دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے خلاف جو زبان اپنی کتاب الشہاب الناقب کے مختلف
 صفحات میں استعمال کی ہے۔ کیا وہ کسی مہذب اور شریف انسان کی ہو سکتی ہے جس
 صفحات کی کتاب میں مولوی مولوی نکالیاں دی گئی ہیں۔ وہ صرف اور صرف چروچا لیس ہیں۔
 اور جو چھوٹی چھوٹی ہیں وہ شمار سے باہر ہیں۔ بلکہ یقیناً نہ آئے وہ وہ اس کتاب کا ملامت
 کر کے فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے متعلق اعلیٰ حضرت کے الفاظ سے جس جھوٹ
 افشا کر رکھے ہیں یا نہیں۔

مزید یہ کہ ظہر صاحب الطوبی کے صفحہ ۱۱ میں رقم از میں لکھ کر۔

انہوں نے میرا کان تھا کہ یہ فرقہ پاک و ہند سے باہر موجود نہیں ہے۔ مگر یہ گمان زیادہ دیر
 قائم نہیں رہا۔ میں نے یہی عقائد مشرق کے آخری حصے سے مغرب کے آخری حصے تک
 اور افریقہ سے ایشیا تک اسلامی ممالک میں دیکھے (ملاحظاً) اب عقائد کیا تھے۔ اس کے
 متعلق بھی وہ خود ۵۵ صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ان کے عقائد کا اسلام سے دور

نزدیک کا کوئی تعلق ہے بلکہ بعید وہی تھا۔ جو جزمیہ عرب کے مشرک اور بت پرست دیکھتے تھے۔ بلکہ دور جاہلیت کے لوگ بھی مشرک میں اس قدر فرق کرتے جس قدر ہم ہیں۔ بریلویوں کے امتیازی عقائد وہ ہیں جو دین کے نام پر بت پرستوں، عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں کے مسلمانوں کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ کفار مکہ، جزیرہ عرب کے مشرکین اور دور جاہلیت کے بت پرست بھی ان سے زیادہ خاص اور ردی عقیدہ والے نہیں تھے۔

تاریخیں کلام! آپ خود فیصلہ کریں۔ کیا ان تین عدد عبارات میں ظہیر صاحب نے ان اہل بت جنفی بریلوی کو مشرک، بت پرست، جاہل، عیسائی، یہودی بلکہ مشرکین، مکہ جاہلیت کے مشرکین سے بدرجہ قرار نہیں دیا اور کیا کسی مسلمان کو مشرک، بت پرست اور ان سے بھی بدرجہ قرار دیا گالی نہیں۔ بدزبانی نہیں، فحش زبانی نہیں۔ کیا مشرکین کو انما المشکون نجس قرآن میں فرما کر مشرکین کو نجس میں قرآن نے قرار نہیں دیا۔ اس طرح کیا تمام دنیا کے مسلمانوں کو انہوں نے نجس میں نہیں ٹھہرایا۔ یقیناً ٹھہرایا ہے۔ کیا یہ۔ انما مومن الناس یا البر وتسون انفسکم وانتہ تملون الکتاب اخلا تعقلون کی عمل تفسیر نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔

ظہر شرم ہی، خوف خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔

اعلحضرت کی ذمہ داری اور حافظہ وسند فراغت پر اعتراض :-

تاریخیں کلام! ظہیر صاحب البریلویت کے صلا سے صلا تک اعلحضرت کے معتقدین اور اراکین مذہب اور عقیدتوں کے چند مبالغہ پرستی عبارات نقل کرتے ہوئے جو کچھ لکھتے ہیں۔ اسکا خلاصہ اور ترجمہ تا ق ۳۷۲ سے ۳۷۴ تک ترجمہ میں موجود لکھتے ہیں۔ اسکا خلاصہ صرف یہ ہے کہ۔ اعلحضرت کمپن سے ہی جیسے ذہین ذی حافظہ قویہ اور بڑے نقاد طبیعت والے تھے۔ بریلویوں کے نزدیک محفوظ ان خطا تھے

انہوں نے اور زبان سے کبھی کوئی غیر شرعی لفظ یا غیر شرعی بات صادر نہیں ہوئی۔ خداوند الکی منکات فرمایا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اور ایک طرف تو ۱۴ سال کی عمر میں سند فراغت پر فارغ ہو چکے تھے۔ دوسری طرف ۲۴ سال کی عمر تک تحصیل علم کے لئے پھرتے نظر آتے ہیں اور یہ خفاقی خود بریلویوں کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے امام میں وہ کمالات ثابت کرتے ہیں۔ جو انہیں کلام میں ہوتے ہیں۔ غلطیوں سے مبرا تھے انہوں نے کچھ کر معیار کو دیکھتے کاشوفی کم ہو گیا۔ انکا وجود ان کی نشانی ہے نشانہ میں

انکو مولانا عبدالحق نے منطقی علوم پر پلانے سے انکار کر دیا تھا۔ (از قلم)

الجواب :- تاریخیں کلام غیر وار جواب ملاحظہ فرمائیں۔ اعلحضرت کا زمانہ اور توفیق حافظہ کا مالک ہوتا تو تقریباً امر یہی ہے۔ ایک شخص کے لئے اس میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اعلحضرت کے فتاویٰ و فتوے کا مطالعہ کرنے والے حضرات پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔ بڑا ذہین اور توفیق حافظہ ہونے سے انکار کی وجہ سے دنیا دار بعض کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ آپ کے ذہن اور توفیق حافظہ کے مالک ہونے کی دلیل کیا ہے۔ اگر بعض اوقات کسی چیز کو قبول جانے سے ذہن یا حافظہ قویہ کی نفی ہوتی ہے تو پھر حضور علیہ السلام سے بھی اسکو منہی اور مصلوب ماننا لازم آئے گا کیونکہ صلیح احادیث سے آپ کا نسیان و سہو ثابت ہے۔ الا ذہب باذل فذلہ و مثله اور نقاد طبیعت کا مالک ہونا بھی آپ کا محسوس دلائل سے ثابت ہے۔ آپ نے بڑے فقہاء و کلام سے بعض فردی مسائل میں اختلاف کیا ہے اور خود اکابر و بزرگوار اکابر و متقدمین و مابعد پر کڑی تنقید کی ہے۔ جسکے زعم آج تک یہ دہا سیر صاحب صاحب چاہتے رہے ہیں۔ اور چاہا رہے ہیں۔ اور ظہیر صاحب تو قریب بھی نہیں ہوں کیسے کہ میں بات محفوظ عن الخطا ہونے کی تفسیر بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور اولاً اس لئے کہ کوئی کام محفوظ عن الخطا ہونا نہ عقلاً محال ہے نہ نقلاً اور منکر اس کے استعمال عقلی یا نقلی

پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکا۔ لہذا یہ اعتراض بلا دلیل ہے۔ ثانیاً۔ بندہ کہنے لگا کہ یہ مبالغہ پر مبنی ہے۔ اور ایسے مبالغے ہر جماعت و فرقہ کے لوگ اپنے مقتدرانہ پیشوایان کے حق میں کرتے رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ البتہ اعلمیہ کی شان میں مبالغہ کرنے والوں میں اور دوسروں کووں میں اتنا ضرور فرق ہے کہ ان کے حق میں مبالغہ کرنے والوں کا کوئی مبالغہ باعث تحقیق الوہیت و نبیہ و رسالت و ولایت نہیں جبکہ دوسرے کووں کے مبالغے میں شان الوہیت اور شان نبیہ و رسالت میں یہ توہین و تنقیص کا پہلو غالب ہے۔ چنانچہ ان گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اکابر نے اپنے مولویوں اور پیروں کی مدح سرائی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کر ڈالی ہے۔ جیسا کہ محمود الحسن صاحب گنگوہی صاحب کی شان میں شریعہ میں لکھتے ہیں کہ

سہ سرمدوں کو تہذیب کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس سچائی کو کچھیں ذرا اچھے سمجھیں!

اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تہذیب کیا گیا ہے کہ تم بھی سچا ہو مگر تم صرف مرنے نہ کہہ سکتے ہو مگر کسی زندہ کو مرنے سے نہیں بچا سکتے۔ ہمارا مسیحا (گنگوہی) اس شان کا مانگ ہے کہ وہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتا (اور خود مر گیا) اس نے اسی گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے یہ گنگوہی کی زیادتیاں کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

سہ قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

حمید مود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (الایاد بائیں)
اس شعر میں محمود الحسن صاحب جو ایک بڑے عالم دین تھے۔ (عبداللہ بن عبدالمطلب) صاحب کے حسن صورت کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن صورت پر ترجیح دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ گنگوہی صاحب کے گلے کاٹنے کاٹنے غلام کا لقب یوسف ثانی ہے کیا

توہین و تنقیص ہے۔ ایسی سیکڑوں مثالیں اس موضوع پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ یہیں اختصار ملحوظ ہے۔ اسلئے صرف چند عبارات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلمیہ کی طرف سے کچھ بچپن میں حصول علم کا انکار کرنے والے خود اپنے مولویوں اور پیروں کے حق میں لکھتے ہیں کہ (۱) اللہ تعالیٰ کی عادت اس قانون پر جاری ہے کہ کتاب و سنت کے مضامین کتب مزیدہ اور فنون ادبیہ کے حاصل کرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔

لیکن بعض نفوس کاملہ کو فرق عادت و کرامت کے طور پر ان مضامین لطیفہ پر پہلے اطلاع دے دیتے ہیں اور اسے قوم کی اصطلاح میں علم لدنی کہتے ہیں۔ اس عبارت میں بطور کرامت سید احمد بریلوی کے لئے اسماعیل دہلوی نے مروجہ علم دہی پڑھ کر بغیر ہی انکو کتاب و سنت کا عالم تسلیم کیا ہے۔ علم لدنی بھی مانا ہے مگر اعلمیہ کی طرف سے علم لدنی سے انکار ہے۔

(۲) یہ اعتراض بھی اگر برلویت میں کیا گیا ہے۔ بریلوی حضرات اپنے امام کو انبیاء سے تشبیہ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ انبیاء سے بھی عالی مرتبت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ (الایاد بائیں)
حالانکہ ان کے نزدیک ولی کو نبی کے برابر یا افضل قرار دینا کفر ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ علامہ احمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ ملک تانا ہی بڑے مرتبے والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی عربی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے گا فرسے (ملا ہو یا نہ ہو)۔ جب بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے تو پھر انبیاء سے تشبیہ یا ملزمت کی کوئی کتابت کیسے ہیں۔ ● بریلوی حضرات نہ تو تشبیہ دینا چاہتے ہیں اور نہ ہی برابر اور نہ بلند مرتبہ مگر خود غیر مقلدین کے پیشوا و مقتدا مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ ہر شخص ذات کا مراقبہ اس لحاظ سے کرے کہ وہ کمال نبیہ کا مستحق ہے۔ اسکو نبیہ سے ایک معنی پرنا کر کر دیں گے۔ جس کا ادنیٰ درجہ اچھی خواہش نہیں ہے۔ ایسے ہی دوسرے درجے میں اس پر رسالت کے معنی کا فیضان ہوگا۔ اور ایسے تعلیم اور قانون کا حامل

اور معاندوں سے مناظرے کا اہام کیا جائے گا۔ اور تیسرے درجہ میں منافقوں سرکشوں کو ہلاک کرنے اور غارتگری کرنے والے مخلص کو اقامت و اکرام کی بخت قویہ بخشتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو کتاب مدار مستقیم فارسی ص ۱۲۵)

اس عبارت میں دہلوی صاحب نے بنوہ کے معنی اور رسالت کا معنی اور آخری درجہ میں انعام و اہلاک کی قوت دینے والے کو بھی مان لیا ہے۔ بلکہ دہلوی نے تو یہاں تک سید محمد دہلوی کے حق میں لکھ دیا ہے کہ روزے حضرت حق جل و علا دست راستہ ایشان را بدست قدرت خاص خود گرفت چیز را از امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ تو ای پیو وادام وپیز مانے دیگر خدام داد۔

ترجمہ :- ایک دن اقدس نے سید صاحب کا ہاتھ اپنی قدرت خاص کے ہاتھ میں پکڑا اور امور قدسیہ میں سے بلند و عجیب چیز حضرت کے سامنے کی اور فرمایا تمہیں یہ کچھ دیا جاوے بہت سی دوسری چیزیں بھی دوں گا۔ ملاحظہ ہو (مدار مستقیم ص ۱۲۵ غلامی)

کیا وہ کمالات جو ربیلویوں نے اپنے امام کے لئے مانے ہیں وہ شریکہ ہیں یا یہ کہ یہاں سید احمد کے ہاتھ کو خدا کے ہاتھ میں یکجہ خدا کی بھی سید احمد کے لئے مان لی ہے۔ یا کم از کم خدا کی قدرت مان لی ہے۔ ان مشرک گروہوں کو اپنے گھر کا مشرک کیونکر نہیں آتا۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کیا یہ تعصب نہیں ہے۔ باقی پوچھ سال کی عمر میں فراغت اور پھر ۴ سال کی عمر میں طلب علم میں کوئی لغاض نہیں جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے۔ دراصل علوم دروہ اور درس نظامی کے نشاے سے فراغت ۱۲ سال کی عمر میں حاصل کر لی۔ مگر اس نصاب سے خارجی کتابوں کو پڑھنے کا شوق پورا کرنے کے لئے بعض اکابر کی خدمت میں تشریف لے جاتے ہیں۔

ربیلویوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت ۱۲ سال کی عمر میں دنیا میں تمام علوم کے کفار غرض ہو گئے تھے۔ اگر ایسا کسی نے لکھا ہے تو حوالہ پیش کیا جائے۔ مگر یہ ممکن ہے۔ ظہر صاحب کی عقل کا نفور ہے کہ وہ یہاں قمار میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کراٹھو دیکھ کر ہلکا ہو جیٹھے کہ مشرق کم ہو گیا تو حقیقت یہ کہ قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ نوحیہ لکھتے۔ اعلیٰ حضرت صحابی ہیں یا صحابی کے برابر ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ انکو دیکھتے والے کو خدا اطمینان حاصل ہو گیا اور اسکا دل مطمئن ہو گیا جو بے قراری صحابہ کو دیکھتے تھے وہ قدرے مطمئن گئے۔

دھما یہ اعلیٰ حضرت ائمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ تو یہ بھی کوئی نیا اثر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کائنات کی ہر چیز قدرت جل و علا پر نشانہ ہے تو اثر و اطلاق ہر ایک علم و فن پر خدا کی نشانی نہیں ہو سکتا۔ ان فی خلق السموات والارض اختلاف اللیل والنہار (الآیہ) کا مطالعہ کرنے والا اعتراض نہیں کر سکتا۔ اگرچہ

یہ کہینہ و حسد نہ ہو اور یہ کہ مولانا عبدالحق صاحب نے علوم منطقیتہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالحق سے پڑھنے سے خود انکار کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہو (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳۴) مولانا غلامی (دین)

اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالحق کو جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ جاکے معلوم ہو گیا ہو گا کہ مولانا کا رد سب سے پہلے مولانا فضل حق (دیرا کاہی) جناب کے والد ماجد نے ہی کیا اور مولانا اسماعیل دہلوی کو میرے مجمع میں مناظرہ کر کے ساکت کیا اور انکے رد میں ایک مستقل رسالہ تمام تحقیق الفتویٰ السلب الطغویٰ تحریر فرمایا۔ علامہ عبدالحق تھریاوی نے فرمایا۔ اگر ایسی ہی حاقہ جوابی میرے مقابلہ میں رہی تو میں پڑھا نہیں سکوں گا۔ امام احمد رضا نے فرمایا۔ آپ کی باتیں سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ایسے شخص سے منطق پوچھنا علم و فن توہین و تحقیر کسٹن ہوگی۔ اسی وقت میں نے پڑھنے کا خیال بالکل دل سے دور

کر دیا۔ تب آپ کی بات کا ایسا جواب دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ملاحضات حضرت علیؑ ۱۳۲۱ھ
 ۱۳۲۱ھ جز از مولانا خضر الدین بہاری

اور یہ اعتراض کہ اعلیٰ حضرت مرزا قادیانی کے بھائی غلام تھامہ میاں کے تکرار
 ہیں۔ تو یہ بھی سفید ہو رہا ہے۔ جسکا مفصل جواب ہم علیہ السلام قاضی مدنیہ منورہ
 کی تقریر کے جواب میں دے چکے ہیں۔ اعادہ باعث طوالت ہے۔ اسلئے ابتدائی
 صفحات میں جواب کا مفاد و قرائن۔ ٹھکانہ سے خالی نہ ہوگا۔

تفاریق کلام۔ البرہانیت ص ۱۳۰
اعلیٰ حضرت کی تشیع سے بیاری
 نام نہاد اوسان الہی ظہیر نے اعلیٰ حضرت
 کے باب اور دافعا کا علمدار احناف میں شمار تسلیم کرنے کے بعد سات عدد دلائل موعودہ
 پیش کر کے انکا شیعہ ہونا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور اس قول شیعہ کی
 نسبت اپنی طرف کرنے کے بجائے یا اسکو اپنا دعویٰ قرار دینے کی بجائے آپ کے مخالف
 کی طرف کی ہے۔ اگر یہ سچے ہوتے تو اسکو اپنی طرف منسوب کرتے اور خود دعویٰ
 کرتے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ شیعہ اور تشیعہ کہے ہوئے تھے۔ مگر وہ خود جانتے تھے
 کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور بھوکا کس ہے۔ جو کچھ حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہ
 ہے۔ اسلئے وہ یہ دعویٰ نہ کر سکے۔ یوں تو جہاں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلط ہے
 سیدی و بابی خارجی ہیں۔ حققت علی اور دیگر اہل بیت علیہم السلام کے دشمن قرار ہیں۔
 اور اس پر متعدد دلائل بھی پیش کر سکتے ہیں۔ تقیہ اہل حدیث بن گئے ہیں جو وہ
 کیا اسکر مبینی بر حقیقت مان لیا جائے۔ (البتہ خارجیوں کی منہی اولاد نہ نام و اتعہ ہے)
 حسن کا انکار مشکل ہے۔ تفاریق کلام ظہیر صاحب نے اعلیٰ حضرت کے شیعہ ہونے پر
 مخالفین کی طرف سے سات عدد دلائل پیش کئے ہیں۔ ہر ایک کا جواب مبرا و واضح
 کیا جاتا ہے۔ غور فرما کر خود فیصلہ کریں کہ کیا واقعی اعلیٰ حضرت شیعہ تھے اور تقیہ کرتے تھے

ہوئے تھے۔ یا یہ سراسر جھوٹ و بہتان ہے۔

غالب احمد رضا کے اکابر اجداد کے نام شیخ اسما سے مشابہت کئے
 ہیں۔ انکا شجرہ نسب یہ ہے۔ احمد رضا بن نقی علی خاں بن رضا
 علی بن کاظم علی۔ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱)

الجواب :- تفاریق کلام اس کے دو جواب ہیں۔ ایک تحقیقی دوسرا الزامی۔
 تحقیقی جواب یہ ہے کہ اسما و در حقیقت اعلیٰ حضرت ہوتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے معانی
 کا اعتبار نہیں ہوتا۔ منطق کے ابتدائی رسائل جس نے پڑھے ہیں۔ وہ بھی یہ جانتا ہے
 نیز یہ کہ محض نام کی مشابہت شرعاً مذموم نہیں ہے۔ اور اس کے مذموم ہونے کا دعویٰ
 بلا دلیل ہے۔ محض اسم و نام کی مشابہت سے من تشبیہ لغوم جنہو منہم کا مصداق نہیں
 بننا ورنہ تو اہل بدعتیوں کی لمبی لمبی دائرہ بندیوں کی وجہ سے انکو شکستہ قرار دینا لازم آسکا کہ کیا
 قبول ہے۔ شکار دین میں چیزوں سے مشابہت ممنوع ہے۔ جو لمبی دائرہ بندیوں میں
 ہے۔ مگر نام شکار دین میں نہیں ہیں۔ پھر من وجہ مشابہت کا اعتبار نہیں ہے ورنہ
 تو سب خدا کو ایک مانتے ہیں رسول کو رسول مانتے ہیں اسلام کو دین مانتے ہیں غیبت
 کو مانتے ہیں ایسے بے شمار امور مانتے ہیں جو متعلقین و بابیوں تجدیدیوں کا مشابہت
 رافضیوں، خارجیوں، ملکہ مرانیوں، مشرکین، ملکہ کے ساتھ بھی لازم آتی ہے۔ مشرکین، ملکہ
 ہر تیز کا خالق خدا کو مانتے تھے۔ ولشئ سائلتمہ من خلق السموات والارض
 لیقولن اللہ۔ کہ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں و زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے
 تو جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ یہ امر مذکور کی دلیل ہے۔ غیر مقلدہ بابی بھی ہر چیز
 کا خالق خدا کو مانتا ہے۔ اور مشرکین، ملکہ بھی خدا کو ہی ہر چیز کا خالق مانتے تھے کیا
 یہ من وجہ مشابہت نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔ تو پھر کیا انکو بھی مشرکین، ملکہ کی منہی اولاد
 قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر جواب نہیں میں ہم پیغمبر فرق تائیں۔ جو واضح ہوا و دین ہو۔

جواب الزامی

یہ ہے کہ اگر ناموں میں مشابہت شیعہ ہونے کی دلیل بن سکتی ہے تو پھر جناب اپنے گھر کی بھی خیردائیں جناب کے پیشوا و مقتدا و قواب صدیقی حسن خاں کے والد کا نام حسن، دادا کا نام علی حسین بیگم کے نام میر علی خاں اور میر نور الحسن خاں محمد قلوب صاحب کا نام صدیقی حسن خاں ہے۔ وہابیوں کے شیخ الکل کا نام ہے نذیر حسین دہلوی ایک مدرس مولوی کا نام ہے محمد باقر قزوچی کے ایک مولوی کا نام ہے رستم علی ابن علی منیر ایک مولوی کا نام ہے۔ غلام حسین ابن مولوی حسین علی ایک مشہور مولوی کا نام ہے محمد حسین ٹیالوی۔ ان سب کا ذکر قواب صاحب مجھو پالی نے اپنی کتاب ایضاً العلوم کی تیسری جلد میں کیا ہے۔ کیا یہ سب رافضی اور شیعہ تھے۔ اگر نہ تھے تو بھی اپنی دلیل کا اعلان تسلیم کرو اور اگر دلیل کا اعلان نہیں پھر ان اپنے اکابر کا رفق و تبلیغ تسلیم کرنا ہوگا۔

خ ل و آپ اپنے دام میں صبا د گیا

دلیل نمبر ۱

بریلویوں کے اعطفت نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف نازیبا کلمات کہے ہیں۔ عقیدہ اہلسنت سے وابستہ کوئی شخص ایسا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ الخ۔

الجواب :- اولاً۔ "حائق بخشش" حصہ سوم اعطفت کی سرے سے تصنیف ہی نہیں ہے۔ کوئی ماں کا لال اسکا بیوت پیش کر دے تو عدالت کے ذریعے پانچ ہزار روپے العام لے سکتا ہے۔ اعطفت کی "حائق بخشش" کے صرف دو حصے ہیں۔ جو ۱۲۵ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوئے۔ اور ماہ صفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو اعطفت کا دسمال ہوا اور آپ کے دسمال کے دو سال بعد ماہ ذوالحجہ ۱۳۳۵ھ اور ۱۳۳۶ھ میں یہ حصہ سوم شائع ہوا۔ جو مولانا محبوب علی خاں قادری نے متفرق مقامات سے جمع کر کے شائع کرایا۔ مگر کتابت کرنے والا کتاب کوئی بد مذہب تھا۔

جس نے اپنی طرف سے چند ایسے اشعار کا از خود اضافہ کر دیا جن میں جناب صدیقہ کی شان میں گستاخی پائی جاتی ہے۔ جو ام ذریعہ و مہرہ مشترک عورتوں کے متعلق تھے جیسا کہ مسلم ترمذی ترمذی شریف اور نسائی شریف میں بھی موجود ہے۔ مولانا محبوب علی صاحب نے یہ غرض غلطی ہوئی کہ وہ مسودہ کتابت شدہ کو چیک نہ کر کے۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں علی الاعلان توبہ کی تھی۔ جو کس زمانہ کے متعدد جرائد و اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ انہا پر کتبہ دنیا۔ شماره ذوالحجہ ۱۳۴۴ھ۔ علی بحوالہ متاوی مظہری ص ۳۹۳ (۲۶)

اس کامزید ثبوت فیصلہ مقدمہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جو ۱۳۵۵ھ میں چھپا تھا۔ "کتاب" مرکز مجلس رضالابوئے بھی چھاپ دیا ہے۔ تفصیلات کا مطالعہ اس میں کر سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ اعطفت نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے مانع و عقائد کی نشر و اشاعت میں میر کوپر کوشش کی اور تقیہ سنی بنے رہے اور اپنے

دلیل نمبر ۲

لشع پر پردہ ڈالے رکھا۔ اور انبیاء و اولیاء کے لئے علم غیب و علم کائنات و یقین و اختیار قدرت کے مسائل شیعہ سے اخذ کئے سدا بریلوت ملے

الجواب :- قارئین کرام یہ ایسا جھوٹ ہے کہ جس کے ماننے بڑے دجال و کذاب بھی اپنے آپ کو چھوٹے تصور کریں گے اور ظہر کے اس جھوٹ پر وہ بھی فخر کرتے ہوئے اسکو شائش دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ بلکہ ہمیں یقین بھی ظہر صاحب پر فخر کرنا کہ تم نے ایسا جھوٹ لکھ لیا ہے۔ جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ قارئین کرام جس شخص نے اپنی زندگی میں متعدد فتوے شیعہ کے کفر و فتن و ضلالت پر دیئے ہوں جس نے متعدد رسالے لکھے ہوں۔ انکے خلاف اسکو شیعہ قرار دینا کہاں کا انصاف ہے کہاں کی عقلندگی ہے۔ آپ نے تو یہ کیا میں نے سے نا اذ رسالے شیعہ و روا افق کے رد میں لکھے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ ۱۔ روا الرفقہ ۱۳۲۰ھ میں لکھی ۲۔ الرواۃ الطاعنۃ فی اذان الملا عنہ جو

۱۳۱۱ھ میں مکہ (۳) اعلیٰ الافادہ فی تفسیر البیان الشباقہ جو ۱۳۱۱ھ میں
مکہ (۴) بنزا اللہ عرفہ بلایا تحت العنقہ جو ۱۳۱۲ھ میں مکہ (۵) غایتہ التحقیق فی
امتناع العلل والحدیث پیر حسن کتبی آپ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فضل میں مکہ میں اور بعض رسائل میں الجواب کی تفسیر پر مکہ میں اور ثنائیہ
ہے کہ الجواب کفر پر فوت ہوئے ہیں کیا یہ شیعہ ہونے کے دلائل ہیں اور کیا تفسیر کرنے
کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ امیر معاویہ کی فضیلت ثابت کی جاتی اور الجواب کا کفر بھی
ثابت کیا جائے۔ اور وہ بھی ایک سو تیس تحت تفسیر عقائد وغیرہا ہے۔ تفسیر باز کے لئے
تو ایک دو حوالے پیش کر دینا کافی ہوتا ہے کیا کسی واقعی شیعہ افاضی کی مستقل کتاب
دکھائی جاسکتی ہے جو تفسیر کفر الجواب پر لکھی گئی ہو یا کوئی مستقل کتاب الہی دکھائی
ہو۔ جو کسی افاضی شیعہ نے امیر معاویہ کے فضل میں لکھی ہو۔

شیعہ کے بارے میں آپ کا حکم اور فتویٰ | آپ سے سوال کیا کہ اگر رافضی کا حکم کیا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ رافضی اگر ائمہ المؤمنین علی الرضیٰ کو شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دے تو مبتدع بدعتی ہے۔ جیسے فتاویٰ خلاصہ عالمگیری و غیرہ میں ہے اور اگر شیعین یا ان میں سے ایک کو امامت کا انکار کرے تو فقیہوں نے اسے اقرار دیا ہے اور مشکین نے بدعتی اور اسی میں امتیاض ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لئے بدکار کا قاتل ہو تو اسے پہلے علم نہیں ہوتا ہے واقعہ ہونے کے بعد علم ہوتا ہے) یا ایک کو موجودہ مذکور ناقص ہے۔ صحابہ اچھی دوسرے نے اس میں تفریق کی ہے یا ایک ائمہ المذنبین علیہم السلام یا ان بیت میں سے کوئی امام اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء صالحین علیہم السلام سے افضل ہے۔ جیسے کہ ہمارے شہر کے رافضی کہتے ہیں۔ اور ان کے اس دور کے مجتہد نے تصریح کی ہے۔ تو وہ کافر ہے۔ اور اس کا حکم مرتدوں والا ہے۔ جیسے کہ

قادیانہ کے حوالے سے عالمگیری میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "مناوی الحرمین صریف
دوقہ (المیں) سکتے، اثباتی ترکیبہ بوجہ انہیں سے آجائے تک۔ اولاً (الحاکم)
شریعت ۱۱۳۱ھ ۱۲۶۰ اور ۱۱۳۹ھ بھی شہادت کیلئے دیکھ سکتے ہیں۔ اسی
دور قادیانہ میں جو ملا کے متعدد صفحات ۲۵، ۲۶، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰ میں قادیانہ
میں یہ کہ باقی جلدوں میں بھی شیعہ اور بائیس کے متعلق احکام مذکور ہیں جو اصطلاحات
کے پیشے سچے اصل نسخہ مستغنی ہوئے اور شیعہ نہ ہونے وقتہ باز نہ ہونے کا ٹھکانہ
ثبوت میں مگر یہاں ہم صرف یہ کہہ کر ختم کرتے ہیں کہ لفظ اللہ علیہ السلامین الکذبین
المخوفین۔

دلیل نمبر ۱
جناب احمد رضا صاحب نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے جو مخالف شیعہ روایات ہیں اور ان کے عقیدہ والے سنت سے دور بھی واسطہ نہیں۔ مثلاً اے علیؑ قصیدہ النذر۔ اور ان فاطمہؑ سمیت بقا طمۃ لان اللہ تعالیٰ فطرہا و زینہا من لدنا۔ یعنی حضرت علیؑ قیامت کے روز جہنم کی آگ میں قسیم کریں گے جس کے لیے (الامین العلامہؒ) میں ہے۔ اور حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا کا نام ظالم اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں اور انکی اولاد کو جہنم سے انکار کر دیا ہے۔ (بحوالہ ختم النبوتہ از احمد رضاؒ ۹۸)

الجواب :- قاری محترم! - اولاً تو ان روایات کو محض شیعی روایات قرار دے تا ظہر صاحب کی جہالت ہے۔ کیونکہ کسی روایت کا شیوعہ کی کتابوں میں یا امامان کے امر کے ذیل نہیں ہے کہ وہ محض شیعی روایت ہے۔ اس طرح تو کچھ متفقہ معتقد متفق علیہ روایات کا فاعل شیعی روایات ہونا لازم کہے گا۔ مثلاً یہ کہ فخری معشور اللہ بنو اذونٹ ولا ذونٹ ما تکتھا صدقتہ۔ یعنی حضور نے فرمایا کہ ہم انہما کا گروہ نہ کیے گئے ورنہ ہوتے ہیں نہ کسی کو وارث بناتے ہیں نہ جو کچھ چاہیں وہ وہ وقف ہوتا ہے۔ ایسا وہی

مثالیں دی جا سکتی ہیں کیا ان روایات کو بھی خالص شیعی روایات قرار دے دیا جائے گا۔
 ہرگز نہیں۔ لیکن اس طرح ان روایات کو بھی خالص شیعی قرار دینا غلط ہے۔
 حاشیاً۔ یہ روایات صرف شیعہ کتابوں میں ہی نہیں بلکہ خواہ کار اہل سنت کے معتبر
 کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاۃ للعلیہ
 فاروقی کتاب میزان ص ۱۲۲ میں نقل کرتے ہیں۔ وقد خرج اعلیٰ المصیح والتمیز
 (الحان قال) وائتہ قسیدہ لنادید قلی الیاء الجنة واعادہ النادر لیجی
 ابی صالح اور حنفیوں نے بیخبر فرمائی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوزخ میں داخل کریں گے
 اور دوسروں کو بہشت میں کیونکہ وہ قسیم النار ہیں اور علامہ شہاب الدین خفاجی نیم لاری
 شرح شفاۃ قاضی عیاض میں فرماتے ہیں کہ امام ابن اثیر نے نہایت ہی بیان کیا ہے کہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ انا قسیم النار میں دوزخ تقسیم کرنے والا ہوں
 یعنی (دوزخ کی کھیلوں بانٹنے والا) ملاحظہ فرمائیے یہاں مکتبہ سلیمانہ مشکوٰۃ ص ۱۲۱
 اس کے بعد خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ ابن اثیر نے ہی اور حضرت علی کا قول بعض
 رائے نہیں ہے کیونکہ اس میں اجتہاد بارائے کافری دخل نہیں ہو سکتا لہذا یہ حکم عین
 مرفوع قرار پاتی ہے۔ ملاحظہ کریں۔ (مختصر مذکورہ)

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت علی کے اس قول کو حضرت شاذان فضلی نے اپنی
 کتاب جزو رد الشمس میں روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو الامن والعلی ص ۱۱۱) تو
 اس ثابت ہو گیا کہ اس روایت کو مرنا علی حضرت فاضل بیرونی نے ہی بیان نہیں کیا۔
 بلکہ متعدد دیگر ائمہ دین اور جلیل القدر بزرگان دین نے بھی بیان کیا ہے۔ اسی لئے قاضی
 عیاض نے اہل البصر اور ائمہ جمیع کے معنی استعمال فرمائے ہیں۔ پھر کم از کم چار گواہ
 تو محسوس ہو جاتے ہیں۔ (۱) قاضی عیاض (۲) علامہ خفاجی (۳) ابن اثیر (۴) شاذان فضلی
 اور ان چار کا اس روایت کو بیان کرنا اسکے معتبر و قابل قبول ہونے کی دافعی دلیل ہے

یہ قاضی عیاض کوئی معمولی شخصیت نہیں۔ انکی امامت اور جلالت کا آثار تو خود غیر
 متکثرین کے گزراور پیشواؤ نواب و مدبّق حسن بھوپالی بھی کئی بغیر نہیں رہ سکے چنانچہ
 وہ خود کہتے ہیں کہ کان امام وقتہ فی الحدیث وعلومہ (الحان قال) کان
 امام غایتہ کثرتہ دلائلہ تمامہ بجمیعہ و تقیدہ و من اهل الفتن فی العلم
 والنصار والافتنہ والفتنہ۔ یعنی۔ قاضی عیاض اپنے
 زمانے میں حدیث اور علوم حدیث کے امام تھے۔ حدیث کی طرف بہت توجہ تھی۔
 حدیث کے جمع کرنے اور ضبط کا اہتمام فرماتے تھے۔ وہ علم فہم اور ذکاوت و عظمت
 میں صاحب یقین تھے۔ ملاحظہ ہو (حوالہ بعد العلوم ص ۱۲۱ ج ۳) مگر خوارج کی
 علامت ہے کہ وہ جب کو محبت اہل بیت پاتے ہیں۔ اسکو بدنام کرنے کے لئے فوراً
 اس پر لافچی و شیخہ ہونے کا الزام و بہتان لگاتے ہیں۔ یہی ان کے خفاہی ہونے
 کی نشانی ہے۔ یہی یہ روایت کہ خباب فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ نے
 ان کو اور انکی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ تو اسکو بیان کرنے میں بھی اعتراف
 نہیں بلکہ اسکو دسویں صدی کے مجدد و مشکوٰۃ کے شارح اشاعت کے جلیل القدر
 امام و محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فقد ورد مرفوعاً انما سمیت فاطمہ
 لان اللہ تبارک قد فطمها وذریتها من النار لیس لیسما لیسما اشجعہ الحافظ اللہ
 وروی النسائی مرفوعاً انما سمیت فاطمہ لان اللہ تعالیٰ فطمها وحبیبها من النار
 یعنی مرفوع (شرح فقہ اکبر مصری ص ۱۱۱)

حدیث ہے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے انہیں اور انکی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ روایت
 امام حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی نے بیان کی ہے۔ (امام نسائی حدیث مرفوعاً بیان
 کرتے ہیں کہ فاطمہ نام اسلئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور انکی عین کو

اگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ کیوں جناب کیا امام احمد رضا بریلوی تنہا ہیں انکو بیان کرنے میں یا ملا علی نقی، امام ابن عسکر دمشقی اور امام نسائی جو صحاح ستہ کے امام ہیں وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ قارئین کرام چاہئے تو یہ کہ غیر متعلقین قاضی عیاض، امام خضاج، امام شاذان، فضلی، امام ابن اثیر اور ملا علی قاری، امام ابن عسکر دمشقی اور امام نسائی کو بھی شیعہ رافضی قرار دیں۔ اگر یہ حضرات شیعہ ہیں تو پھر سنی کون ہے سچ ہے۔

ہذا ابن کاراز قوسی آید۔ و مردان چین کنند

(نوٹ) دلیل نمبر ۳ میں یہ بھی ظہر صاحب نے لکھا ہے کہ علم غیب اور ماکان فائیکون کا علم اور قدرت و اختیار جیسے مسائل انہوں نے شیعہ سے اخذ کئے ہیں۔ حالانکہ یہ غیر محبت ہے۔ اس لئے کہ انبیاء کی شان میں شان علم غیب ماکان و مایکون کا علم اور اختیار و قدرت تو خود قرآن کریم کی متعدد آیات اور متعدد احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ جو بحوالہ اللہ اور باقرن اللہ ہے۔ اور عطا فی اور بلا واسطہ محدود و متناہی حادثہ زمانی ہے۔ اس کے برعکس خدا کا علم ذاتی، استقلال بلا واسطہ غیر محدود و متناہی، قدیم و زانی ہے۔ یہی اسکی ذات کا خاصہ ہے۔ جبکہ حصول غیر خدا کے لئے ممکن ہی نہیں ہے اور ایسے علم کا ایک ذریعہ ہی غیر خدا کے لئے ماننا کفر اور شرک خالص ہے۔ یعنی غیر خدا کے لئے ایک ذریعہ کا علم ذاتی، استقلال بلا واسطہ ماننا کفر ہے۔ جبکہ اعطیاء نے اپنی کتاب البدل والکلیہ ص ۲۱۲ میں تصریح فرمائی ہے۔ باقی تفصیلی دلائل ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ مسائل کے معن میں آئیں گے۔

ترتیب اغواث پر اعتراض اور اسکا جواب

ظہر صاحب ص ۲ پر لکھتے ہیں۔ کہ فاضل بریلوی کہا کرتے تھے کہ تو توں یعنی مخلوق کی مدد کرنے والے اور جن سے مدد طلب کی جاسکتی ہے انکی ترتیب یہ ہے کہ انکی ابتدا حضرت علی سے ہوئی ہے۔

اور یہ ترتیب حسن عسکری تک جاتی ہے جو گیارہویں امام ہیں شیعہ کے نزدیک۔

(نوٹ) قارئین کرام یہاں ظہر صاحب نے علی عبارت میں لکھتے ہیں۔ الاثمۃ الاعلیٰ عشر عند الشیعۃ۔ حسن کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔ عبارت کو لوں ہونا چاہئے تھا کہ الاحادیث عشرون الاثمۃ عند الشیعۃ۔ یعنی شیعہ کے نزدیک گیارہویں امام تکظم تھا۔ نے الاثمۃ الاحادیث عشر عند الشیعہ کلمہ کہہ کر اپنے حلی دان ہونے کا بھانڈا بھجوا دیا ہے۔ اہل علم غیب جانتے ہیں۔ اس عربی دانی کی حقیقت کو اہل مدعیانہ غفاب ہے عشر کی طرف اور قانون یہ ہے کہ معافی پر لفظ نام نہیں آسکتا معافی اضافت کی وجہ سے پہلے ہی معذرت اور معذرت پر لفظ نام تو لفظ کا لانا بے سورہ ہے۔ مگر ظہر صاحب کو لوگ علامہ کہتے ہیں وہ علامہ اس سے بے خبر تھا۔ جو اس کے حلی علامہ ہونے کی دلیل ہے بلحاظ الامن والدلی (صلی)

اب اصل اعتراض کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب۔ قارئین کرام اس اعتراض کا مقصد یہ ہے کہ فاضل بریلوی کے نزدیک صرف شیعہ کے بارہ امام ہی عزت ہیں اور کوئی نہیں۔ یہ شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔ مگر حقیقت ظہر صاحب نے صوبت بول رہے۔ اعطیاء علی الرحمن نے عوفیت کی ان بارہ اماموں میں کہیں بھی سحر نہیں فرمائی۔ یعنی یہ کہیں نہیں لکھا کہ بس یہی عزت ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ اسکی دلیل یہ ہے کہ اعطیاء ہی فرماتے ہیں۔ کہ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضرت سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے۔ (اسکی عظمت میں وزیر چپ وزیر دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے) اور فاروقی اعظم دست راست میر امت میں سب سے پہلے درجہ عزت پر امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے۔ وزارت امیر المؤمنین فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوئی۔ اسکی بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کو عزت و جت ہوئی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ

وزیر ہوئے۔ پھر مولیٰ علی کا غوثیت علما ہوئی اور امامین مہربان رحمۃ اللہ علیہما قرار ہوئے۔ پھر امام حسن رحمۃ اللہ علیہ سے درجہ مہربان امام حسن عسکری تک یہ سلسلہ متصل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضرت غوث اعظم ایک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سید غوث اعظم مستقل غوث حضور نبی غوث کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے۔ ملاحظہ ہو (ملفوظات مطبوعہ لاہور ص ۱۱۸) از مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی۔

اس عبارت میں اعظمت نے سب اہل سنت میں پہلے غوث صدق اکبر کو اور آخری غوث غوث اعظم کو لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی غوث لکھا ہے۔ کیا شیعہ و اقصیٰ انکو غوث مانتے ہیں۔ مگر نہیں کیا یہ عبارت اعظمت کے خالص معنی ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ نوافس کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر اگر تفسیر یہ کیا تھیں تو صرف ابو بکر صدیق کو غوث کہہ دیتے یہ کافی تھا۔ پردہ پوشی کے لئے کیا تیوں کو اور پھر غوث اعظم کو بھی غوث قرار دیا تفسیر کے لئے ضروری تھا۔ مگر یہاں صرف حضرت علی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں پر غوث کا خالص معنی کے اوراق خبیثہ کو ایسا تو اب کر سکتے ہیں اور ان کو ابوں کے لئے ہمارے پاس انکو لکھ نہیں ہے۔

ایک اور اعتراض کا جواب

اسی دلیل کے ضمن میں مہربان صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ فاضل بریلوی کہتے ہیں کہ علی بلائیں ملے ہیں۔ مہینیں دور کرتے ہیں۔ ہر اس شخص کی جو دعاء یعنی مشہور کوسات یا تین یا ایک مرتبہ پڑھتا ہے۔ اور وہ دعاء سیغی یہ ہے۔ تا وہ علیا مغلہ۔ العجاپ تجددہ عون اللہ فی النوائب کل حمد و غفر سیغی۔ و بولا یتک یا علی یا علی۔

ذین بر بھی لکھا کہ یہ شعر دفع امراض کے لئے نافع اور جموں وسیلو اب کا سبب ہے۔ شعر یہ ہے۔

"لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطم
الحیطة والذی فی داینها والفاطمہ"

الجواب :- امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے یہ دعا خود نہیں بنائی خود نہیں کہی بلکہ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جو مسلمین و اہل حقین حضرت ہیں) سے انکی کتاب انباء فی سلاسل اولیاء اللہ سے نقل فرمائی ہے۔ جو اس دعا کو اپنے تلامذہ و مریدین کو صرف پڑھنے کی اجازت دیتے تھے۔ بلکہ خود بھی پڑھتے تھے۔ اور صرف شاہ ولی اللہ صاحب ہی نہیں بلکہ آپ کے بارہ مدعا ساز تھے۔ امارت و مشائخ طریقت بھی پڑھتے تھے۔ اور اس کو پڑھنے کی اجازت بھی دیتے تھے۔ اپنے مریدین و متعقدین کو اور وہ اساتذہ و مشائخ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ یہ ہیں۔ ۱۔ مولانا غلامی ۲۔ علامہ علی کے والد و اساتذہ و پیر مولانا ابراہیم لکھوی (۳) انکے اساتذہ مولانا احمد قشاخی ۴۔ پیر ان کے اساتذہ مولانا احمد شاہ ولی دہی پیر شاہ صاحب کے اساتذہ اساتذہ مولانا احمد علی دین و غیر ہم جیسے اکابرین اور شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہی اکابر سے ہیں۔ یہ سب حضرات حضرت شاہ محمد غوث گولیار علیہ الرحمۃ کے جواہر غمہ کو بالعموم اور دعائیں کو بالخصوص پڑھنے کی اجازتیں دیتے تھے۔ اور اجازتیں دیتے بھی تھے۔ ناٹھن کلام غور کریں اور خود الفاظ کریں کہ کیا حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے یہ اساتذہ و مشائخ کلام سبک سبب شیعہ اور مشرک تھے۔ اور کیا حضرت شاہ محمد گولیار علیہ الرحمۃ یا شیعہ یا مشرک تھے۔ (ایضاً دیکھئے)

یہ پاکستانی بخدی واپانی یہ اصلی واپانی اور گلابی واپانی اگر اس دعا سے کوئی پڑھنے یا پڑھنے کی اجازت دینے والے کو واقعی شیعہ و مشرک قرار دیتے ہیں جنہیں ہیں اور سچے



اہل اسلام کے لئے جو اسان کو منع کیا ہے۔ یہاں علم حدیث نہیں تھا۔ (چرچا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر احسان فرمایا اور علم وہاں کے علماء کو عطا فرمایا۔ جیسے شیخ متقی عبدالحق بن سیف الدین ترک دہلوی (جسکی وفات ۱۰۵۲ھ میں ہوئی) وغیرہ علماء اور وہ اس علم کو اس خط میں لانے والے اور یہاں کے لوگوں میں اچھے طریقے سے پھیلانے والے پہلے بزرگ ہیں۔
 قارئین کرام غور کریں۔ ایسی عظیم شخصیت نے اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور علامت نے اہل کے حوالے سے اسکو نقل کیا ہے۔ اب اگر اعتراض کرتا ہے۔ تو پہلے علامہ باغلی واسطی صاحب فصل الخطاب اور شیخ متقی پر غور فرمائیے۔ علامت پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ علامت پر اعتراض جہالت قرار پائے گا۔ کیونکہ وہ ناقل ہیں اور ناقل پر اصولی طور پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اعتراض تو صرف منقولہ عنہ پر کیا جاتا ہے۔ پھر ان بدگوئی کو شبہ ثابت کرو اور شبہ ہونے کا اعتراض ان پر کرو پھر اپنے پیشوا و قواب صدیق حسن خاں پر کرو۔ جس نے اپنی روایت کے ناقل اور بیان کرنے والے شیخ متقی کی توثیق و تصدیق فرمائی ہے اور علاج عقیدت پیش کیا ہے۔

نہ خیر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے اڑھائے ہوئے ہیں

ایک اور اعتراض :- ایک اعراض دلیل ۲ سے منہ میں یہ بھی کیا گیا کہ علامت نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امام حسین کے مزار کی تصویر انگریزوں میں رکھا بلور بزرگ جلا ہے۔ (البریلویہ ص ۲۳)

الجواب :- قارئین کرام اس ظالم جھوٹے سے پوچھئے کہ کیا امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مزار کی تصویر بانڈر کے تصویر سے یا غیر جانبدار کی شیعہ افواہ کی

صورت میں جاندار ہونے کی دلیل درکار ہے اور غیر جاندار ہونے کی صورت میں منع کیا کوئی وجہ نہیں ہے۔ اگرچہ تو پیش کردہ اس حکم کے پیچ میں دینی طور پر مستطعم ذوات کی طرف نسبت کی وجہ سے تقدس کے حامل ہونے کی ہیں۔ کعبہ شریف و مسجد نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کو اپنے گھروں میں رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ منع کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کے تعادیر جاندار اشعار کے تعادیر سے قطع ہوا تو پھر منع کا حکم نکالنا جائز تھا۔ ومن یحکم شعثا فللہ فانہا من تقوی القلوب اور ان العنفاء والمعذرة من شعائ اللہ اور والتمنح دامن مقامہ ابلعید۔ صلی۔ اس بات کی روشن دلیلیں ہیں کہ معلمان دینی کی نسبت سے تقدس حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جس تعذیر و ماڈل میں پرہیزی اور برائی کی تعذیریں ہوں۔ وہ اطاعت کے نزدیک بھی منع اور حرام ہیں۔ جیسا کہ آپ نے اسکا حکم اپنے رسالہ تعذیر داری مکتبہ حامدیر لاہور ص ۳۰ میں بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہاں زیر بحث نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۵

اطاعت کا سلسلہ بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک شیعہ کے اماموں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خود اپنی عبارات میں بیان کیا ہے۔ (البریلویہ ص ۲۴)

الجواب :- یہ اعتراض پہلے درجہ کی جہالت کا ثبوت ہے۔ اگر اسکو شبہ ہونے کی دلیل بنایا جاسکتا ہے تو پھر اسماعیلیں دہلی کے پیر و مرشد سید احمد بریلوی کا سلسلہ بیعت بھی حضور تک الہی الہی بیعت کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کو ان اماموں کو مدعو مقرر دے چکے ہیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی۔ (انکح الہدیت کے پیشوا اور مقتدا قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو۔ آئینہ ہدایت الہی وغیرہ اور قادیان عزیزی علیہ السلام مجتہب دہلی ص ۱۲ اور مخزن احمدی ص ۱۱-۱۲)

ایک اعتراض :- اعلیٰ حضرت کو عربی نہیں آتی تھی۔ وہ غلط علی لکھتے تھے۔ اس عبارت سے جو ترجمہ نقل کیا ہے۔ کہ رجلی من امتہ خیر من الرجال
الساہقین وحسین من ذمیرہم احسن من کذا وکذا احسن من الساہقین۔ الب
السجاد ذین الامانین یا قہ علوم الانبیاء والصلوین الامان قال وجعفر الذی
یلعب مویسی الکلبہ فساد دہ بالصلوۃ علیہ۔

اس عبارت سے عربی میں ان کا نالیہ اور ماہر ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ شخص جس
کے بلے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تین سال کی عمر میں عربی میں گفتگو کرتا تھا (ابریہ) ^{۱۲۱}
الحجواب :- تلامذہ کلم اس عربی عبارت پر ظہر صاحب کا مضمون ایسا ہی ہے
جیسے کسی کتاب نے قرآن کی کتابت کرتے وقت ناما تالوح پڑھا تو کاکاٹ دیا اور
ناما تالوح تارویا۔ یہی حال اس مضمون کا ہے۔ انوار رضا ص ۲۸ تا ص ۳۰ میں
اس شجرہ کی عربی عبارت دیکھی جاسکتی ہے۔ بلاریب اعلیٰ حضرت کو خدا نے عربی زبان پر
پوری دسترس عطا فرمائی تھی۔ اور ہر شجرہ کی عبارت بھی اسکی گواہ ہے۔ مگر جو جملے توف
خود عبارت کو سمجھنے سے قاصر رہا اور صحیح عبارت نقل کرنے سے بھی عاجز رہا وہ کیا
اعتراف کر سکتا ہے۔ ظہر صاحب نے اصل عبارت کو صحیح نقل نہیں کیا جہاں اصل
عبارت غیبی من جمال الساہقین تھا۔ اسکو غیبی من الرجال الساہقین
بنادیا یعنی مرکب اضافی کو مرکب توصیفی بنادیا۔ رجال نیکو پر القلام داخل کر دیا پھر
الساہقین پر من جارہ تھا۔ اسکو من حذف کر دیا۔ رجال کی توحید تعلیم کی تھی اسکو حذف
کر کے اصل مفہوم بدل دیا پھر بعض مقامات پر قوم لگانا تھا نہیں لگایا اور جہاں نہیں لگایا
تھا۔ وہاں لگادیا۔ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ عبارت کو ہی نہیں سمجھ پائے۔

اور ظہر صاحب اسی ص ۲۸ میں لکھتے ہیں کہ۔ اور ہم نہیں جان سکے کہ یہ ترکیب
کونسی ہے۔ اور یہ عبارت کیا ہے۔ حسین من ذمیرہم احسن من کذا وکذا اور

یہ کہ باقر علوم الانبیاء کا کیا معنی ہے۔ اور بالصلوۃ علیہ کیا معنی ہے۔
الحجواب :- تلامذہ کلم ظہر صاحب کا اپنا مبلغ علم یہ ہے کہ وہ بالکل صاف اور
واضح عبارت کو بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس عبارت میں جس طرح ترجمہ نقل کی
تفسیر ہے اسی طرح لفظ حسین بھی یہاں تفسیر کا معنی ہے۔ چونکہ حضور کا ذکر تفسیر کے
معنی سے ہے ادا ہے۔ اسلئے اعلیٰ حضرت نے آپ کا ذکر نہایت لطیف طریقہ سے کیا ہے۔
کہ آپ کی امت کا چھوٹا سا مرد صالح امتوں کے بڑے بڑے مردوں سے بہتر ہے۔
اور آپ کے گروہ کا چھوٹا سا حسین گذشتہ امتوں کے بڑے بڑے حسینوں سے
زیادہ حسن والا ہے۔ ترکیب بخوبی یہ ہے کہ کربلای موصوف اور من امت اسکی صفت ہے
موصوف اور صفت مل کر مبتدا ہے۔ غیبی من رجال من الساہقین دونوں ظرفین
خبر اسم تعینیل سے متعلق ہو کر خبر جملہ اسمیہ خبر غیبی ہے۔ یونہی واو علاقہ ہے اور
حسین موصوف ہے۔ من زمرہ اسکی صفت ہے اور احسن اسم تعینیل ہے من کذا و
کذا مل ملا خبر ہے اور چونکہ احسن اسم تعینیل ہے اور اس میں ابہام ہے اس لئے اسکی خبر
حسنا کو لکر ابہام کو دور کر دیا گیا ہے۔ من الساہقین بھی احسن سے متعلق ہے۔ یہاں
مل کر خبریں۔ مبتدا کی مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر بن گیا ہے۔ اس ترکیب کو خود وہ
سمجھ نہ سکے۔ اور سمجھ بھی کیسے سکتے تھے۔ وہ تو ترکیب بخوبی سمجھتے تھے۔ اسکی طرح
باقی کا معنی بھی سمجھ سکے۔ حالانکہ باقر کا معنی ہے۔ کھڑے والا کتب لغت کا لکھا دیکھتے
تو یہ ذلت زائعات پوری عبارت کا معنی ہے۔ انبیاء و رسول کے علوم کو کھولنے والے اور
یہ کہ بالصلوۃ علیہ کا معنی کیا ہے ظہر صاحب بھی نہ سمجھ سکے۔ اگر پورے جملہ پر غور کرتے
تو معنی سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آتی پورا جملہ یہ ہے کہ جو ساتی کو تر ہے اولہ نسیم
جو جہنم جو جنت کی نہر ہے۔ کاناک ہے۔ وہ جس پر صلاۃ پڑھ کر کوئی نیم اپنے رب کی رضا
طلب کرتے ہیں۔ کتب آسان ترکیب ہے۔ اور کتب صاف اور واضح نہایت جملہ جملہ جیسے

نالائق کم سے کم استعداد والا شخص کیونکر مسجد کے کھانے کے بعد بائیاں اور چٹنی یا اٹھنی پکڑ کر کھیل میں بیٹھ کر لگاؤ۔ علامہ صاحب فہرہ بار علامہ صاحبین نے ہادوہ علم میں استعداد پیدا کرنے کی کوشش کیوں کر لگایا۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو۔ (سنت نبویہ المجدیدیہ) لاہور شمارہ ۱۳ اگست ۱۹۸۲ء بیان حافظ عبدالرحمن مدنی انجمن فاضل مدینہ یونیورسٹی

دلیل نمبر ۷

انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی ممالک کے اہل سنت کی تکفیر کی اور صراحت لکھا کہ انہی مسجدیں مسجدیں نہیں انہی مسجدیں اور ان سے نکاح جائز نہیں کیونکہ تنبیہ کو اپنے فتوؤں کا نشانہ نہیں بنایا۔ انہوں نے ان کے امام باؤوں کے بارے میں گستاخوئیں کیں۔ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ شیعہ نے ایک امام باڑہ بنایا۔ پھر بریلوی کے پاس گئے تو انہوں نے اس کا تاریخی نام تجویز کر دیا اور **الاجاب** ۱۔ یہ سراسر جھوٹ ہے اور سفید جھوٹ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ہرگز کسی بھی سنی مسلمان کی تکفیر نہیں کی نہ کسی مسلمان کو کافر قرار دیا بلکہ آپ نے صرف الوگوں کی تکفیر فرمائی اور ان کا حکم شرعی بتایا۔ جنہوں نے خدا اور رسول کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا اور ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور ایسے لوگوں کو کافر قرار نہ دینا خود کافروں کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتر فضلی تھانوی نے خود اقرار کیا ہے کہ احمد رضا اگرچہ کافر قرار نہ دینا تو وہ خود کافر ہو جاتا جیسے کہ اشرف العباد علیہ السلام پر آپ نے لکھا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔ آپ نے تو امانی کی دہلی کے بہتر کتبائے گنتی کے بعد بھی اسماعیل کو کافر قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اکیس قول کے مطابق بعض علاقوں میں اسکی تویر مشہور ہو چکی تھی۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۱ پر لکھا ہے "میں سکا ذکر موصوفہ ہے۔ اتنے محتاط شخص پر تکفیر مسلمان اور وہ بھی اہلسنت کی تحریک کا ازاد گانا غلط فہم نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہنا بھی سفید جھوٹ ہے کہ فاضل بریلی نے

شیعہ کو اپنے فتوؤں کا پرف نہیں بنایا۔ ہم پہلے گذشتہ صفحات میں اعلیٰ حضرت کے متعدد رسائل کے نام تحریر کر چکے ہیں جو آپ نے رافضیوں اور شیعہوں کے رد میں لکھے ہیں۔ مثلاً (۱) رد الرافضیہ (۲) الادولۃ العاصیۃ فی اذان الملا عنہما (۳) عالی الاقاہہ فی تہذیب الہندیہ بیان الشہادۃ کتفیلہ شیعہ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقیض کرنے والے شیعہ کے رد میں (۴) الشیخ العاجلہ دیرھا لکھے۔ تقریباً سینکڑوں سے زائد رسائل شیعہ تنبیہ کے رد میں لکھے ہیں۔ انکے باوجود یہ کہنا کہ انہوں نے شیعہ کو اپنے فتوؤں کا نشانہ نہیں بنایا ظلم مرید اور کذب خاص نہیں تو اور کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ السلام نے انہوں نے شیعہ کے ایک امام باڑے کا نام تجویز کیا تو یہی اعلیٰ حضرت کے کلام کو نہ سمجھنے کا تجربہ ہے یا پھر خیانت مجرمانہ ہے۔ اصل بات یہ ہے اعلیٰ حضرت سے ۱۲۸۶ھ میں کسی نے یہ سوال کیا کہ ایک امام باڑا بنایا گیا ہے آپ (اس کا نام) جو تاریخی نام تجویز کریں۔ آپ نے فرمایا احمد رضا الدبیر فرمایا کہ بدر دین (۱۲۸۶ھ) امام رکھ لیں۔ وہ کہنے لگا امام باڑا تو گذشتہ سال تیار ہو چکا تھا۔ عرض یہ تھی کہ ظلم میں اعلیٰ حضرت نہ آئے۔ آپ نے فرمایا بدر دین (۱۲۸۵ھ) رکھ لیں۔ سائل نے کہا امام باڑا کی ابتداء تو (۱۲۸۴ھ) میں ہوئی تھی۔ فرمایا "بدر دین" پھر متا صوبہ بنگالہ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۲) مؤلف مولانا حفیظ الدین مہاروی)۔ یہ کیسی طرح دلیل ہے کہ آپ شیعہ کے سخت مخالف تھے۔ وہ تو اس نام تجویز کرتے ہیں کہ بہ حال میں انکا رافضی ظاہر ہو کسی مسلمان کو جوڑ کر نہ لگے۔ مگر کیسے ظالم ہیں یہ بخیر و باقی کے حسن واقعہ سے مخالفت کا ثبوت ملتا ہے۔ اسکی موافقت کے انداز میں پیش کر رہے ہیں۔ پورا واقعہ لکھ دیجئے تو اصل حقیقت واضح ہو جاتی مگر پورا واقعہ نقل نہیں کیا صرف یہ لکھ دیا کہ انہوں نے شیعہ کے نام باڑے کا نام تجویز کیا تھا۔ حالانکہ صرف نام تجویز کر دینے کو بھی شیعہ ہونے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ (کمال الدینی اعلیٰ اہل السنہ)

دلیل نمبر ۱

انہوں نے اپنے بعض قصائد میں شیعہ کے اماموں کی مدح منقبت میں مبالغہ کیا ہے لہٰذا بطور حجت (۱۲۷)
الجواب :- اس کے ثبوت میں صرف "علاقہ بخشش کا نام لکھا ہے۔ کوئی نمبر کا حوالہ موجود نہیں۔ نہ کوئی قصیدہ یا شعر بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ نہ کوئی دلیل دی ہے اور دعویٰ بلا دلیل قبول نہیں ہو سکتا۔ اس طرح شیعہ ہونے کو ہرگز ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہی ہے۔

اقراری شیعہ کون؟

تاریخین کلام۔ اعلیٰ حضرت کا شیعہ ہونا تو یہ بخدای و ہابی تا قیامت ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر ان میں بہت اور جرأت اور حوصلہ ہے تو ہم انکو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ گوہر الفالکاحی بھی عدالت میں آکر اعلیٰ حضرت کا رافضی یا شیعہ ہونا ثابت کریں اور یا پچ ہزار روپے انعام حاصل کریں۔ یہ نہ نمبر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ ازو میرے آرنائے ہوئے ہیں

البتہ ہم انکو ایک اہم اور چوٹی کے گرو اور ایک بہت بڑے عالم کے قلم سے اسکا تراز پیش کرتے ہیں۔ جس سے انکا خود شیعہ ہونا صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔
ملاحظہ ہو۔ مولوی وسید الزماں لکھتے ہیں کہ۔ اہل الحدیث ہم شیعہ علی و جبریل اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بیوتہم و یحفظون فیہم و میتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ کہ کہم اللہ فی اہل بیعتہ والی نالک فیکم انقلین عتاب اللہ و حترقی اہل بیعتہ (الہ ان قال) و اہل البیت علی و الحسن و الحسین و فاطمہ و اولاد فاطمہ و اولاد احمد الی یومہ القیامت

اور کہ اہل حدیث ہی علی کے شیعہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے بہت و مولات لکھتے ہیں اور انکے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کا پاس رکھتے ہیں کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈرنا ہوں۔ اور میں تمہارے اندر دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک کتاب اللہ دوسری اپنی عزت اہل بیت۔ یہاں تک کہ اہل بیت یہ ہیں۔ علی حسن حسین فاطمہ اولاد فاطمہ اور انکی اولاد تا قیامت (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) ملاحظہ ہو۔
(ہدیۃ المہدی۔ مطبوعہ سیالکوٹ صفحہ ۱۷)

کیا اس عبارت میں علامہ وسید الزماں صاحب نے صراحتاً علی کا شیعہ ہونے کا اقرار و اعتراف نہیں کر لیا۔ کیا انکو چھٹایا جاسکتا ہے۔

۱۔ دل کے پھیلنے سے مل گئے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اعلیٰ حضرت کے ذرائع معاش پر اعتراض | قارئین کرام ملاحظہ فرمائیے اعلیٰ حضرت کے ذرائع معاش پر اعتراض

پہلے یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ انکے عقیدت مند حضرات متنازع باتیں انکی معیشت کے متعلق لکھتے اور بیان کرتے ہیں کبھی تو لکھتے ہیں کہ وہ خانہ داری طور پر نہیں تھے۔ زمین دار تھے۔ عزیز لوگوں کو ماہانہ وظائف دیتے تھے۔ اور یہ اعانت عفی عنہم لکھتے تھے۔ مخصوص تہنیتی بلکہ بیرونی لوگوں کو یہ اعانت بذریعہ سخاوت و رقوم کی صورت میں کرتے تھے۔ اور کبھی لکھتے ہیں کہ انکو دست عیب سے بکرت مال ملتا تھا۔ جیسا کہ حیات علی حضرت اور دیگر کتابوں میں ملتا ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف یہ دولت کی راہی اور دوسری طرف انکے عقیدت مندوں نے انہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ بعض

اوقات سالانہ ملنے والی رقم کافی نہ ہوتی تو وہ دوسروں سے قرض لینے پر مجبور رہتا۔
 سنا کہ ڈاک کا ٹکٹ خریدنے کے لئے بھی پیسے نہ ہوتے تھے۔ ملاحظہ ہو لاہور پریس
الجواب :- یہ امر درحقیقت کہ آپ خاندانی طور پر رئیس اور زمیندار تھے۔ اپنی
 زمینیں آپ نے اپنے غنیمتوں کے بروک ہوئی تھیں۔ وہ داشت کرتے تھے۔ جو ان
 آپ کے حصہ میں آتی۔ اسکو ٹاپوں کی خریداری کے لئے اخراجات ہماروں کی خاطر مدد پر
 خرچ کر دیتے تھے۔ اسی سے عزبا کو وظائف بھی جیتے تھے۔ اور اگر کبھی ضرورت پڑتی تو کسی
 سے طلب کر دیتے تھے۔ چنانچہ حیاتِ اعلا میں آپ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ فرمایا
 ”ضروریات کیلئے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں“ پھر قرض لینے کا کیا مطلب ہے؟ یہ تو متعارف
 نفس کی بات ہے کہ باوجود ضرورت کے کسی سے طلب کرتے اور یہ ہم تو ہوتا تھا کہ
 کہ دولت مندوں کے جب یہ بھی مالی ہو جاتے ہیں اور عارضی ضرورت مندین ہاتھ نہیں
 اس سے ان کو تنگ دست تو نہیں کیا جاسکتا۔ تنگ دست کی تعریف اس پر کیا صادق
 آتی ہے۔ باقی دستِ عیب بعض اوقات ملتا ہے بھی ناممکن نہیں مگر اس کو اعلیٰ قدرت
 نے پسند نہیں فرمایا۔ خود فرماتے ہیں کہ دستِ عیب کے لئے دعا کرنا محال عادی کے
 لئے دعا کرنا سب جو مثل حوالی عقلی و قالی کے حرام ہے۔ (ملاحظہ ہو احکام تہذیب)
 باقی کسی ضرورتی سے بہن اوقات کچھ بھانا بھی ناممکن نہیں یہ بھی کرامت ہو سکتی
 ہے۔ اور کرامت کا ذکر مستلزم کرتے ہیں۔ درالمنہ (ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر ص ۱۰۷)
 و قال فہم المعتزلت حیات المریشا ہدوا فجا نہم ہذہ المنزلت
 یعنی معتزل نے الملت کی مخالفت کی ہے۔ کرامت کا انکار کر کے کہہ نکر انکو اپنے
 بزرگوں میں یہ مرتبہ دکھائی نہیں دیا۔

ایک اعتراض :- ان کے مخالفین یہ تہمت لگاتے ہیں کہ دستِ عیب کا
 مفہوم یہی ہے جو سے کوئی ملحق نہیں تھا۔ یہ انگریزی استعمال کا ہاتھ تھا۔ انہیں

لینے اخراجات و تمام میں استعمال کرنے کے لئے امداد دیتا تھا۔ (البرطیت ص ۲۵)
الجواب :- اولاً۔ تو غلط یہ صاحب نے اس مسئلہ میں تسلیم کر لیا ہے۔
 کہ انگریزی استعمال کی بجائے الازام عین بہت ہے۔ خود فلاح تہمت لکھا ہی اس بات کی
 دلیل ہے کہ یہ صاحب کا اپنا صیغہ بھی اسکو محض تہمت قرار دیتا ہے۔ اسکو حقیقت ماننے
 کو تیار نہیں ہے۔ مزید بیکر ظہر صاحب نے اسکو تہمت قرار دیا ہے اور پھر اس کے
 تہمت نہ ہونے پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی ہے۔ جو ان کے نزدیک بھی دلیل ہو
 کا ثبوت ہے۔ بلکہ ظہر صاحب نے خود ملاحظہ فرمائی کہ اسکی تردید کر دی ہے اور تسلیم کیا ہے
 کہ انکی آمدن کا ذریعہ مریدین اور عقیدت مندوں کے نذرانے اور تحائف تھے۔ اور
 یہی بات حق و درست ہے۔ اسکی علاوہ کو کچھ لکھا گیا ہے وہ منکر ہے اور غلط
 ہے۔ چنانچہ انکی اپنی عبارت یہ ہے۔ (۱) ما ذکناہ و شہناہ آخراً
 الامم فی دخلہ و معاشہ دلیلی کلہا مختلفات۔ یعنی۔ انکی آمدن اور ذریعہ
 معاش کے سلسلہ میں صحیح ترین بات وہ ہے جو ہم نے ان میں بیان کی ہے۔ باقی سب
 بڑھکوسلے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۰۷ البرطیت) اگرچہ ہمارے نزدیک یہ کہنا درست
 نہیں ہے کہ۔ انکی آمدن کا بڑا حصہ مریدین کی نذرانہ اور تحائف پر مشتمل تھا یا پھر مسجد
 کی تنخواہ پر گذر رہا تھا۔ کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ بریلوی کے والد یا دارا زراعت ضاعت
 یا تجارت و فروخت میں مصروف تھے۔ یہی حالت بریلوی کی تھی (ملاحظہ ہو ص ۱۰۷)
 بھوٹ ہے حقیقت وہ ہے جو پہلے لکھا گیا ہے کہ اعلیٰ قدرت خاندانی طور پر رئیس تھے۔
 زمینوں کے مالک تھے۔ زمین اپنے عزیزوں کے حوالے کر رکھی تھی۔ اسکی آمدن ملتی تھی۔
 اس سے کیا میں خریدتے تھے۔ اسی سے گھر کے اخراجات چلاتے تھے۔ اسی سے ماہر
 وظائف بعض عباد کو دیتے تھے۔ ملاحظہ ہو (حیاتِ اعلیٰ قدرت ص ۱۰۷) مولانا ظفر الدین باری
 دہلی آویزا :- یہ سراسر جھوٹ اور سفید جھوٹ ہے کہ اعلیٰ قدرت انگریز کے ایجنٹ تھے۔

اس پر کوئی ٹھوس اور صحیح دلیل تاقیامت مخالفین پیش نہیں کر سکتے محض الزام تراشی کہنے سے ہیں۔ اور اب بھی کہتے ہیں۔ مگر تاقیامت اقتصاداً قائم تھا لے لینے اس دعویٰ باطل کو ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ان کے اپنے اکابر انگریز کا ایجنٹ ہونا اور واقعہ ہے جسے چھٹانا ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔

دہائیوں کو چیلنج

تکذیبیٹ کر لیں! ہمارا چیلنج ہے ان دہائیوں بخدیوں کو کہ وہ کبھی گورنر لارڈ کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے اکابر کا دفاع کریں۔ ہم ثابت کریں گے کہ ان کے اکابر خود انگریز کے دفاع و نمک خوار اور نہایت فحش ایجنٹ تھے۔ اگر ان میں بہت، موصلاً، جرأت ہے۔ تو وہ ہمارے اس چیلنج کو قبول کریں اور میدان میں لائیں یعنی گورنر لارڈ کی کسی بھی عدالت میں اگر ہمارے دلائل کا جواب دے کر انعام حاصل کریں۔ تاریخ کی معلومات میں افادہ کے لئے ہم یہاں چند حقائق پیش کرتے ہیں تاکہ تاریخ کو ان کی معلوم ہو سکے کہ حقیقت انگریز کا دفاع و نمک خوار اور نہایت فحش ایجنٹ کون ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حقائق درج ذیل ہیں۔

(۱) تقویت الایمان مؤلفہ اسماعیل دہلوی کا انگریزوں نے ترجمہ انگریزی میں کروا کر اس کے شائع کیا۔ اور ڈاکٹر پنڈت صاحب نے جسکی جو وہ کتابوں کا ذکر آپ نے کیا ہے۔

ان میں سے پر تقویت الایمان (جو حقیقت تقویت الایمان ہے) ہے۔ ملاحظہ ہو ثبوت کے لئے مقالات سرسید ص ۸۶ جلسہ ترقی ادب لاہور) یہ انگریزی ترجمہ منصف شہادت علی کیا جو ۱۸۵۲ء میں لندن سے شائع ہوا۔ یہ کسی بریلوی کی بات نہیں سرسید کی بات ہے۔ (۲) غیر متعلقین کے ایک نامور اور مشہور زمانہ عالم فاضل مولوی

محمد حسین بلالوی (جس نے مسلسل کوششوں سے انگریزی حکومت سے اپنی حاجات اور فقر کا کام اچھڑا دیا) لارڈ کرایا تھا۔ جیسا کہ اشاعت السنۃ کے صفحات گواہ ہیں کہتے ہیں کہ "فرقہ الہدیۃ گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق کی کامشرف ہے۔" یعنی اہل حدیث نام لارڈ ہونا، اور اپنے برادر عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ وائسرائے لارڈ ڈن "اور اپنے پیارے رحم دل اور فیاض لطفین گورنر صاحب اس اچھے سن" کا جہد دل سے شکر گزار ہے۔ (۳) ملاحظہ ہو اشاعت السنۃ ص ۹۰ شمارہ ۱۰ (نوٹ) محمد حسین بلالوی نے جو درخواست انگریزوں کو دی اہل حدیث نام لارڈ کرنے کے لئے وہ صرف ایک مولوی بلالوی کا کام نہیں بلکہ اس پر تین ہزار ایک سو تین (۳۱۳۹) علماء و افراد غیر متعلقین کے دستخط کروا کر یہ درخواست دیکھی۔ یعنی انتظامی اور اجتماعی کارنامہ ہے۔ ملاحظہ ہو حوالہ (اشاعت السنۃ ص ۹۰ شمارہ ۱۰) انگریزی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بلالوی صاحب نے اشاعت السنۃ میں جو لکھا ہے وہ اوپر لکھ چکا ہے۔

(۴) حکم و کنوینشن حکومت کا تین بیچاس سالہ سرکاری طور پر ۱۸۸۶ء میں منبیا گیا تھا جس پر اہل حدیثوں نے خصوصاً لاہور کے ائمہ قیوں نے ایک سپر سائنڈیشن کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم بڑے جوش سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضور والا کی حکومت کو اور بڑھائے اور تادیر حضور والا کی رعایا کا نگہبان رہے۔ (۵) ملاحظہ ہو۔

(۶) اشاعت السنۃ ص ۲۰۵ ج ۹ حاشیہ ۵ شمارہ ۱۰ (۷) اشاعت السنۃ ص ۱۱۲ شمارہ ۲ میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ انگریزوں نے اہل حدیث خطاب سے غیر متعلقہ کو گواہ قرار دیا تھا غیر متعلقین نے انگریزوں کو سپر سائنڈیشن کیا تھا اس پر علاوہ دیگر حضرات کے ان حضرات کے دستخط درج تھے۔ (۸) مولوی سید تقی حسین دہلوی (۹) محمد حسین بلالوی (۱۰) وکیل الہدیۃ ص ۳۱) محمد رفیع خان رئیس قاضی علی گڑھ (۱۱) مولوی قلب الدین پٹیل

الحدیث (۵) مولوی محمد سعید نانکری، مولوی ابی بخش بلوچ راولپنڈی، مولوی
سیّد نظام الدین پشاور، الحدیث ملاز

۱) بلوچی صاحب لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ اور اسکے دلائل سے صاف ثابت ہوتا
ہے کہ ملک ہندوستان باوجود یہ کہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالسلام
ہے۔ اس پر کوئی بادشاہ عرب کا ہو یا عجم کا۔ مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان
(ذی کما بارتشاہ) شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی یا پھر لڑائی کرنا جائز نہیں ہے۔
ملاحظہ ہو۔ حوالہ (الاقتصاد ص ۱۹) مکتور بریلین

۲) اس زمانہ میں بھی شری جہاد کی صورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ کوئی
مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائط موجود ہے اور نہ ان کو ایسی شوکت
و جمعیت حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فتح یا بھونے کی امید کر سکیں۔
ملاحظہ ہو (الاقتصاد ص ۱۷) مؤلف محمد حسین بلوچی۔ یہ رسالہ بلوچی نے
۱۳۸۵ھ میں لکھا تھا۔ بلوچی صاحب سے بھی پہلے مولوی غلام علی تعصوبی شہر قری
اور مرزا فتح محمد بیگ جو تفسیر الحدیث تھے انہوں نے جہاد کے قیام ہونے
کا فتویٰ دیا تھا۔

۳) اسماعیل دہلوی نے کہا کہ ان پر (انگریز کے خلاف) جہاد کسی طرح واجب
نہیں ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ اور سب تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ
اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آج نہ آنے دیں۔ ملاحظہ ہو (احیاء حیات العرب و اسلامیہ ص ۱۷۱)
حیرت دہلوی

۴) مولوی محمد حسین بلوچی پشور نے اپنی حدیث "ابنی وصیت" میں لکھتے ہیں کہ اراغی
جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے ملائی ہے۔ جہاد میں ہے۔ ملاحظہ اشاعت السنہ
ص ۲۷ ج ۱۹ شمارہ ۹

۸) علامہ بریلین ہم لوگ معاہدہ بین برکات سے عہد کیا ہوا ہے۔ پھر کیوں کہ عہد کے
خلاف کر سکتے ہیں۔ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے تو ایسی مذمت
مذمت لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں شوکت و قوت اور قدرت مقصود ہے اور ایمان بھجانی
ہاں مجبور ہے جس جگہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سبب
پاکت اور وصیت کا ہو گا۔ (فتاویٰ بریلین ص ۲۸۵ ج ۳)

یہ تین حدود عبادتیں سیّد نعیم دہلوی پیش لے اہل حدیث کی ہیں جن میں
وہ انگریز کے خلاف جہاد کو عہد شکنی کا قابل مذمت اور جہاد کو گناہ مجرم قرار دے رہے
ہیں۔

۹) فواب صدیق حسن بھٹو لکھتے ہیں کہ اگر جب ہندوستان دارالسلام ہے تو
یہاں جہاد کیا مطلب، بلکہ کیا ہوں میں سے ایک گناہ اور کہا نہیں ہے ایک ہی
ہے۔ ملاحظہ ہو (احیاء حیات العرب و اسلامیہ ص ۱۵) مؤلف فواب صدیق حسن بھٹو بلوچی
قارئین کرام! ہم نے ۹ عدد جو حوالہ جانتے سے بغیر مقلد و تابعوں کا انگریز کا
وفادار ہونا ملک عمار اور پکا حامی ہونا ناپاک کر دیا ہے۔ غور کریں۔ اور فیصلہ
خود کریں کہ انگریز کا ایجنٹ کون ہے بریلوی یا غیر مقلد و تابعی۔

حصہ دے ہاں !

قرآن پاک منہزم و غیر منہزم - حدیث، شرح حدیث
فتوہ علمی، تحقیقی، دینی کتب - فقہیہ کتب - دعوت اسلامی
کی کتب - اسٹیکر - نیچا - تمبیان تھوک و پرچون حاصل کریں۔

عوثیہ کتب خانہ - اردو بازار - گوجرانوالہ

آپ کی بعض عادات پر اعتراض

تاریخیں کرامتیں بے غیر صاحب البریاتیہ کے صلا پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی کی ایک عادت یہ تھی کہ وہ کثرت پان کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ فطاک کے بعد رمضان میں پان پر ہی الکفار لکھتے تھے۔

الجواب :- تاریخیں کرامتیں بے غیر صاحب البریاتیہ کے صلا پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی کی ایک عادت یہ تھی کہ وہ کثرت پان کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ فطاک کے بعد رمضان میں پان پر ہی الکفار لکھتے تھے۔ اس سے متبادلی الذہن یہی بتاتا ہے کہ وہ اس عادت پر اعتراض کرنا چاہتا ہے اور اس عادت کو فاضل نے درست قرار دیا چاہتا ہے۔ اگر یہاں بے غیر صاحب کی اس حرکت کو اسی پر محمول کیا جائے تو پھر جو کچھ بے غیر صاحب پان کی حرمت یا کرامت یا نجات پر کرتی بھی شرعی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ اس لئے وہ اپنی مذکورہ کوشش میں ناکام رہے ہیں ان کے نزدیک پان کھانا یا اس کی کثرت حرام یا مکروہ یا قبیح ہے تو یہ دلیل پیش کرنا ان کی ذمہ داری تھی، جس کو وہ پورا نہیں کر سکے اور نہ ہی کوئی غیر مقلد اب اس کا ثبوت فراہم کر سکتا ہے۔ جب اس کی کسی قسم کی ممانعت پر دلیل شرعی موجود نہیں تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔

اعتراف :- اسی صفحہ نمبر ۲۶۱ پر بے غیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہ حقہ بھی پیتے تھے بلکہ حقہ کے کش کرکھانے پینے کی اشیاء پر ترجیح دیتے تھے اور وہ اور ان کے خاندان کے افراد پر ملاقاتی اور رہائشی کے ساتھ حقہ پیش کرتے تھے۔ جیسے بازاروں اور رہائشی لوگ کرتے ہیں اور ہر نے کی بات یہ ہے، یہ بریلوی نے منقول ہے کہ میں حقہ پیتے وقت ہم الود نہیں پڑھتا تا کہ شیطان بھی میرے ساتھ شریک نہ ہو جائے۔ (ملفوظات)

الجواب :- اگر بے غیر کو حقہ پینے پر اعتراض تھا تو چاہئے تھا کہ حقہ کی حرمت یا کرامت یا اس کی نجات پر دلیل شرعی قائم کرتے مگر دلیل تو درکنار ایک دلیل بھی پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تائیدات کوئی غیر مقلد حقہ نوشی کی حرمت ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر حوصلہ ہے تو میدان میں آئیں اور حرمت ثابت کر کے انعام حاصل کریں۔ باقی بعض علاقوں میں آئے وائے سہان ملاقاتی کو دلا حقہ پیش کرنا رواج و دستور ہے، اس کو بھی مہمان کی عزت تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت یا آپ کا خاندان بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ یہ بھی اگر سوءالغیبت کے پیش نظر بتا تھا۔ جب حقہ حلال چیز ہے تو پھر اس کو کھانے پینے کی دیگر اشیاء پر مقدم کرنا اور رائے والوں کو اولاد پیش کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اگر اس میں کوئی شرعی قباحت کا مدعی ہے تو پھر دلیل شرعی پیش کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

ہے ادخلے فحیدم البیان۔

اور یہ کہ ان کے مزے کی بات یہ ہے کہ میں حقہ پیتے وقت ہم اللہ نہیں پڑھتا۔ الخ تو واقعی یہ مزے کی بات ہے کہ کوہ کوہ شیطان کو اپنا دشمن جانتے تھے اس لئے چاہتے تھے کہ شیطان بھی شریک نہ ہو تا کہ اس کو نقصان ہو یعنی وہ شیطان کو نقصان میں مبتلا کرنا چاہتے تھے اور ہم مومن کامل کا یہی شیوہ ہے اور خواہش ہے کہ وہ شیطان کو ازیت و نقصان میں مبتلا کرے۔ یہ واقعی مزے کی بات ہے اگر بے غیر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان کا ساتھی نہ تھا تا کہ اس سے تو کوئی دینی تبدیلی ملان محفوظ نہیں ہے۔ اگر آپ کھانا کھانے میں اپنی پیتے ہیں مگر ہم اللہ نہیں پڑھتے تو حدیث پاک سے ثابت ہے کہ الیا کرنے والے کے ساتھ شیطان زیادہ کثرت ہے۔ اس سے تو اعلیٰ حضرت کی شیطان سے نفرت و عداوت کا انہار ہوتا ہے کہ کہ محبت و دوستی کا۔ یہ حقہ نوشی کا جزا تو حرم و غیر مقلدین کے شیخ اعلیٰ

سیدنا جبریل رضی اللہ عنہ نے اپنے قناری نذیر ص ۱۱۲ ج ۳ میں بیان کرتے ہوئے
کہتے ہیں کہ :-

”جو لوگ حضرت نوحؑ کی حرمت کے قائل ہیں ان کا قول ناقابلِ اعتبار ہے
اس واسطے کہ حرمتِ نوحؑ سے اوپر دلیلِ قطعی کے اور قائل ،
حرمت نے حرمت پر کوئی دلیل قطعی تمام نہیں کی ہے بلکہ جتنی دلیلیں
وہ پیش کرتے ہیں، کل کی کل نقلی ہیں، اور وہ ہیں محدوش الخ
اس عبارت سے حقیقہً نوحؑ کا حرام نہ ہونا واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے
بلکہ اسی فتاویٰ میں ص ۲۳۳ میں لکھتے ہیں کہ کیا قبا کو لکھنا اور
استعمال کرنا اس کا پاک میں سہو کوئی دلیل معتبر اس کی کراہت پر
قائم نہیں ہے اور کیا کو ایک پاک چیز ہے اور اس کا دھواں بھی پاک
ہے۔ پس اس کے پانی کے ناپاک ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور
دھوئیں کی وجہ سے جو پانی متغیر ہو جاتا ہے سو اس کی وجہ سے وہ پاک
نہیں ہو سکتا الخ“

جو لوگ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے غلطی کے پانی کو پاک
قرار دیا ہے وہ اس عبارت پر بھی غور کریں، اپنے گریبان میں بھی جھانک کر
دیکھ لیں۔

اعتراف :- ص ۲ پر میر صاحب لکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی کی عادت
تھی کہ وہ لوگوں کے ہاتھ پاؤں پرستے تھے اور ایک بریلوی (مصنف) نے لکھا ہے
کہ بریلوی واشرف میاں کے پاؤں چومنا کرتے تھے۔ اور ایک اور بریلوی (مصنف) نے
لکھا ہے کہ فاضل بریلوی جب منہ کر کوئی حاجی حج بیت اللہ سے واپس آیا ہے
تو وہ فوراً پرچھتے کہ کیا آپ نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چائری دی ہے؟

اور وہ کہنا کہ ہاں، تو وہ فوراً اس کے پاؤں چوم لیتے تھے۔

الجواب :- تاریخین کرام ظہیر نے غیر لفظ اناس سے (لوگ) ذکر کر کے
ناشر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی عام لوگوں کے پاؤں چومتے
تھے حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ آپ یا زید رگبان دین، اولیاء کرام یا مومن
ان لوگوں کے پاؤں چومتے تھے جو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حج بیت اللہ
کی حاضری کی صدارت سے مشرف ہو کر آتے تھے اور ایسے لوگوں کے پاؤں چومنا
اس کے گھر کی اور خدا کے رسول کی محبت کی علامت ہے بریلوی محبت ایسا کرنا
کون شرمی جرم اور گناہ نہیں ہے۔ بے غیر نے اعتراض تو کر دیا مگر ایسے حضرات
کے پاؤں چومنے کے حکم حجاز و قباحت پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکے۔

ہاتھ پاؤں چومنا

بزرگانِ دین کی دینی سلاطین و عظمت کے پیش نظر ان کے ہاتھوں کو اور پاؤں
کو چومنا بلاشبہ جائز ہے۔ سب کرا لیا کر نار یا کاری اور چاچوسی یا کسی اور عرضِ فاسد
کے لئے نہ ہو۔

۱۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ یہودی تھا جب
رسالہ اکاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آیات
بینات کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے بیان فرمایا اس کے بعد فقہانِ مدینہ
دیں جلیسہ فقال نشہد انک نبی رداۃ السرحی والبرادۃ والشائخ المعین ان
دونوں نے حضور کے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم شہادت
دیتے ہیں کہ آپ بلاشبہ نبی ہیں، اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، نسائی نے
روایت کیا ہے۔ مزید ملاحظہ ہوا مشکوٰۃ شریف باب اکابر و علماء النبی ص ۱۰

۲۔ حضرت زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبدالقیس کے اس وفد میں شامل تھے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، فرماتے ہیں کہ لما قدمنا الى المدينة فجللنا نيتنا من سر و احلنا تقبيل يد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و مر جليسا (سواءا ابداؤا) یعنی جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو اپنی ہواؤں سے جلدی جلدی کرتے کہ رسول اللہ علیہ السلام کے دست افشان اور پائے مبارک کو چومنے لگے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث مشکوٰۃ شریف، باب المعافاة والمعاذ، فصل ثانی معافاة میں بھی موجود ہے۔ ان دو حدیثوں سے صحت طور پر ثابت ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ اگر یہ منع ہوتا تو حضور علیہ السلام ان مسلمان ہونے والے دو یودیوں کو اور اس طرح وفد عبدالقیس کے سرکار سمیت حضرت زرارہ کو اپنے ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت نہ دیتے۔ معصومہ کا منع ذکر نہ کرنا نہ ٹوکنہ یہ جواذکی واضح اور روشن دلیل ہے بلکہ بعض روایات میں تو حضور نے خود اپنا سر اور پاؤں کی اعجازت دی ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی نے شامی شریف صفحہ ۲۴۲، ج ۵ میں نقل کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے اسلوب بیان پر اعتراض

تاریخین کو ائمہ کبار نے غیر صاحب صفت، پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ بہت سخت تھے۔ مخالفین کو بڑے سخت الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ مثلاً کہ تم، خنزیر، ابلیم، کتاب، سرکش، کاذب، ناجائز، مرتد جیسے الفاظ کی ان کے نزدیک کوئی قیمت نہیں ہے۔ بریلوی سخت ہیں، اور ان کی کوئی کتاب کوئی رسالہ ایسے بے جودہ الفاظ اور القاب سے خالی نہیں ہے، وہ تو

الطبیات :-۔۔۔ کی تمام حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔ وہ دیوبندیوں کے خدا کی تصویر کھینچنے پر رے لکھتے ہیں :-

”فما را خداوندیوں کی طرح زنا پر بھی قادر ہو رہے چلنے کی عورتیں اس کے ساتھ بیٹھیں گی کہ تو خدا کی کا دعویٰ کیسے کرتا ہے جبکہ تو ہمارا طرح زنا کے فعل تکفار نہیں ہے۔ حالانکہ اس پر ہم قادر ہیں۔ مزید یہ کہ خدا کا اگر تناسل بھی ہو تو غیرہ وغیرہ۔ ربحو الرحمن السبور ازنا منکر بریلوی ص ۱۸، البریلوی ص ۲۷۔

الجواب :-

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے دنیوں اور دیندہوں، یقینی اور گمراہی، خانی، شان الہمیت و شان رسالت کے لئے تمیز بنیام تھے۔ اولاً تو یہاں برکت سے سمجھانے کی کوشش کرتے۔ اگر سمجھ جائے ٹھیک ورنہ اس کی گرامی و ضلالت کے مطابق زبرد تو بیخ فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت مذہبی ہماروں کے ایک سرچین ڈاکٹر تھے جیسے سرچین حب سمجھ جاتا ہے کہ اس حق کے لئے بیچارہ پریشانی کے بغیر کوئی حل نہیں درز مر جس جسم کے دوسرے حصوں میں پیل جانے کا تو یہی حال اعلیٰ حضرت کا تھا کہ وہ مذہبی ہماری میں مبتلا لوگوں کو پوری روشنی سے سمجھانے تھے مگر کوئی نہیں سمجھتا تھا تو آپ پھر تفریق دے کر علم شرعی بتاتے تاکہ لوگ ان سے بچ سکیں تاکہ ان کی گمراہی کامرض دوسرے لوگوں میں پھیل نہ جائے۔ ظاہر ہے کہ سرچین جتنی شخص کے کسی ایسے عضو و حصہ کو چھو یا پڑا کر یا بات کر جان کر تباہی نہ ہو تو وہ شخص تو ضرور اس سرچین کو محض دل، تپہ دل و معلوم کیا کی کہتا ہے۔ مگر حقیقت وہ سرچین اس کے جسم کے دوسرے حصوں کا غیر خواہ و مجبور ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کے نشر کی زد میں نہ ملنے والے لوگوں کو سب سے دل، تپہ دل وغیرہ کہتے ہیں۔ مگر حقیقت آپ نے

دیگر اہل اسلام کو ان کی گمراہی و ضلالت سے بچا لیتے اور یہ اہل اسلام کا داخلی بھلا ہے نہ کہ برائی۔ یہ دلیل محبت ہے نہ کہ دلیل عداوت۔ یہ تو اہل ایمان سے ہمدردی اور خیر خواہی ہے نہ دشمنی۔

تواریخ کرام علی حضرت نے کبھی بھی اپنی ذات کی وجہ سے کسی کو برا نہیں کہا بلکہ آپ نے جس کو بھی برا کہا یا جس پر بھی شدت کی صفت اور صفت خدا و رسول کے لئے کی ہے جو درحقیقت اشد علی الکفار و حماد بنہم نامطہر اور لعین اللہ و لعنہ اللہ کا مصداق ہے۔

اور یہ اثر و نشان کو نہیں نے اللہ تعالیٰ کو ایسے اوصاف سے محبت قرار دیا کہ کوئی مسلمان خدا کو ان اوصاف سے متصف ہے نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ کہتے ہیں کہ وہ دیوبندیوں کا خدا ہے (المرطوبہ صفحہ ۲) تو جواباً گناہ ہے کہ چونکہ دیوبندیوں نے شیخ الحداد مرادی و مولانا صاحب نے یہ کہا تھا کہ:-

”پوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارفہ نہ تھی، یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے، وہ مقدور اللہ ہے۔ (رجلہ لفظی اور اخلاقی نظام الملک

۲۵ اگست ۱۸۸۹ء)

اس لئے اعلیٰ حضرت نے الزامی جواب دیتے ہوئے اور تقدیس نشانی اور تہنیت کا حفظ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر بندے کا ہر مقدور، مقدور خدا ہے تو پھر نعوذ باللہ اسے درج ذیل معاصیہ الزام آئیں گے کہ پھر خدا زنا، چوری، شراب خوری، جہل و ظلم و غیرہ تباہی پر بھی قادر ہو۔ مگر نہ شاعتنا ت خدا کو طعون کریں گی۔ کہ تو ہمارے برابر بھی نہیں ہے تو خدائی کا دعویٰ کس نہ سے کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی اصل عبارت کو دیکھ لیں پھر تہہ چل جائے گا کہ وہ نعوذ باللہ قباہ سے خدا کو تصفیت قرار دیتے ہیں یا حضرت کے اسکان کا رد کرتے ہوئے ان تمام جیسے اوصاف سے مبرا و

مذہب ثابت کرتے ہیں اور دیوبندیوں اور دیوبندوں کے اکابر کو الزام دیتے ہیں۔ اگرچہ کہ مکمل مقدور العبد و مقدور اللہ کا مفہوم و مطلب یہی ہے جو تو پھر ان مذکورہ بالا اوصاف سے کیسے بچے گا۔ (ظہار الملک و مصلحت)

مگر بے ضرر ہے اس بات کو ایسے ڈھنگ میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے یہ سمجھ کر کہا جائے کہ وہ (نامتعلیٰ بریلوی، ابیاب اللہ تعالیٰ خدا کی ذات اقدس کو ان اوصاف مذکورہ سے متصف کرتے ہیں، لعنہ اللہ علی اکاذبہ)۔

ایں کارنامہ تو کسی اکابر و مولانا جن کا کفر ہے۔

یہ غیر صاحب صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ بریلوی صاحب ایک ماہر علوم عقیدہ کے پاس پڑھنے گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا شغل ہے جواب دیا کہ دیوبندوں کے خلاف لکھتا ہوں۔ ان کی گمراہی اور کفر کا چول کھولتا ہوں، تو اس ماہر عالم نے کہا ایسا کرنا مناسب نہیں ہے تو یہ دیوبندوں سے والیں لوٹ آئے اور اس شخص سے پڑھنے سے انکار کر دیا۔

تواریخ کرام علی حضرت نے اس میں اعتراض کیا یا نہیں ہے۔ یہ تو اعلیٰ حضرت نے منکر کر کے کہا، حصہ ۲ کا وہ محبت و عشق رسول میں دو بے ہوش تھے، اس لئے کہ انہوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ مشہور بات ہے دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔ اور یہ تو اللہ تعالیٰ کی علی تفسیر ہے، مزید یہ کہ اس کی تفصیل بحث پہلے گزری تھی ہے۔ اعادہ مناسب نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت کی نسبت پر اعتراض

تواریخ کرام علی غیر صاحب صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ جہاں تک ان کی گفت وفاق ہے تو وہ ثابت و سچیدہ اور مبہم قسم کی عبارات کا سہارا لیتے۔ بے معنی الفاظ و تراکیب استعمال کر کے تاثر دیتے دیتا چاہتے ہیں کہ انہیں علوم و معارف میں

فی الجہت، لہٰذا، ریدر شجاعہ علیہ السلام کو یونیسٹی، علی گڑھ اور لایڈ، پروفیسر علی عباس
جلال پوری، ایم اے فلسفہ، گولڈ میڈلسٹ، اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، سابق جج
آرڈر سندھ یونیسٹی، ڈاکٹر امجد الدین الوانی، اعلیٰ حدیث، جامعہ ازہر اور ابوالاعلیٰ،
موجودی صاحب جیسے لوگ کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں مندرجہ بالا بیان بے غیر

صفحہ ۶۸ پر ہی لکھتے ہیں کہ ان کے ایک مستفاد لکھتے ہیں کہ :-

نہر صفحہ ۲۲۶ اور خیابان رضا صفحہ ۷۸ وغیرہ ہم نے اختصار کی خاطر اصل عبارت

۹۰- "در بحوالہ النواہر رضا، صفحہ ۲۸۶،

غلط نہیں ہے۔ ایک حاملہ بھی غلط ثابت کرنے والے کو یا سچ ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ یہ عزیمت حسبِ سطر کی تمام علما رکھتے تھے بلکہ اس سے بھی کافی حد تک عروج تھے۔ ایسے لوگ عقیدتی اور وطنی، علمی و فنی گفتگو کو کہہ کر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی بے وقوف و حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی "نیدھ سے الحار میہ" بہمت اور تعجبیات الکیا کر سمجھنے سے تھک رہتا تو اس کو حق کہاں سے مل گیا ہے کہ وہ ان کتابوں کی مشکل بیماریات کو وجہ سے ان کو بھم اور غیر فہم قرار دے۔

صعہ ۱۸ پکھنسیہ کے کہ وہ کلام میں فصیح و فہم اور کثرت و غلظت میں بھی فصیح
نہ تھے اسی لئے دود و غلظت کے لئے نہ جہر میں نہ غریبہ میں، البتہ عید میلاد میں
مزہ و تفریح کے لئے تھے، یا پھر اپنے مہرند کے عرس میں چند کلمات کہتے تھے...

الجواب :- قارئین کرام جن کی علمی وجاہت و جلالت اور قوت استدلال اور قدرت کلام کا اعتراف علائقہ اقبال، ٹوٹر حید علی خاں، ایم ایس

عمومی طور پر تو علماء کسی ایک فن میں ماہر ہوتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت تو دونوں

میدانوں (یعنی تقریر و تحریر) کے شہسوار تھے۔ اس کا ثبوت حیات اعلیٰ حضرت

صفحہ ۹۵، ج ۱، از علامہ بخاری صفحہ ۹۷ اور صفحہ ۲۸ اور صفحہ ۱۸۹۷ اور صفحہ ۱۹ ہیں

مولانا عبد القیوم بدایونی، مولانا عبد القادر بدایونی اور سید ابوب علی رضوی اور دیگر

سید عبداللہ ایم ایس، ڈی،
چئیرمین شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ نجیاب

برٹیرکسٹی لائبریری کے بیانات سے ملتا ہے سید عبداللہ صاحب کا بیان حیات

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان مصطفیٰ میں دیکھا جا سکتا ہے جو کلمہ کبر محمد سید عالم

کی تالیف ہے۔ اخراجی خاموشیات کو نقل نہیں کیا، صرف حوالے پر لکھا گیا ہے
رہا یہ کہ وہ تقریریں کرتے تھے۔۔۔۔۔ الخ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ آپ تو جمعہ
بھی پڑھاتے تھے۔ پانچ پانچ، چھ چھ گھنٹے بھی، اٹھ اٹھ گھنٹے بھی آپ نے دیکھا
ہے۔ ملاقات جو حیات اعلیٰ حضرت (زہرا) صاحبہ ص ۹۵، ص ۹۶، ص ۹۷، ص ۹۸
وفیہ۔ ان حالات سے ثابت ہو گیا ہے کہ غیر صاحب کا دعویٰ ہرگز جھوٹ
کا پلندہ ہے۔

اعتراف بر تعداد مؤلفات اور اس کا جواب

تقاریریں کلام یہ فی غیر ملان البریلوئیس کے صفحہ ۱۲۱ اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے
کہ بعض بریلوی کہتے ہیں کہ آپ کی کتابوں کی تعداد دوسرے قریب ہے۔ جیسا کہ
الدولہ الکلیہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سارے تہی سوسے جیہ الحجل المحدثات الخ
میں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ چار سو ہیں جیسا کہ الحجل المحدثات الخ میں ہے
بعض نے کہا کہ پانچ سو سے یہ تعداد زیادہ ہے۔ جیسا کہ یہ قول بھی الحجل ہی میں ہے
بعض نے کہا چھ سو سے متجاوز ہے اور ایک اور نے تو اس کو کافی جان کر یہ کہہ دیا
کہ یہ تعداد ایک ہزار سے بھی زائد ہے۔ حالانکہ ان کی کتابوں کی تعداد کس سے
زیادہ نہیں۔ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے کوئی کتاب لکھی
ہی نہیں، صرف فتوے لکھے ہیں بعض سوالوں کے جواب میں۔۔۔۔۔ الخ

الجواب: تقاریریں کلام ان متعدد مختلف اقوال مذکورہ بالا سے دلیل
پکڑ کر تعارض یا تناقض ثابت کرنا درحقیقت بے فیر سے انسان کی جہالت کی روشنی
دلیل ہے۔ اور اس لئے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر قائل نے اپنے معلومات و علم کے مطابق
بات کہی ہو جس کے علم میں جو بات وہ اس نے کہہ دیا اور بیان کر دیا جیسے حدیث

متواتر کی تعداد میں اقوال مختلف و متضاد ہیں۔ کیا اس سے حدیث متواتر کے
وجود کا انکار کرنا درست ہے ہرگز نہیں۔ یہ بھی یہاں کتابوں کے وجود کا انکار بھی
نہیں کر سکتے۔ بنائیا اس لئے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ زمانے کے اختلافات کی وجہ سے
یہ تعداد مختلف ہو۔ پہلے یہ تعداد دوسو تھی۔ پھر پڑھ کر بعد میں ساٹھ تین سو ہو گئی
پھر اس کے بعد پڑھ کر چار سو ہو گئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد پڑھ کر پانچ سو ہو گئی پھر
مزید کچھ عرصہ بعد یہ چھ سو ہو گئی۔ پھر ایک عرصہ بعد یہ تعداد پڑھ کر ایک ہزار یا اس
سے بھی زیادہ ہو گئی۔ آخر یہ عمل تدریجی ہے۔ تو درجہ عمل پڑھنا تو بے شمار تعداد
بھی پڑھتی رہی۔ اس امکان کا انکار بلا دلیل تو صرف عناد اور مکارہ ہے۔

یہ یہ حال عقل ہے نہ محال شرعی ہے نہ محال عادی ہے۔ جو شخص سختی عقل یا شرعی
یا عادی کا ادعاء کرتا ہے۔ وہ اس کو دلیل سے ثابت کرے یا دلیل نہ کوئی دعویٰ
مستور و مقبول ہے نہ کوئی انکار قابل سماع و قبول ہے۔

فاضل بریلوی کی حماقت تو دیکھئے کہ ایک طرف تو صفحہ ۲۹ پر سطر نمبر ۴ میں لکھتے
ہیں کہ مع کتبہ التي یطلق علیہا اسم الکتاب لا یتجاوز العشرۃ الخ
یعنی باوجود اس کے کہ اس کی وہ کتابیں جن پر کتاب کا پورا نام بولا جاسکتا ہے
وہ دس سے زیادہ نہیں۔ اس عبارت میں بے فیر سے نے اعلیٰ حضرت کی کتابوں
کی تعداد دس تو تسلیم کر لی ہے۔ مگر کمال حماقت دیکھئے کہ اس صفحہ ۲۹ سطر نمبر ۶
پر لکھتے ہیں کہ ان البریلوی لکھتے کتاب کا باء یعنی بریلوی نے کوئی کتاب
نہیں لکھی۔ صرف فتوے لکھے ہیں۔

تقاریریں کلام ملاحظہ کیا آپ نے کہ سطر نمبر ۴ میں تسلیم کرنا ہے کہ فاضل بریلوی
نے دس کتابیں لکھی ہیں اور سطر نمبر ۶ میں سرسے کسی کتاب کے لکھنے کا انکار
کر رہا ہے۔ کتاب اسم کتب تحت النفس واقع ہے جو مفید استغراق مترا ہے جس کا

مفاد یہ کہ فاضل بریلوی نے کوئی کتاب نہیں لکھی کیا یہاں بے فیوض نے اپنی مکتوب آپ نہیں کر دی کسی نے پہنچ کہا تھا کہ درود بخ گوراء حافظہ نہ باشد۔ جھوٹ بولنے والے کا حافظہ کام نہیں کرتا۔

ثانی یہ کہ جہات کے اختلاف کی وجہ سے کتابوں کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے یعنی یہ کہ کتابوں، مجلدوں کے دو میں جو لکھی گئی ہیں۔ ان کی تعداد دو سو ہے ان سے کتب تصانیف کی تعداد چار سو یا اس سے ڈالٹ ہے۔ بہر حال یہ اعتراض بے فیوض کی جہالت کو روشنی تر کر رہا ہے۔

ایک اور اعتراض

وہ استغناءات کے جوابات بھی ملازموں سے لکھواتے تھے، خود نہیں لکھتے تھے۔ ۲۹

الجواب یہ بھی مفید بحث ہے۔ اس مقصد کے لئے کوئی ملازم نہیں تھا۔ البتہ معاونین ضرور تھے جو جوابات نکالتے تھے اور اس طرح تعاون کرتے تھے۔ مگر یہ کام تو اکثر و بیشتر مفتی صاحبان کے کٹان ہوتا ہے۔ بعض دفعہ مفتی صاحبان اپنے شاگردوں کی تربیت کی غرض سے ایسا کرتے ہیں اور یہی اعلیٰ حضرت کا مقصد ہوتا تھا۔ اس کو خود مفتی فریسی سے غیر کی دلیل بنانا پرے درجہ کی جہالت ہے جو صرف بے فیوض میں پائے جاتی ہے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کافی نہیں کہ ان کے فتوے میں ابہام ہے، تقدیر ہے، اغلاط ہے بلکہ ضروری تھا کہ یہ غیر صاحب اس کو کافی مثال پیش کرتے اور اس کے ابہام یا تقدیر یا اغلاط وغیرہ کی وضاحت کرتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے اور ظاہر ہے کہ خالی عقلی و دعویٰ عقائد و اس کے مان قبول نہیں ہے۔

اعتراض : جھوٹے چھوٹے رسائل جو چھ صفحات پر مشتمل ہیں، ان کو بھی کتابوں میں شمار کیا گیا ہے اور ان کو بھی کئی میں قرار دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کتابیں نہیں صرف رسائل ہیں۔

الجواب : اولاً تاریخین کو اس میں صفحات کے رسائل پر کتاب کا اطلاق مندرجہ ذیل سے منع اور نہ ہی عادیہ منع ہے، اگر کوئی دلیل اس مانع پر برقی تو بے غیر جواب ضرور پیش کرتے۔ ثانیاً یہ کتاب اسی تصنیف کو کہا جاتا ہے جو ضخیم ہو متنبہ و معاملات پر مشتمل ہو۔ اگر ایسا ہے تو پھر اربعین قوی جو مشکل سے پندرہ صفحات پر مشتمل ہوگا اسی طرح ایک روزہ اسماعیل دہلوی اسی طرح قادیانی شاہ طبع اللہین جو نو عدد و رسائل اور چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ بھی القحط الضمیر جو الفوض الکبیر میں شامل کر دیا گیا ہے جو چند صفحات پر مشتمل ہے۔ یہی رسائل اشارۃ الجہم، جو ساڑھے تین صفحات کا ہے جو قادیانی غریزی میں درج ہے اور تصنیف ہے حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی۔ ان تمام کو تصانیف میں شمار نہیں کرنا چاہیے حالانکہ ان کو تصانیف میں شمار کیا گیا ہے۔ ملا علی قوام فروری اور اس کی تصنیفات از عبد الرشید عراقی و ترجمان البیروتی لاہور و شمارہ جون ۱۸۵۷ء ص ۵۴، اگر ان رسائل کو الگ الگ تصانیف میں شمار کر سکتے ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت کے رسائل کو ان کی تصانیف میں کیوں شمار نہیں کر سکتے؟

ایک اور اعتراض

وہ تو دوسرے شہروں میں سوالات بھیج کر جوابات حاصل کرتے تھے۔ ان کے پاس کافی مقدار میں کتابیں تھیں اس لئے دوسرے شہروں کے احباب و مساندین کو کہتے کہ تمہارے پاس فلاں فلاں کتاب جو تو اس کی عبارت نقل کر کے ارسال

کریں مجھے ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ۔

الجواب :- یہ تو اعلیٰ حضرت کی ذات کے کمال کی دلیل ہے اور دیا تبارکی کی علامت ہے۔ کہ اگر خود اپنے پاس کتاب ہے تو اندازے اور تجسس سے عبارات و حوالہ جات نہیں کہے کہ اپنی طرف سے عربی عبارات گھڑی ہیں حالانکہ وہ خود عربی عبارات بنائے ہوئے تبارقتے۔ بلکہ جو کتاب آپ کے کتب خانے میں نہیں ملی، تو اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے دوسرے شہروں کے احباب سے تعاون حاصل کیا اور کئی بین یا ان کی عبارات حاصل کر کے پوری تحقیق کے بعد مسئلہ لکھا ہے بغیر تحقیق اور بغیر حوالہ دیکھنے کے کوئی مسئلہ نہیں لکھا دوسرے المدلولہ الیکید کے تارکین کلام خود غور کریں۔ ایسا کرنا کمال ہے یا عیب ہے، محمود ہے یا مذہب ہے پسج ہے کہ:-
خود کو جنوں جنوں کو خود کر دیا جو چاہے تیرا جس کو شرمنا کرے

نباشت قلبی کا اظہار

بے غیر صاحب صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ جناب بریلوی کا قلم ان سولہ احکام کے جوابات میں خوب روانی سے چلتا تھا، جن میں توحید و سنت کی مخالفت اور باطل نظریات و عقائد کی نشر و اشاعت ہوتی۔ چند مخصوص اختلافی سادگی، علم غیب، حاضر زافر، زمانہ و بشر اور تصرفات و کرامات اور ترک باتھور و اصحاب القبر اور تناسل و قسود وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں ان کے علاوہ دیگر مسائل میں ان کو کوئی دھڑس حاصل نہ تھی۔ (البریلوی تصدق)

الجواب :- یہ بھی جھوٹ ہے کہ آپ کا قلم صرف ان مسائل اختلافیہ میں روانی سے چلتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے قلم کی روانی پر نہیں مسئلہ میں یکساں تھی۔ فتاویٰ رمثویہ کا مطالعہ کرنے والے پر وہ مشن ہے کہ ہر مسئلہ پر آپ کا قلم نہایت

روانی سے چلتا تھا اور روانی بھی حقیقی ہوتی تھی سلی نہیں آپ نے نلاج، طلاق، بیات، مزارعت، عقائد و مسالمت، زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے مسائل پر قلم اٹھایا ہے۔ حرکت و سکون، زمین آسمان پر بھی قلم اٹھا ہے۔ مسئلہ نقل رسالہ اس موضوع پر لکھا ہے جو ہر شخص کے موضوع پر بھی مسئلہ نقل رسالہ لکھا ہے۔ الغرض تقریباً ہر موضوع پر آپ نے لکھا ہے اور تحقیق و بدقیق سے لکھا ہے کوئی مال کالال ان کی قلم کا مقابلہ آج تک نہیں کر سکا۔ صرف وہاں بیوں کا روی نہیں کیا بلکہ رافضیوں، مزائیں، شکاریوں اور دیگر گروہ فرقوں کے رد میں بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ انہوں کو اگر کچھ نظر نہیں آتا تو کیا کیا جائے۔

گرہ بیند برادر پشترہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گنگاہ
جہاد اور مجاہدین کی مخالفت اور انگریز کی حمایت

کال الزام

تبارکین کہ آپ بے غیر صاحب البریلوی کے صفحہ ۲ سے صفحہ ۴ تک جو کچھ لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فاضل بریلوی کا دور انگریزی استعمار کا دور تھا اور مسلمانوں کی آزادی و کش کا زمانہ تھا۔ انگریز اصل اسلام کے وجود کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس دور میں:-
۱۔ اگر کوئی گروہ انگریز کے خلاف آواز بلند کر دیتا تھا۔ اور پوری ہمت و ہراری کے جذبہ اور جہاد کے جذبہ سے سرشار ہو کر ان کا مقابلہ کر دیتا تھا تو وہ صرف وہاں پر اسے کا گروہ تھا۔ انہوں نے علم جہاد دیت کیا، اپنی جانیں واپس ضبط کر لیں وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ جناب بریلوی کے مخالفین کے مطابق احمد رضا خاں بریلوی صاحب ان دگروں میں سر فرست تھے جن کو انگریز نے انجی اسمبلی اور اہل اسلام میں افتراق

انتشار پیدا کر کے ان کو کمزور کرنے کے لئے منتخب کیا۔

۳۔ فاضل بریلوی نے استعمار کے مخالفین و باغی حضرات کو سب و شتم اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جو انگریز کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ انگریزوں نے ان و باغیوں کا سینور پر بلایا۔ چلے گئے۔ ایک لاکھ و باغی علماء و عوام کو پھانسی دی گئی۔ انگریز مصنف ہنر نے اعراض حقیقت کرتے ہوئے اپنی کتاب "ANDIAN MASSING" میں لکھا ہے کہ:-

ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمان قوم کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں۔ اگر خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں کے ایک اقلیت گروہ و باغیوں سے ہے۔ یہ گروہ جو وحشیانہ خلافت جدید میں مصروف ہیں۔ (بحوالہ انڈیا مسلمز ص ۳۲) سید تاج حسین دہلوی کی گرفتاری کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ (ملاحظہ ہو و باغی تحریک صفحہ ۳۱)۔

۴۔ بین اس وقت جب انگریز کے مخالفین انگریز کی حکومت کے خلاف ہڑتاز تھے، جہاد میں مصروف تھے۔ جناب احمد رضا خان نے غلام مسلمان رہنماؤں کا نام لیکر کفر کی دغا بازی تحریک کے علاوہ جمیع غیر مسلم ہندو مجلس احرار، تحریک خلافت، مسلم لیگ، نیشنل پرسن مسلمانوں میں سے اور آزاد ہند قوت خاصہ ہندوؤں میں سے اور گاندھی کی کانگریس قابل ذکر ہیں۔

جناب بریلوی نے ان سب کی مخالفت کی، ان کے اکابر کی تکفیر و نقیضیت کی اور ان میں شمولیت کو حرام قرار دیا۔

۵۔ فاضل بریلوی صاحب نے ہندوستان کو دارالسلام قرار دینے کے لئے یہیں صفحات کا سارا لکھا تاکہ لوگ جہاد میں شامل نہ ہوں جس کا نام دارالاسلام باہن ہندوستان دارالاسلام۔ اس میں جہاد کی سخت مخالفت

کی حامل کر شرعی طور پر جہاد آزادی کا دار و مدار اس بات پر تھا کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جائے۔

۶۔ انہوں نے دوام العیش نامی رسالہ لکھا جس میں انہوں نے انگریز کی حمایت کی۔ انگریز کے مخالفین کی مخالفت کی۔ (ملاحظہ ہو دوام العیش صفحہ ۶۲)۔

صفحہ ۹۵ مطبوعہ لاہور، نیز الحجۃ المکرمہ صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے کہ ہم مسلمانین ہند پر جہاد فرض نہیں ہے اور جو اس کی فرضیت کا تاویل ہے وہ مسلمانوں کا مخالفت ہے۔ ۱۰۔ ملاحظہ ہو الحجۃ المکرمہ صفحہ ۲۰۸ نیز اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ حضرت جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد کے استدلال کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ ان پر جنگ مسلط کی گئی تھی اور ماکم وقت پر اس وقت تک جہاد فرض نہیں جب تک اس میں کفار کے مفاد کی طاقت نہ ہو۔ چنانچہ ہم پر جہاد کیسے فرض ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم انگریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے (الحجۃ المکرمہ صفحہ ۲۰۸)۔

۷۔ ان کے اپنے لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ان سے ان کے پیروکار بدعت پر گئے تھے۔ گشتہ ہو گئے تھے۔ دیکھو مقدمہ دوام العیش صفحہ ۱۸

الجواب:- تاریخی اہم خلافت کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان کا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کے اور اجلاؤں کو آرائش میں صرف و باغیوں کا گروہ ہی جہاد سے سرشار ہو کر انگریز کے خلاف لڑ رہا تھا اور بہادری سے انگریز کا مقابلہ کر رہا تھا، علم جہاد ہی نے بلند کر رکھا تھا اور صرف انہوں نے عاید اور مضبوط کر لی تھیں سفید جھوٹ اور بے پردہ گپ کے سوا کچھ نہیں ہے اور دعویٰ بلا دلیل ہے اس لئے کہ ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور دلیل میں کوئی ایسی کتاب یا حوالہ پیش کرنا ضروری ہے جس سے جیسے الفیض ہے جو کہ ان کے باپ کے کہ فریق

غلاف کے بل سیکر ہے۔ صرف ایسی کتاب کا حوالہ دینا جو فریقین یا فرقہ مخالف کے نزدیک مسئلہ ہو اس کا حوالہ پیش کرنا اور اسی پر انحصار کرنا اصولی طور پر ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ اہل علم کے نزدیک یہ اصولی طور پر کسی مخالفت اور دشمنی کے کتاب کا حوالہ بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ بنیادی طور پر یہ کہتے ہیں کہ بریلوی فتوے تکفیری افسانے، آئینہ صداقت، مقدسہ الشہاب الثاقب، مقدمہ رسائل چاند پوری وغیرہ۔

یہ وہ کتاب ہیں جن پر جو تفسیریں لکھی گئی ہیں نہ ہی فرقہ مخالف یعنی بریلویوں کے نزدیک مسئلہ ہیں نہ ان کی بوں کے حوالے ثاقب و طائی نے اپنے ترجمہ کے صفحہ پر حاشیہ میں دیئے ہیں، جو اہل علم کے نزدیک قطعاً قابل تسلیم نہیں ہیں۔ اور ان کتابوں کے حوالے خود البریلوی کے حاشیہ میں بھی دیئے گئے ہیں تاہم کلام الہی کتابوں کے حوالے دیئے سے بات نہیں بنتی جو خود و ماہرین نے لکھی ہیں۔ یہاں چاہیے تھا کہ غیر مفقودہ غیر انسان کسی بریلوی عالم و فکرمند کی لکھی ہوئی کتاب کا حوالہ پیش کرتے جس کو ماننے پر بریلوی حضرات مجبور ہو سکتے۔ مگر وہ ایسا کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکے اور نہ ہی یہی کر سکیں گے۔ رہا ہجرت انگریزی کی کتاب "انڈیا مسلمز" کا حوالہ

کہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ صرف یہیں دیکھیں وہاں ہوں سے غلط ہے تو اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ اول تو یہ احتمال بھی موجود ہے کہ یہ کتاب خود کسی دہائی نے لکھی ہو جو اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ہندوستان کے نام پر شائع کر دی ہو جیسا کہ بعض اور کتابیں بھی دہائیوں نے لکھ کر ان کو بعض اکابر اسلام کے نام پر منسوب کر کے شائع کرائی ہیں۔ مثلاً بلاغ المبین جو خود ان لوگوں نے لکھی ہے اور حضرت شاہ شاد ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر شائع کر دی ہے۔ سالانہ حضرت شاہ

کے تلامذہ میں سے کوئی بھی یہ نہیں بتا تا کہ یہ ان کی تصنیف ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ کتاب واقعی ہندوستانی کی لکھی ہوئی ہے تب بھی جواب دینا مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حقیقت دہائی انگریز کے ملک خوار، فساد دار اور مخلص دوست تھے۔ ہر کتاب سے کہ یہ ان کی سازش و چالوسی کا نتیجہ ہو اور انہوں نے انگریز مصنف کی منت ساجت اور چالوسی کر کے اس کو مندرجہ کر کے اپنی کتاب میں چارے متعلق یہ جملے لکھ دیے کہ مستقبل میں ہمیں بڑا کام کرنا ہو گا نہ کہ کیا جا سکے۔ جب یہ لوگ اپنے لئے انگریز سے اہل حدیث نام الاٹ کر سکتے ہیں اور انگریز ان پر اس طرح ہیرا مان ہو کر اپنی طرف سے ان کے فرقہ کو اہل حدیث نام الاٹ کر سکتا ہے تو ہر اپنی کتاب میں ان کے حق میں سے چند جملے لکھ کر ان کی حوصلہ افزائی کرنا کون سا عیوان عقل ہے۔ ملاحظہ فرمائے ایشیائی ریسرچ، ۹، شمارہ ۲، ۲۰۲۰ء

میں لکھا ہے کہ فرقہ اہل حدیث :-

۱۔ گورنمنٹ کے اس محکمے نے اپنی کامل حق رسی کا معترف ہے اور اپنے ہر دے میں زیادہ اسلامی نوکری کے خواہ والے لارڈ ڈفرن نے اور اپنے پارے رحم دل اور فیاض لعینٹ گورنر چارلس ایچیسن، کا تہ دل شکستہ گواہ ہے اور جو دے شکریہ اس احسان اور احسانات سابقہ کو بھٹ کے دجو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر بند دل ہیں، علی الخصوص احسان آزادی مذہبی کے (جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑا حکم ایک خصوصیت کے ساتھ قائم اٹھا رہا ہے) اہل حدیث لاہور نے جس جرم کی تفریب پر کمان مسرت ظاہر کی اور غیورہ مندر کی پٹیاں سالہ حکومت کی خوشی میں اہل اسلام کی شکستہ حیانت کی جس میں سے رگڑ سا، شرنا، علماء

و عام اعلیٰ اسلام رونق افروز ہوئے اور اشاعت السنۃ کے مصطفیٰ میں نکلا ہے کہ بعد اہل دعوت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکا مگر ناظرین دعا میں ایک قیاس میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا۔

۲۔ اہل حدیث حضرت نے جہاں یہ دعوت اس خوشی میں کی اس جگہ کو مولوی الہی بخش کی کوٹھی کہا جاتا ہے۔ اس کو کھٹی کے عین دروازہ کے سامنے سے بات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لئے ٹراب لیفٹنگ گورنر بہادر کا گنہ گار مقرر تھا۔ اس جگہ اہل حدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری چٹوڑی میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دیکھائیے مرقوم تھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اہل حدیث جانتے ہیں کہ فیروز پور کی غور دراز ہر دوسری طرف لا جوردی رنگ سے یہ بیت کعبہ تھا۔

دل سے یہ دعائے اہل حدیث جہن جہن مبارک ہو
ملاحظہ ہوا اشاعت السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷، صفحہ ۳۰ (نیز صفحہ ۵۸)
ان خالجات سے واضح ہے کہ اہل حدیثوں نے اپنا یہ نام انگریزوں سے الٹ کر لیا اور اسی خوشی میں انگریز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث انگریز کے معترف انجینٹ تھے۔

۳۔ مولوی محمد حسین ثنائی نے باقاعدہ درخواست دے کر انگریزی حکومت سے اپنا نام اہل حدیث لٹا کر لیا اور حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ مولوی محمد حسین نے جو درخواست حکومت کو دی اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں :-

۱۔ یہ فرخزاد اہل حدیث گورنٹ کادی خیر خواہ گورنٹ سے اس درخواست کرنے کی حیرت کرتا ہے کہ گورنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت ایسے لفظ اولیٰ کا استعمال قطعاً ترک کرے۔ یہ درخواست ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء کو منظور ہوئی جس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ثنائی صاحب یہ لکھتے ہیں کہ اس درجہ کو ہمارے رحم دل اور فیاض لیفٹنگ گورنر پنجاب سر جیمس ایچ سن بہادر ہائما نے معزیت قبول میں جگہ دی اور بڑے ذور کے ساتھ گورنٹ ہند کی خدمت میں اس کی قبولیت کے لئے سفارش کی۔ مسلمانوں کے حال پر ہم فرما دہر دل عز و کرامت کو رنجزلہ روڈ فرسے ہائما نے بھی سر جیمس ایچ سن صاحب ہائما کی رائے زری سے اتفاق کیا اور سرکاری کاغذات میں اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم فرمایا۔ ملاحظہ ہوا اشاعت السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷۔

۲۔ ص ۹۰۔ ۹۱۔ نام کی تبدیلی کا نامہ بیان کرتے ہوئے ثنائی صاحب لکھتے ہیں کہ مخبر ان نتائج کے جو ۱۸۸۶ء میں ظاہر ہوئے ہیں ایک عمدہ نتیجہ یہ ہے کہ اس در سال اشاعت السنۃ کے گروہ اہل حدیث کی دنیا داری گورنٹ پر ثابت کر دی اور ان کے حق میں لفظ اولیٰ کا استعمال مکمل موقوف کر دیا۔ ملاحظہ ہوا اشاعت السنۃ، ج ۱۰، شمارہ نمبر ۷۔

۳۔ اس سے زیادہ اور کیا یہ حکم آئے کہ گورنٹ پنجاب سے ایک سرکاری کرا دیا کہ اہل حدیث کو کو بائی کیا لائبل ویزل حیثیت ہے۔ خود گورنٹ پنجاب اور اس کے اعلیٰ حکام نے اپنی پھٹیوں میں اعتراض کیا ہے کہ اہل حدیث برٹش گورنٹ کے برخلاف نہیں ہیں بلکہ خیر خواہ ہیں۔ ملاحظہ ہوا اشاعت السنۃ، ج ۱۰، شمارہ نمبر ۷۔ اس ان یقین اقتباسات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ غیر مشرور و با بیوں کے ایک مبصر و معروض مولوی محمد حسین ثنائی

نے انگریز کو در خواست دی اور وہ منظور ہوئی اور نام اہل حدیث، اہل سنت، اہل فہم اگر
پہلے ان کو دیکھی کہاجاتا تھا اور سرکاری کاغذات میں بھی وہابی لکھا تھا اس کو
منوع قرار دیا گیا انگریز سے اور یہ کہ اہل حدیث انگریز حکومت کے وفادار
تھے اسی کے صلہ میں وہابی کا استعمال ترک کر دیا گیا۔ تاہم کرام آپ ان
ان حوالہ جات سے بخود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انگریز کا ایجنٹ، ٹنک خواہ
وفادار کون تھا۔ اہل حدیث یا بریلوی، مولوی محمد حسین شاہی پیشوا کے اہل حدیث
یا فاضل بریلوی۔ پھر یہ امتیاز کسی دشمن اہل حدیث کے نہیں کسی مخالف
اہل حدیث کے نہیں کسی حامد کے نہیں پیشوا کے اہل حدیث کے ہیں۔
جن کو وہ نہیں کیا جاسکتا۔ کسی بریلوی یا دیوبندی کے رسالے کے نہیں جن کو
دشمن کی کارروائی تصور کیا جاسکے۔ سچ ہے اس کو کہ لوگ لگ گئی گھر کے
چراغ سے۔

نوٹ:۔ شرم کی بات ہے کہ میلاد کے لئے دروازے بنانا تو بدعت قرار دیا جائے
اور انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دروازہ بنایا گیا پھر کس پر دعائے کلمات
بھی لکھے گئے جو پہلے نقل کر دیئے گئے ہیں۔

تاریخ کرام غور کریں بے ضمیر ایک طرف تو یہ لکھتا ہے کہ انگریز کے خلاف
جہاد اگر کوئی گروہ کرنا تھا تو وہ صرف وہابیوں کا گروہ تھا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مان
گیا کہ وہابیوں کے علاوہ احراری، جمیع علماء ہند، تحریک خلافت، مسیحی اور
گاندھی کی کانگریس بھی شامل تھی، پہلے مھر کرتا ہے پھر اسی مھر کی خودی لکھتا ہے۔
گزشتہ گویا اپنی تکذیب آپ کو رہا ہے۔ سچ ہے دروغ کو لاحقاً نہ باشد۔
خلاصہ مضمر کا جواب:۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے کیونکہ اس سے بہتر ان
عظیم ہے اس پر کوئی جھوٹ پیش نہیں کیا جاسکتا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

ایضاً اس کے برعکس خود غیر متقدموں کا انگریز کا مستند غیر خواہ ہونا بھی گزشتہ
صفحات میں ہم اشاعت السنہ کے حوالہ جات سے ثابت کر چکے ہیں اور خدا کے فضل و
کرم سے مزید متعدد حوالہ جات ہم پیش کر سکتے ہیں۔

خلاصہ مضمر کا جواب:۔ یہ ہے کہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے وہابیوں
کے خلاف جو کچھ لکھا اور لکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں لکھا یا کہا کہ وہ انگریز کے
خلاف ہیں، انگریز کے دشمن ہیں بلکہ آپ نے جو تکفیر کی، جو تفسیق کی، جو تشکیک
کی وہ صرف اور صرف اس وجہ سے کی کہ ان کی کتابوں میں گستاخانہ کلمات
الفاظ و عبارات کا بغیر مادیقی کہیں حاد مذکورہ کی شان میں گستاخی کی گئی تھ کہیں
انبیاء کرام کی شان میں گستاخی اور توہین کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ پھر جو عبارات
گستاخی کے مفہوم میں مرتجع تھیں ان کی وجہ سے تکفیر کی اور جو عبارات، کلمات
والفاظ گستاخی توہین کے مفہوم میں مرتجع نہ تھے ان کی وجہ سے تشکیک و تفسیق
فرمائی، مگر چونکہ زمانہ انگریز کا تھا اس لئے اس کا رد دینی کو مخالفین نے انگریز کی
حمایت کی صورت میں مشہور کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت انگریز کے
دشمن دشمن تھے جس پر ہم قبل ازیں کچھ حوالہ جات بھی پیش کر چکے ہیں اور انہوں
بھی پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ منظر نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ہمارے اقتدار کو بظاہر صرف وہابیوں
سے ہے اور کسی سے نہیں اور وہابی ہی ہمارے خلاف چودہ چودہ میں صرف وہ
ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہی گزشتہ صفحات میں اشاعت السنہ کے
انتیاسات ثلاثہ میں ہم نے نقل کیا ہے کہ مولوی محمد حسین شاہی صاحب انگریز
کو بد دل عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ، پیارے دردمند، اور فاضلے اور کلمات
دعائے مظلومہ بالاء اور مرقرہ راجل حدیث، گورنمنٹ کالج خیر خواہ، اپنی خیر خواہ

رہا کہ جیلے الفاظ سے یاد کرتے ہیں کیا یہ کلمات، جیسے ہنہر کی کتاب کے اقتباس کو جملہ لائے کے لئے کافی نہیں یقیناً کافی ہیں۔ کیونکہ گھگھیدی لٹکا دھائے، پنج ہے کہ اشاعت السنہ کے گروہ اول حدیث کی وفاداری کو نمٹ پڑا بہت بڑی ہے۔ الخ یہ الفاظ پائے جانے کے بعد بھی انگریز کا ذکاوت نہ ٹک خواہ ایکٹ خالص ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں ہے مگر یہ نہیں کیا ہنہر کے مترادف کے مقابلے میں مولوی محمد حسین ثنائی کا اعتراف وزنی نہیں ہے، یقیناً وزنی ہے۔ دل کے پھوپھوے بل گئے سینے کے فارغ سے اس گھر کو لگ لگ گئی گھر کے چارچ سے باقی نذر چین کی گرفتار کا واقعہ مشہور ہے یا نہیں۔ وہ صورت دہلی تحریک میں بیان کیا گیا ہے کسی مخالف سے حوالہ دو اور یا کسی غیر جانبدار کا حوالہ پیش کر دو۔ گھر کی شہادت قابل قبول نہیں ہے اور غریب کا جواب بھی ان بیٹوں کے جوابات میں آچکا ہے الگ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہ بتانا ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت کو انگریز سے یہ حدیث تھی اور وہ انگریز کے کتے دشمن تھے دلیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

”اکرام امام احمد رضا“ ص ۹۱، ایک موقع پر فرموا کہ وہ دیکھ کر فرمایا: کم بہت، بالکل ہنر ہیں۔ ایک اور جگہ کہا کہ جواب میں فرمایا عدالت بطور علم راج ہے۔ لفظی وضعی مقصود نہیں ہوتے، لہذا تکفیر ناممکن، البتہ عادل کہنا ضروری ہے کہ کفر ہے مگر محض یہودیہ پر مشابہ ہوتا ہے، لہذا تنقید اسلام و کساح کافی، بل ان خلاف تمام اصول کے کو مقفاؤ عادل جانے، تو قطعاً وہی کفر ہے کہ وہ شک فہم کفر، دفعہ تکفیر ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ ص ۹۶، ج ۶ اس عبارت میں انگریز کو عادل کہنے کو قرار دیا ہے۔ ایک صورت میں کفر ظنی اہتمام دی دوسری صورت میں کفر قطعی فرمایا ہے۔ کیا جو شخص انگریز کو عادل کہے کو مٹا

قرارداد سے وہ انگریز کا حامی ہو سکتا ہے۔ وہ وثا دار قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ انگریز کی کچھری میں حاضر نہ ہوتے تھے، جہان رضا ص ۱۱ میں ہے کہ اہل بدایون نے ایک مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے آپ کے خلاف اپنے شہر میں استحقاقاً ٹکڑا کر کیا کچھری سے سوئے جاری ہوئے۔ مگر امام احمد رضا کسی صورت بھی کچھری نہ گئے۔ اعلیٰ حضرت انگریز سے اپنی نفرت و عداوت کا اظہار کرتے ہوئے کارٹر اور اٹا کوئلہ کرتے تھے تاکہ مگر دیکھو، اٹا کوئلہ ہفتہ اور بارہا ہجرت کر چکے ہو جائے ملاحظہ جہان رضا ص ۱۱۔

مزید ملاحظہ ہو۔

جناب شریک مدنی، مدیر ہفت روزہ ”الحق“ لکھتے ہیں کہ تاریخ تالیف ہے کہ بریلوی تحریک کی ابتدا مسلمانوں میں دہلیوں کے بڑھتے ہوئے اثر کے رد میں ہوئی تھی۔ اس تحریک کے بانی مولانا احمد رضا خاں بریلوی تھے مگر سید احمد شہید اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے وطن مالوٹ میں برفق ہے کہ سید صاحب رائے بریلوی کے اور خاں صاحب رائے بریل سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں سے جوئے ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں ان کا وصال ہوا۔ وہ نسبتاً چھائی مسلک سنی، مشرتا تادی اور مولانا بریلوی تھے ان کے بارے میں دہلیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے، نہایت گمراہ کن اور سزاگیز ہے۔ وہ انگریزوں اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لٹا پر عیشت الٹا لٹک گئے تھے اور بر ملا کہتے تھے کہ:-

”میں نے جارج پنجم کا سر بٹا کر دیا ہے۔ انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔ آج کے کو ایک مقدر کے سلسلے میں عدالت میں طلب ہی کیا گیا۔ مگر تو میں عدالت کے باوجود حاضری نہ دی اور یہ کہہ کر نہ دی کہ میں

انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و انصاف اور صلوات کو کیسے تسلیم کروں؟

کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے عدالت میں حاضر کر کے احکامات جاری کیے گئے، بات اتنی بڑی کہ معاملہ پولیس سے گزر کر فریج تک پہنچا مگر ان کے جاں نثار ہزاروں کی تعداد میں سروں پر کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے آخر عدالت کو اپنا حکم دایسے لینا پڑا، سہفت روزہ "الفتح" ۲۱ تا ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء اور صفحہ ۱۔

رسالہ "العید" کے مدیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ انگریز کشتی نے ۵۴ مربع زمین کی ایک کشتی کی کمرہ اس سرفلڈ نے ڈرایا، انگریز اپنی تمام حکومت بھی مجھے دے دے تو بھی میرا ایمان نہیں خرید سکتا ہے۔ ماہ نامہ العید اکتوبر ۱۹۱۹ء۔ تاثر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی انگریز سے نفرت و عداوت کے ثبوت میں ہم نے جو حوالہ جات نقل کئے ہیں ان میں "الفتح" کے مدیر جناب شوکت صدیقی، بریلوی، مکتبہ محمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے، لیکر وہ دیوبندی یا دہلوی مکتبہ کو سے متعلق ہیں۔ لیکر وہ سب احمد کو منقولہ عبارت میں شہید لکھتے ہیں۔ اگر بریلوی ہوتے تو کبھی شہید نہ لکھتے یا پھر کم از کم ان کو عزیز جان نہ دیتا، ہر گز اس لئے ان کا حال ہر حال قابلِ بحث ہے جس سے اعلیٰ حضرت کی انگریز دشمنی نفرت روز روشن کی طرح ثابت ہو رہی ہے پھر بھی یہ رٹ لگانا کہ وہ انگریز کے ایجنٹ یا جامی تھے، بہرے و بیج کی برہنجی ہے۔

خلاصہ نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ایک شرعی مسئلہ کا حکم بیان کرنے کی غرض سے رسالہ اعلام الاعلام یا بین دوستان دارالاسلام لکھا تھا انگریز کی حمایت یا انگریز کو فائدہ دینا مقصود نہیں تھا اور پھر کال یہ ہے کہ

ہندوستان کو صرف اعلیٰ حضرت نے ہی دارالاسلام قرار نہیں دیا، دیوبندیوں اور دیگر برہمنوں کے اکابر علماء و مفتیان بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دے چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو ثبوت :-

۱۔ محمد حیدر شاہی صاحب کہتے ہیں کہ جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو، وہ شہر یا ملک دارالحرب نہیں کہلاتا۔ پھر اگرچہ دارالاسلام مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو، اقوام غیر نے اس پر غلبہ سے تسلط پایا ہو۔ دیکھو کہ ملک ہندوستان جسے تو جب تک اس میں لوگ شعائر اسلام کی آزادی ہے، بلکہ حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے، ملاحظہ ہو الاقتصادی سالانہ الجہاد و کٹوریہ پریس صفحہ ۱۹ اور صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجود یہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے، دارالاسلام ہے، اس پر کسی بادشاہ کہ عرب کا جو خواہ مخرج، مہدی سودان ہوا خود حضرت مسلمانوں کے رقبہ بادشاہ، شاہ ایران سے ہوا خواہ امیر خراسان، مذہبی اہل ایمان و جہاد صاف کرتا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اسماعیل دیوبندی کی تقریر کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ خزانے ہیں کہ :-

"ان پانچ گزیر کے غلام، چار کسی طرح واجب نہیں..... بلکہ

اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں

اور اپنی کورنٹ پر پانچ گز آنے دیں۔ حوالہ کے لحاظ سے ملاحظہ فرمائیے

"حیات طیبہ مطبوعہ فاروقی، دہلی صفحہ ۲۹ مؤلف مرزا حسرت دہلوی

۳۔ مولوی فضل حسین بہاری کا بیان ہے کہ ہندوستان کو ہمیشہ ساری سے مناسب دارالامان سے فرمانے تھے، دارالحرب کبھی نہ کہا۔

۴۔ نواب صدیق حسن خان مجہد پانی لکھتے ہیں کہ علماء اسلام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک چند وستان میں حب سے حکام والا مقام نزدیک فرما کر وہاں اس وقت تک سے یہ ملک دارالحرب ہے یا دارالاسلام حنفیہ جن سے یہ ملک بھرا ہوا ہے، ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالاسلام ہے اور حب یہ دارالاسلام ہے تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی؟ بلکہ عزم جہاد اپنی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے اور جس کے نزدیک یہ دارالحرب ہے جیسے بعض علماء ردی و غیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن و امان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہو کر رہا نہیں۔ حب ملک کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو عرض یہ کہ دارالحرب میں رہ کر جہاد کرنا کچھ پھیلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

دعا بر ص ۱۵

قارئین کرام یہاں ہم نے صرف اہل حدیثوں کے اکابر کے جہاد حوالہ جات پیش کئے ہیں مگر وہ ہندوستان کو دارالاسلام مانتے تھے اکابر دیند تھا فری صاحب اور دیگر حضرات کے حوالہ جات بھی ہندوستان کے دارالاسلام ہونے اور دارالحرب نہ ہونے پر موجود ہیں۔ اختصار کی وجہ سے ہم یہاں نقل نہیں کر رہے۔

اکابر اہل حدیث کے نزدیک جہاد انگریز کے

خلاف حرام تھا!

۱۔ قارئین کرام غیر مقلدوں و تابعین سے اسے پیشوا شیخ اسلم میاں ندیر حسین صاحب لکھتے ہوئے کہ علاوہ بریس ہر لوگ مواحد ہیں سرکار سے

عبد کیا ہوا ہے، پھر کہیں کہ ہند کے خلاف کر سکتے ہیں۔ عبد شکی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔ ملاحظہ فرمائی ندیر یہ ص ۱۴۰ ج ۲۔

۲۔ ایک سوال کے جواب میں سنا صاحب لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں شوکت و قدرت اور قدرت سلاح و آلات سفید ہے اور ایمان و پامانی بیاض موجود ہے۔ پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سب بلاکت اور معصیت کا ہو گا۔

اعلیٰ حضرت نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ جہاد واجب نہیں مگر غیر مقلدوں کے پیشوا کہتے ہیں گناہ ہے بڑے گناہ بڑے سے۔

۳۔ قراب صدیق حسن خان پیشوائے نقیہ دینے و لاہیر لکھتے ہیں اور ہندوستان دارالاسلام ہے تو یہاں جہاد کیا مطلب؟ بلکہ کتابوں میں سے ایک گناہ اور کبار میں سے ایک کبیرہ ہے ملاحظہ فرمائیے دعا بر ص ۱۵، مؤلفہ نواب صدیق حسن خان صاحب۔

۴۔ ساری دنیا میں کوئی محقق اس امر کا نہیں کہ جہاد و قتال غازی کا انگلیش سے جائز ہے، دوسرے سے نہیں، اگر نہیں، اس لئے کہ شرطیں اس عمل کی جہاں ہا مغفرو ہیں اور جمع ہونا ان شرطوں کا اور ضابطوں کا نہایت دشوار ہے۔ (ترجمان دعا بر ص ۱۵)

۵۔ جتنے لوگوں نے قدس شریف و کیا اور حکام انگلیش سے برسرِ غنا ہوئے وہ سب مقلدین و تابعین حنفی تھے نہ متبعان حدیث نبوی۔ اس جارت میں نواب صاحب نے آفر کیا ہے کہ اہل حدیث نے انگریز کے خلاف غدر نہیں کیا، جنہوں نے کیا وہ حنفی تھے۔

۶۔ اسی طرح زمانہ نذر میں جو لوگ سرکار انگلیزی سے لڑے اور ہندوستان کی

وہ جہاد نہ تھا خدا تھا۔ ملاحظہ ہو حوالہ کے لئے ترجمان سے دہلیہ صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶۔

۷۔ کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر غیر خواہ اور طالب امن و امان و اس کی رعایا کا اور قدر شناس ہندو سب کو رگدھت کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا متقلد نہیں ہے حوالہ ملاحظہ ہو ترجمان دہلیہ صفحہ ۲۵۷۔

۸۔ سید احمد نے اپنے جہاد کے چہرے سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ: ”سرکار انگریز تو شکرا اسلام ہے۔ مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور ان کو زراعت مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں اعلیٰ و غلط کیتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کہیں مانع و دھارم نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہے۔ پھر ہم سرکار انگریز پر کسی سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلاوجہ طریق کا خون گرا دیں۔ ملاحظہ ہو حیات سید احمد شہید صفحہ ۱۰ مؤلف مرانا جعفری تھا نیسری۔“

تاریخ کرام ان مندرجہ بالا حوالہ حیات سے درج ذیل موثبات ہوتے ہیں:-

- ۱۔ اہل حدیث، انگریز سرکار کے معاہدے۔ سرکار انگریز سے ٹکد کیا ہوا تھا اور عید شہی مذہب اور برہمنی چیز ہے۔ اس لئے انگریز کے خلاف جہاد کرنا مذہب اور برہمنی چیز ہے۔
- ۲۔ انگریز کے خلاف جہاد کرنا سبب ملکیت اور گناہ ہے۔
- ۳۔ ہندوستان والا اسلام ہے اس لئے انگریز کے خلاف جہاد کوئی مطلب

ہی نہیں بلکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اہل حدیث، اکابر کے نزدیک۔

- ۴۔ ساری دنیا میں انگریز کے خلاف جہاد کے جہاد کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔
- ۵۔ انگریز کے خلاف جہاد غلطیوں سے کیا ہے اہل حدیثوں نے نہیں کیا، نہ عذر جہاد۔
- ۶۔ انگریز کے خلاف جہاد کو لڑے وہ جہاد نہ تھا خدا تھا۔
- ۷۔ اہل حدیثوں سے رابطہ کر اور کوئی فرقہ انگریز حکومت کا غیر خواہ نہیں تھا سب سے بڑا حکم یہی اہل حدیث انگریز کے غیر خواہ تھے۔
- ۸۔ انگریز نے مسلمانوں پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی کہ جو ظلم ہم نظم و زیادتی کرتا ہے تو انگریزوں کی حکومت اس کو سزا دینے کو تیار ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف واری کرتی ہے۔
- ۹۔ انگریز کے خلاف لڑنا بلاوجہ طریق کا خون بہانا ہے یعنی جو انگریز کسی مسلمان کے ہاتھ سے مرے گا تو یہ بھی بلاوجہ ہوگا۔ اور اہل حدیث سرکار کے قوی بھی بلاوجہ ہوگا۔

دھرم جہاد اور شہادت کا کیا معنی؟

تقریباً کرام ان ۹ حدیث سے پروردگار کر لیں کیا سابقہ مذکورہ حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتے ہیں یا نہیں اور ان سے کیا ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا میں اہل حدیث کے سوا سب سے بڑا وفادار ایک خوار اور سب سے بڑا ایکٹو اور کوئی نہیں۔ گریڈ یہ فرقہ ہی اصل وفادار تھا، اصل تک خوار تھا اور واقعی اصل ایکٹو تھا۔ انگریز سرکار کا۔

ط مدعی لاکھ بھی بھاری سے گرا ہی تیری

نوٹ:۔ تاریخین کہم فیملی ازیں ہم نے بحوالہ نقل کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو انگریز کے کشتہ کی طرف سے ۲۵ مرتبے زمین کی پیشکش ہوئی۔ مگر آپ نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا انگریز اپنی ساری حکومت بھی مجھے دیدے تو وہ میرا ایمان نہیں

خرید سکتا۔ مگر غیر مقلدوں کے بہت بڑے دیکل و عالم و پیشوا کی زبانی سنئے کہ وہ
ہیں کہ اراغی جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلائی ہے، چار ملے ملے۔ ملاحظہ
خواہد کیا خدا تعالیٰ، ج ۱۹، شمارہ نمبر ۹، ص ۲۷۷۔ کہ ان وہ اعلیٰ حضرت کا ایمان
جس کو ۳۵ ملے دے کر بھی انگریز بڑ بڑا سکا اور کہاں یہ وہابی گروہ کا ایمان
چار ملے زمین پر کب گیا۔ مگر یہ فرق ضرور تھا، ایک عاشق رسول تھے۔ دوسرا
اس دولت سے محروم تھے مگر ان کے جعلی ایمان کی قدر و قیمت کیا ہو سکتی تھی؟
قاری کرام ان حوالہ صابت سے واضح ہو گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
نہیں بلکہ غیر مقلد و بیولے کے اکابر و پیشواؤں کے بیانات کی روشنی میں
اہل حدیث و تابعی ہی انگریز کے ایکٹ اور حامی تھے۔ اور اعلیٰ حضرت مجدد تھا
ان کے کٹر دشمن اور سخت و شدید مخالف تھے اور ان سے سخت نفرت کرتے تھے
اگر اس موضوع پر مزید تفصیلی بحث کا مطالعہ کرنا ہو تو علامہ عبدالحق شریعت آبادی
صاحب کی کتاب "اندر میرے سے اجالے تک" اور شیشے کے گھر کا مطالعہ کر رہے
ہم نے اختصار کے پیش نظر حیدرآبادیات پر اکتفا کیا ہے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ غیر مقلد وہابی بے فیہ کے حامی جو براہِ نوالہ کی کسی بھی
میں اگر اعلیٰ حضرت کا انگریز کا ایکٹ نہ رہنا ثابت کریں اور پچاس ہزار روپے
انعام حاصل کریں۔ یا پھر اتنے ہی انعام کا چیلنج ہم کو دے کر دیکھیں، پھر ہم عدالت
میں ان کے اکابر کا انگریز کا ایکٹ و حامی و فادار، تنک قرار دینا ثابت کریں
ان کی کتابوں سے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ ان فاضل بریلوی کے حامی حضرات ان کے مخالف ہو گئے اور وہ ان سے
متخلف ہو گئے تھے اس وجہ سے کہ وہ بھی سمجھے کہ آپ انگریز کی حمایت کرتے
ہیں تو یہ کوئی وزنی دلیل نہیں ہے بلکہ سرے سے کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے

بعض اراوت مندوں اور عقیدت مندوں کا بعض دفعہ غلط فہمی کا شکار ہو کر متغیر ہو
جانا بدھن ہو جائے نام و اقدار ہے مگر اس کو الزام کی صداقت کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیا
بعض اہل اسلام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں اسلام سے پھر جانا،
منہر ہو جانا اور مرتد ہو جانا ثابت نہیں ہے۔ یقیناً ثابت ہے پھر کیا ان کے
ارتداد کو اخراجات کو متفقہ کر دیا گیا تاکہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام اور بانی اسلام میں
کوئی کدوری تھی؟ اور ایذا باللہ تعالیٰ،

اسلام اور بانی اسلام کے متعلق جو کچھ مرتدین، منحرفین، متغیرین نے کیا ہے
اور جس کو دنیا و ستاد و جم الخراف و حیدر متغیر بنایا ہے وہ صحیح و درست ہے؟
ہرگز نہیں، قطعاً غلط، باطل و مردود ہے۔ اگر ان کے ارتداد و اخراجات و متغیر کو
ادعاء مذکور کی دلیل بنانا غلط ہے تو یقیناً اعلیٰ حضرت سے متغیر، اخراجات اور بھون
ہونے والوں کا خیال بھی باطل، مردود اور سونچنے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جن کو اس الزام
کی دلیل بنانا قطعاً غلط اور محض جھوٹ ہے۔

ایک اعتراض

بعض نے صدمہ پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ انہوں نے دھابا شریعت میں اپنے
ماننے والوں کو یہ وصیت کی ہے کہ میرے دین اور میرے مذہب کو مضبوطی سے پکڑے
کہ جو میری کتابوں سے ظاہر ہے اور اس پر ڈٹ جائے کہ یہ تمام فرائض میں اہم
فریق ہے۔ بیٹھے تین ہزاروں سے گھر کر گھر کریں گے اور فقے میں ڈالیں گے۔
اور جہنمی بنائیں گے ان سے جو خصوصاً دیوبندیوں سے۔

الجواب:۔ فارغین کرام اپنے ہم مسلک جماعت، لوگوں کی خیر خواہی،
سہمدہی کا تقاضا ہی ہے کہ ان کا نامہ ان کا پیشوا ان کو ہر اہم مقیم پر چنے کی

تلقین و تاکید کرے اور دشمن سے الگ رہنے کا حکم دے تاکہ اس کے بعد قدم گمراہ نہ ہو جائے اسی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت نے یہ وصیت فرمائی ہے۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہ تھی مگر دشمنیات کا تنگ نظر بنانے میں لذت محسوس کرتا ہے چاہے ایمان کا بیڑا غرق ہی کیوں نہ ہو جائے یہ اشارہ کرنا کہ ان کا دینا و مذہب کوئی الگ و جدا دین و مذہب نہیں تھا جس کی تلقین کی ہے کہ وہ میری کتابوں سے ظاہر ہے تو جواباً عرض ہے کہ میرا دین یا میرا مذہب کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ میں نے کوئی نیا دین یا مذہب کھڑا کر دیا ہے اس پر غلٹا، بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ میں جس دین و مذہب پر کاربند ہوں وہی دین اسلام اور وہی مذہب حق ہے، جس کا حق ہونا میری کتابوں سے ظاہر ہے۔ یہی وہ دین ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے لائے ہیں اور یہی مذہب حق ہے جس پر تمام بزرگواران دین چلتے آئے ہیں باقی یہاں دین اور مذہب کہنا ایسا جی ہے جیسے صحاح ستہ کی صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ قبر میں کبیر بنیہ صاحب قبر سے دریافت کرتے ہیں مَا دُنِيَكَ مِنْ دِينٍ كُنْ سَابِقَ وَهَجَابٍ میں کتنا ہے دنیجئے الاسلام اب یہاں کبیر بن یہ نہیں کہتے مَا دُنِيَكَ تَنْتِ تَنْتِ رَبِّكَ دین کا دین کیا ہے یا تادیب تے تے تے تے نہیں کہتے بلکہ مَا دُنِيَكَ کہتے ہیں۔ نیز دین کون سا ہے جواب میں وہ صاحب قبر یہ نہیں کہتا دُنِيَكَ تَرْتِ تَرْتِ الاسلام یا دین نبی الاسلام یعنی میرے رب کا دین ہے یا میرے بھائی کا دین اسلام ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ اگر یہاں تکمیر بن اور صاحب قبر کے سوال و جواب میں یہ تعبیر قابل اعتراض نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت کے کلام اور وصیت میں میرا دین اور میرا مذہب کہنا کبہ تک قابل اعتراض ہے۔ الغرض کہ اعتراض بھی جتنی برجائات اور ظہر خباثت ہے۔ اور مگر وہ فرقوں کو کبھی شریعے قرار دینا بھی قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ گمراہ لوگوں کو قرآن کریم نے کالافعام میں ہم اہل سنت قرار دیا ہے یعنی یہودیوں

سے ہیں میرا اور گمراہ ترین اور حدیث مشکوٰۃ میں ہے ان الشیطان ذنب الانسان کذنب الغنم یاخذ القاذرة والفتا صیتہ والناس حیتہ... الخ شیطان کی مثال انسان کے بھیڑیے کی ہے جیسے کبیر یوں کا بھیڑیلا ہوتا ہے جو کبیرا قیتا ہے اپنے ہم جنسوں سے نفرت کرنے والے کو اور دوسرے جاننے والوں کو۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۰

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے آخری وصیت پر یہ کہے کہ اگر ممکن ہو تو ہر مغربہ میں دو یا تین بار ختم دلائیں اور درج ذیل اشیا رشتہ میں شامل کی جائیں:-

- ۱۔ دودھ کا ریف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔
- ۲۔ مرغ کی بیانی - ۳۔ مرغ پلاؤ - ۴۔ کچی کا شامی کیاب۔
- ۵۔ برٹے اور بالائی - ۶۔ فیرنی - ۷۔ اردک پھیری والی مع اورک و لوازم
- ۸۔ گرجشت پھیری کچیاں - ۹۔ سیب کا پانی - ۱۰۔ آبلہ کا پانی۔
- ۱۱۔ سوڈے کی بوتل - ۱۲۔ دودھ کا ریف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے

یوں کر دیا کر دھیسے مناسب جائے۔۔۔۔۔ الخ ص ۴۵

الجواب:- تارین محترم نے فقیر کے کام مقصد پر ہے کہ وہ پڑھتے۔ ہر وقت کھانے کا شوق تھا۔ وفات کے وقت بھی کچھ یاد رہا، مگر ختم دلانے کی تلقین کی ہے تاکہ یاد کی ہے۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت نے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں غور و فکر کے بعد نہیں کی گئی تھیں، ان کو تو خواب کی ہی امید تھی ان پاکیزہ چیزوں اور نعمتوں کو تو زیادہ مسکین نے کھانا تھا جیسا کہ وصایا شریف کی لپری عبارت سے ظاہر ہے بلکہ میرا جتنے مسکین کا ذکر کیا ہے کہ ان کو کھانا اور وقت سے مطابق پھیا کر کھلاتا۔

آپ اپنے اپنی اولاد و اہل خاندان کو مساکین پر خرچ کرنے اور ختم دلانے کے بعد مساکین کو کھلانے کی تلقین فرمائی ہے۔ غریب مساکین سے پھر دی فرمائی ہے چکر خود زندگی میں خلک ایسی نعمت بھی کھاتے تھے اس لئے وہی نعمتیں خدا کے نام پر وصال کے بعد بھی دینے کی اور مساکین کو کھلانے کی تلقین فرمائی ہے۔ اپنی پسندیدہ اشیا و خورد و نوش کا ذکر فرما کر کہ لے تالوا لیذا حتی تنفقوا اھمیتا تحبون کو بوقت و سال بھی فراموش نہیں کیا بلکہ اس وقت بھی یاد رکھا ہے یہ تو آپ کے عتبہ و فخر اور مساکین پر کرنے کی علامت ہے اور اتفاق فیض سبیل اللہ کی ایک ضرورت ہے جو خدا کی پسندیدہ چیز ہے مگر کیا کیا جائے۔ تعصب اور بدادیت اور کینہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ حق اور سچ کو دیکھنے نہیں دیتا۔

اعتراف خاص :- بریلوی مکتبہ کے اعلیٰ حضرت کی وفات ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء ۶ برس کی عمر میں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ جناب بریلوی کے جنازہ میں قابل ذکر حاضر نہیں ہوئی قرائن و شواہد سے یہاں جنازہ ہوتا ہے کہ عوام نے ان کے جنازہ کو خاص اہمیت نہیں دی کیونکہ عوام ان کی شدت پسندی و تکفیری فتروں اور انگریزی کی مخالفت و کینے کی جدوجہد سے ان سے متفرق ہو چکے تھے اور اس متفرق ہوا احترام ان کے اپنے صفات و اکر مسعود و اہل العیش کے مقدور میں کیا ہے۔

اعراض فکر و دوام العیش ص ۵۱

الجواب :- جہاں تک بعض لوگوں کے متذکر ہونے کا تعلق ہے تو اس کا جواب گذشتہ صفحات میں دیا جا چکا ہے۔ باقی رہا کہ جنازہ میں شرکت پر مجبور تھا یا نہ تھا تو ازل تو خود طہر ہے غیر صاحب اقرار کرنے میں کلاس سلسلہ میں ہم کوئی تھی ات نہیں کہہ سکتے کیونکہ بلا دلیل کوئی حکم لکھا ہم ناماسب نہیں سمجھتے کہ ہم یقینی بات

کی طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ ہم نے التزام کر رکھا ہے کہ کوئی غیر ثابت شدہ بات نہیں کہیں گے۔ البریلوی ص ۱۵۵ اس عبارت سے ثابت ہو گیا ہے کہ فریسے پاس اپنے قول مذکور پر کوئی دلیل نہیں ہے جس بات پر ان کے پاس دلیل نہیں تھی اس کے پھر پڑنے کی امر کیا ضرورت تھی۔

ثانیاً یہ منقول نہ ہونے کو قرینہ اور شاہد بنا سکتا ہے جہالت کی علامت ہے عدم نقل و عدم جدولی و دلیل نہیں ہے نہ اس کو قرینہ اور شاہد بنا سکتے ہیں جیسا کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

ثالثاً جنازہ پر سے حاضر نہ ہونے کی قلت کو عدم مقبولیت عند اللہ کی دلیل بھی نہیں بنا سکتا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رات و رات حضرت علی نے دفن دیا تھا کہاں بڑا محرم تھا۔ جنازہ میں پھر بعض شہداء کرام کمرے سے جنازہ نصیب ہی نہیں ہوتا کیا اس کو ان کی عند اللہ عدم مقبولیت کی دلیل بنا یا جا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ فاما جو ابکر لھو جو ابنا۔

مبالغات کا جواب



فائدہ یہ کہ ہم نے میرے الیہ پلینے کے صفحہ ۵۵ تک مبالغات کے عنوان میں چند اقوال اراوت مندوں کے نقل کرنے کے بعد انہی صفحات میں بریلوی کے زعماء و کارہر کے ترجمہ و مختصر حالات زندگی بیان کیے ہیں۔ بعض حضرت کی خواہشیں اس سلسلہ میں نقل کر کے اعتراض کیا ہے۔ یہ مبالغے حقیقتاً غلط ہیں۔ ان کی حقیقت کوئی نہیں ہے۔ امام احمد رضا خان کو حضور کا معجزہ بھی کہا گیا ہے۔ امام احمد رضا خان کو دیکھ کر صحابہ کو سمجھنے کا شوق ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ تو انہی کرام

ہر بات اور ہر سوال کا جواب بزدلانہ خفا رکھنا مقرر کرتے ہیں۔ خود فیصلہ
پھر ان کے اپنے مبالغہات کا ایک نمونہ پیش کیا جائے گا۔

۱۔ حیب جناب احمد رضا کا جنازہ اٹھایا گیا تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ اسے خوش
نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ دیکھو! انوار رضا ص ۱۲ اور دوسرے
دعا نمبر ص ۶۷

الجواب۔ اس میں کیا قیامت ہے؟ کیا ایسا ممکن اور محال ہے؟
یہ محال عقل ہے یا محال شرعی ہے؟ کہ اگر کو اس مستحکم پر کوئی دلیل تو دی ہوگی
اگر محال عادی کہیں تو ظاہر ہے کہ محال عادی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ عقلاً و شرعاً
بھی محال ہو اور جب تک عقلاً و شرعاً محال ثابت نہ کیا جائے اعتراض بے جا اور
فصل ہے۔ نیز احادیث صحاح ستہ میں موجود ہے کہ اہل ایمان کے جنازہ میں
ملا جکر کرام کے حاضری ہوتی ہے۔ اگر عشاق رسول کے جنازہ کو وہ اٹھائیں تو کون سا
محال ہے۔ یہ اعتراض بلا دلیل ہے، اس لئے قابل التفات نہیں ہے۔

اعترض الضمیر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت
میں بیٹھے تھے۔ بریلوی صاحب کی انتظام میں کیونکہ حب ان کی خاموشی اور اصحاب
کی خاموشی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ہم بریلوی کی انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ
(البریلوی ص ۶۴)

الجواب۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ کسی عرب نے
نے یہ خواب دیکھا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد جن کے بعد ان عرب صاحب کو اعلیٰ
حضرت کی زیارت کا شرف پیدا ہوا وہ چند مہینوں کے بعد معدوم ہوا کہ ان کا وصال
ہو گیا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان کی تاریخ وصال ۵ صفر ہے۔ خواب بھی عام
ہو گا دیکھا تھا۔ ایسا خواب دیکھنا مترغاً بھی ناممکن نہیں اور عقلاً بھی محال نہیں

اس میں تو ہمیں کاکوئی پہچان نہیں کیونکہ ہر ایک کی شفقت و رحمت ہے کہ آپ
میں کو پسند فرماتے ہیں اس کو اسی طرح بھی ہوا نہ کیسے تو شفقت و رحمت کی بات
ہے اس لئے غلاموں کو خواب میں یا بیماری میں نوازتے ہیں۔ ایسے خواب کے استحکام
عقل یا شرعی پر کوئی دلیل پیش کئے بغیر اعتراض کرنا اعتراض برائے اعتراض نہ ہو سکتا
جسے مگر مبنی بر صداقت نہیں ہو سکتا۔

اعترض الضمیر۔ دوسرا شریعت میں حبیب رضا کا بیان ہے کہ اجماع بریلوی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے قربان، طہر طیب سے سرکاری عطا، دوزم زم شریعت اور دینہ کا عمل میں غش
شرعی کے وقت پہنچا۔ وصال محبوب کے لئے وہ آپ کی خوشبووں سے بے ہوش
سدا رہا ہے (دوسرا شریعت ص ۶۴، بریلوی ص ۶۴)

الجواب۔ یہ بھی آپ کی شفقت اور رحمت کا نتیجہ ہے۔ ایسا کرم کرنے میں
آخر قیامت کیا ہے۔ اپنے غلاموں کو آٹا کا نوازا بعد از قتل میں ہے۔ ایسا نہ ہو سکتے
پر تو کوئی عقلی دلیل پیش کی ہے اور ذہنی شرعی دلیل لائے ہیں شخص بالآخر تو اسے کہ
رکھ کر دنیا کا فی نہیں ہے۔ دلائل کے میدان میں دلائل لازم فرمادی ہے۔ دلائل کے بغیر اسے
میدان میں آنا جہالت و حماقت ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پر حاضری دینے والے کو قبر انور سے متفرق
کی بشارت نہ سکتے ہیں (حبیب ان تصدیقین ص ۶۴) اور ایسے ہی بعض دیگر
مذہب کتابوں میں مذکور ہے، ملاحظہ ہوا کہ کثیر کی عبارت ہے۔

عن ابیہ قال: سمعت جالساً عند قبر ابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: ہذا
المرء یقول: لا یتقوا اللہ علیک یا رسول اللہ! سمعت اللہ یقول: لا یتقوا اللہ! وکذا یتقوا اللہ! وکذا یتقوا اللہ!
الآیتیں: وَفَسَدَ جَنَّتُكَ مُسْتَعْفِلًا اَللّٰہُ بِمُسْتَشْفَعِیْلِہِ اِلٰہِیَّیْنِ تَمَّ الشَّارِ
یَقُولُ یا ہنرمون و خمنت بالقاع اعظمہ۔ طاب من طیب موت۔ انقاع والا کرم

لغس اللہ بقیہ انت ساکتہ فیہ العفات و فیہ الجود و انکم من اللہ
المنصور الامامی فکتبی عینی فی مکتب اللہ علیکم و آلہم و سلم
فی الغوم تعالیٰ یا عینی الحق الاعلیٰ فی فیشتر کانت اللہ قد غفر لہ
امام جعفر کا بیان ہے کہ میں تجربوں کے پاس بیٹھا تھا ایک ایک اعلیٰ آیا اور
حضور کی خدمت میں سہم عرض کیا پھر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے
اپنی حالت سے ظلم کرنے والے آپ کے پاس آئیں اور خدا سے بخشش مانگیں اور رسول کی
اس کی سفارش کرے تو خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔
یا رسول اللہ میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے آیا ہوں۔ آپ کو اپنے
رب کے پاس متفقہ نیا تاجوں۔ پھر بر شتر کیے۔

اے وہ ذات جس ذات کو میرے پی میں دفن کر دیا گیا ہے اور میرا اور
گرد و نواح اس کے خوش خبر سے بہک اٹھے ہیں۔ میری جان خدا ہوا اس قبر پر میں
آپ جلوسہ گریں جس میں عظام اور جود و کرم ہے پھر دیہاتی واپس میری
آنکھوں پر غند غالب ہو گئی تو میں نے حضور کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عینی اس
دیہاتی کو ماحیر خوشخبری شاد سے کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ تو اپنے
کسی غلام کے ذریعہ کسی بیان شاد سے لئے زم و عطر عذیبہ کیونکہ تاجن ہے جو اس کے
اکسٹرا کا مدعی ہے وہ اس پر دلیل پیش کرے کیونکہ بلا دلیل کوئی دعویٰ قابل
قبول نہیں ہے۔

صحابہ کرام کی گستاخی کا الزام اور جواب

ایک بریلوی نے کہا کہ:-

”میں نے بعض مشائخ کو دیکھا ہے کہ امام احمد رضا کو دیکھ کر صحابہ کرام

کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔“

ملاحظہ ہو البریلویہ صفحہ ۳۷ بحوالہ صابا شریف صفحہ ۲۲ ترتیب حسین رضا

الجواب:

تاریخ کرام یہاں کسی بریلوی عقیدت مند نے یہ نہیں کہا کہ ان کو
دیکھنے سے صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا بلکہ یہ کہہ رہے کہ شوق کم ہو گیا۔ مطلب یہ ہے
کہ قتل اور ایک حد تک اطمینان حاصل ہو گیا اس میں کوئی گستاخی کا پلہ موجود نہیں
ہے۔ حدیث میں ہے کہ بعض اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے
یا بعض روایت میں ہے کہ عالم دین کو دیکھنا بھی عبادت ہے جیسا کہ بعض روایات بعض
کتب حدیث میں ملتی ہیں اور مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ان فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم عالم کی فضیلت
عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر یہاں تشبیہ سے مراد مساوات
نہیں اسی طرح دلائل بھی عبادی سے مساوات ملا نہیں بلکہ صرف تشبیہ ہے کہ ان کے
دیکھنے سے بھی ایک گونہ تسل اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اس کو خواہ مخواہ توہین صحابہ
پر مبنی سمجھنا پرلے درجہ کی حماقت اور غبی تعصب کا نتیجہ ہے۔
اعتراف اس سے اور یہ کہ کسی بریلوی نے کہا کہ گزشتہ دو صدیوں میں ایسا جامع
عالم نظر نہیں آیا اور البریلویہ بحوالہ صابا شریف صفحہ ۳۷
اور یہ کہ آپ کی علمی کمالات اور علمی کمال کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ وہ اپنے علم اور
اصابت رائے میں منفرد تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے دین کی تعلیمات کو از سرے نو زندہ
کیا۔ البریلویہ صفحہ ۳۷ بحوالہ شرح الحقوقے۔

الجواب:

تاریخ کرام میں نے یہ کہا ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں ایسا جامع
عالم نظر نہیں آیا۔ یہ بے فہمیرے کی نگاہ میں تو عالمہ ہر کتاب ہے مگر اس قول کے متعلق
کے نزدیک ممکن ہے کہ یہ سائنڈ پر مبنی نہ ہو کیونکہ بہر حال یہ ممکن ہے کہ ان کی تعلیمات

کے مطابق ایسا ہی جو عیا کر انہوں نے سمجھا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا شخصیت فی الواقعہً ناگلی مذکور کے نزدیک بے مثال ہی تھی مگر شدت و مدلول میں اور یہ کہ آپ کی علمی جلالت اور علمی کمال کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یا آپ علم و احسان رائے میں منفرد تھے تو یہ بھی بجا ہے کیونکہ قاضی کی مراد یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے میں بے نظیر اور اپنے زمانے کے علماء میں منفرد تھے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ساری دنیا میں آپ بے نظیر اور منفرد تھے تاکہ اولین و متقدمین پر ترجیح لازم آئے اور یہ کہ آپ اپنے دین کی تعلیمات کو زمر سے فخر نہ کیا ہے تو یہ بھی مبالغہ نہیں۔ اور واقعہ ہے کہ ہرگز دین کی تعلیمات..... الخ یہ عبارت قضیہ مہملہ ہے معذرت نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے دین کی بعض تعلیمات کو زمرہ کیا ہے اور وہ اعتقاد کی تعلیمات ہیں کیونکہ آپ کا عقیدہ یہی کارنامہ ہی ہے کہ آپ نے علوم اقدس کے گہرے سہلے فقہانہ کی اصلاح فرمائی ہے اور وہابیوں و نجدیوں کی توحید شیطانی کو بے نقاب کر کے توحید روحانی کا تصور راجح فرمایا ہے اور یہ حق خالص ہے جس میں سے کوئی ملامت نہیں ہے۔

اعتراف ہے کہ قاضی رضوی میں ہزاروں مسائل ایسے ہیں جن سے علماء کے کان بھی اٹھنا نہیں۔

(بہارِ حقیقت جلد ص ۷۷، ج ۱، البریلویہ ص ۷۷)

الجواب: یہ بھی کوئی مبالغہ نہیں بلکہ امر واقعہ ہے کیونکہ علمائے اولیٰ مراد تمام علماء نہیں بلکہ بعض علماء ہیں کیونکہ یہ عبارت بھی قضیہ مہملہ ہے کیونکہ میں ہے اگر تمام علماء بھی مراد ہوں تو آپ کے زمانے کے اور آپ کے بعد کے زمانے کے علماء مراد ہیں۔ اور یہ حقیقت واقعہ ہے ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔

اعتراف ہے: ایک اور بریلوی نے کہا کہ اگر امام ابو حنیفہ قاضی رضوی کو دیکھ لیتے تو ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی اور اس کے مؤلف کو ایسے اصحاب میں شامل

کر لیتے۔ اور ایک اور بریلوی نے کہا کہ وہ تو اپنے زمانے کے ابو حنیفہ تھے، ایک اور نے کہا وہ ابو حنیفہ کی فطانت کے مالک تھے انہما دین امام فصاحت کی ضیاء اور رازی کی عقل اور قاضی خان کے حافظے کے مالک تھے۔

الجواب: اس اعتراض میں پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ واقعی اگر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ قاضی رضوی کو دیکھ لیتے تو ضرور خوش ہوتے، اور اس کے مؤلف کو اپنے اصحاب میں شامل فرماتے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے یہ حسن ظن ہے۔ قاضی رضوی سے اور اس کے مؤلف سے، اس کو بلا فقر و نیازت ہے۔ باقی تین باتوں کا جواب یہ ہے کہ ابو حنیفہ تھے، نہیں کیا۔ اپنے زمانے کے ابو حنیفہ تھے، دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے تو یہ ضرورت ہے دوسرا یہ کہ ایک تشبیہ ہے اور تشبیہ میں مشابہت کا مشابہہ کے مساوی ہونا ضروری نہیں ہے جیسے زید شیر ہے میں یہ ضروری نہیں کہ زید کی شیر کی طرح چار ٹانگیں اور دم بھی ہو صرف شباحت کی صفت میں تشبیہ مقصود ہے۔ اسی طرح یہاں استدلال کی قوت اور مسائل کے استخراج میں آپ کو حضرت امام سے تشبیہ دی گئی ہے وہ بھی من کل الوجوہ نہیں بلکہ من وجہ ہے۔ اسی طرح فطانت و ضیاء، عقل میں تشبیہ دی گئی ہے زید کو من کل الوجوہ ابو حنیفہ ہیں۔

والسلاؤ للہ تعالیٰ

اعتراف ہے: بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت کو صدیق کا عکس قول حق میں عکس مغلطہ کا اعلیٰ کی تہذیب میں ذوالنورین سے کی صورت جو دور کم ہیں اور ضرب باطل میں علی کی نوا قرار دیا ہے۔

الجواب: یہ بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے مگر مذہمے کو کیا پڑے قول حق میں عکس صدیق ہے، مرنا ایک چیز ہے اور بات میں عکس صدیق ہونا دوسری بات ہے اور ہر لحاظ سے عکس صدیق ہے ہونا امر آخر ہے۔ تین باتوں

میں بہت بڑا فرق ہے۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ مدنیہ میں کیا حکم سے مدنیہ کہا ہے۔
یعنی مدنیہ کا پر تو ہے اسی طرح عین فاروقی نہیں بلکہ منظر فاروقی فرمایا ہے۔
عین فاروقی اور منظر فاروقی ہونے میں بھی فرق واضح ہے۔ بعینہ ذوالنورین نہیں فرمایا
بلکہ ذوالنورین کی وصفت جو دو کرم در کرم کی ایک صورت ہے جو ہر کو قابل ترقی
نہیں ہے۔ اسی طرح باطل کی ضرب میں علی کا شمار کیا ہے۔ عین علی یا خلی علی یا نظیر
علی نہیں کہا تاکہ اعتراض کے قابل ہو۔

کمال ہے جو لوگ اپنے بعض اکابر مثلاً سید احمد صاحب کے لئے کمال نبوة
معنی نبوة مان رہے ہیں وہ اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کو بالذات آمیزگی کا الزام
دے رہے ہیں۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب
”مراۃ المستقیم“ فارسی ص ۱۲۵ میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ذات کا مراۃ اس کی مانند
کرتے کہ وہ کمال نبوة کا انتشار ہے، اسے نبوت کے ایک معنی پر غائر کر دیں گے۔
جس کا وہی درجہ ابھی خراب ہیں، اسی طرح دوسرے درجے میں معنی رسالت لائیں
پرفیضان جو کمال اور اسے تقسیم، تنظیم اور غفلوں، عاجلوں اور معاندوں سے منام
کالاہام کیا جائے گا۔ تیسرے درجے میں نافرمانوں، سرکشوں کو ہلاک کرنے
اور اطاعت کرنے والے غلصین کو انعام و اکرام کی بہت توبہ بخشے ہیں؟ دیکھا
آپ نے کیا لکھ دیا ہے۔ مراۃ کے پہلے درجے میں نبوت کا معنی دوسرے درجے میں
رسالت کا معنی اور تیسرے درجے میں نافرمانوں کو سرکشوں کو ہلاک کرنے اور غلصین
کو انعام و اکرام سے نوازنے کی توبہ قرار دیتے ہیں۔ یعنی انہیں میں خلائی دے دی
جاتی ہے۔ ایک طرف توبہ طاعت یہ کمال یہ لغت مان رہا ہے اور دوسری طرف
تقویٰ تیار لایا ہے ص ۱۲۳ میں کہ صاحب کو یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے

عاجز لوگوں کو بچاؤ کا کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انسانی ہے کہ ایسے لئے
شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔

دوسرا حوالہ: ”مراۃ المستقیم“ کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ جانا چاہئے کہ حضرت
اسید احمد بریلوی، ابتداً حضرت سے طریق نبوت کے اجمالی کالات پر دیا گئے تھے۔
تھے۔ ملاحظہ ہو مراۃ مستقیم ص ۱۲۴

تفسیر احوالہ: ”مراۃ المستقیم“ ص ۱۲۴ میں شہید احمد صاحب (اور حضرت
شہاد صاحب کی توجہات کی برکت سے بڑے وسیع ممالک ظاہر ہوئے۔ ان عجیب
واقعات کے سبب سے وہ کالات طریق نبوت جو ابتداءً حضرت میں اجمالی انداز
تھے تفصیل اور شرح کی پہنچ گئے۔ دھراۃ مستقیم ص ۱۲۴ فارسی،

چوتھا حوالہ: ”ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک دن ولایت
مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کو خواب میں دیکھا جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت سید احمد کو اپنے دست مبارک
سے غسل دیا اور ان کے بدن کو طرب اچھی طرح دھویا جیسے باپ اپنے بیٹوں کو
غسل دیتے ہیں۔ اور جناب حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت قیمتی لباس
اپنے دست مبارک سے انہیں پہنا دیا۔ ملاحظہ ہو مراۃ مستقیم ص ۱۲۴ فارسی،

یہاں دہلوی صاحب کو یہ بات بھول گئی کہ میں اس خواب کے ضمن میں حضرت
علی کے لئے وصال کے بعد لغت کی قدرت ثلاثہ برآمد ہوں اور یہ بھی بھول گئے کہ
اس واقعہ میں ناقوسِ نبوت کی توجہ کا پہلو بھی نکل سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سید صاحب
کے لئے نبوت کے کالات کا راستہ کھولنے کی فکر میں لکھتے تھے۔

پانچواں حوالہ: ”اس واقعہ کے سبب کالات نبوت کے طریق کمال طور پر
مجربہ کر دیئے۔ اور انہی انتخاب کرازل الاڈال میں پوشیدہ تھا۔ نہ کہ مجربہ

پہنچا۔ اور اجمالی غایت اور زوائد تربیت کے واسطے کے بغیر ان کے حال کی کینل ہو کر۔ معاملات اور واقعات کو اثر اور تسلسل سے پیش آئے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کا ہاتھ اپنی قدرت خاص کے ہاتھ میں پکڑا اور امور قدرت میں سے بلند عجیب چیز حضرت کے چہرے کے سامنے کی اور فرمایا کہ یہ کچھ دبا ہے۔ اور بہت سی ضروری چیزیں بھی دوں گا۔ ہر مصلحت مقصود ظاہری و باطنی۔ القصد ایسے ایسے مدد واقعات اور معاملات پیش آئے یہاں تک کہ کمال طبع نبوت انچا استہانی بلندی کو پہنچ گئے اور الہام کشف معلوم حکمت تک پہنچ گئے۔ یہ ہے کمال تہجد نبوت کے حاصل کرنے کا طریقہ۔

ان عبارات و حوالہ جات و اقتباسات میں اپنے پیرو مشد کے لئے منہج نبوت پر فائز ہونے کو کون مان رہا ہے۔ اہل سنت یا غیر مقلد و تابعی سکیر کشیدہ عبارات و جملے الفاظ و کلمات نبوت کا معنی اور رسالت کے معنی کا حصول بھی مانا اور سرکشوں سے کد ہلاک کرنے کی طاقت فرمانبرداروں کے لئے انعام و کرام بخشنے کی قوت، سید صاحب کا اقتدار و قدرت میں نبوت کے طریقہ کے اجمالی کمال پر پیدا ہونا اور پھر ان اجمالی کالات کا مرتبہ تفصیل و شرح کو پہنچ جانا بھی مان رہے ہیں اور یہ بھی مان رہے ہیں کہ حضرت علیؑ نے سید صاحب کو اپنے ہاتھ سے منسلک یا اور جناب خازن جنت نے اپنے ہاتھ سے لباس پہنایا اور پھر یہ کالات نبوت کامل طور پر جلوہ گر ہو گئے اور یہ کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کا ہاتھ اپنی قدرت خاص کے ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا یہ کچھ تم کو دے دیجئے میرے اور بھی بہت کچھ دوں گا یہاں تو ہم بکلامی کا مشرف بھی مان لیا اور ایک طرف یہ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک اور مختار نہیں نہ ذاتاً نہ علماً، اور یہاں اپنے پیرو مشد کے لئے بہت کچھ عطا ہونا مان رہے ہیں۔ کیوں کہ بے غیرے کے حامی و دے،

عاشقوں، دیوانوں، مبالغات آپ کو کبھی نظر نہیں آئے۔ کیا یہ مبالغات ان مبالغات کے مقابل میں زیادہ وزنی نہیں دیاں تو صرف اپنے وقت کا الیغیر کہہ گیا۔ اور رازی اور خامی خانی کی فطانت، صفیاء، حقیقی، حافظہ کی بات حق اور ایمان کالات نبوت و رسالت اور خدا سے ہم کلامی اور خدا کے ہاتھ میں ہاتھ کا انا تسلیم کیا جا رہا ہے اور یہی بہت سے کالات کے حصول کا وعدہ خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔

تفاریق کرام خود غور کر لیں کہ بریلوی کے مبالغے زیادہ ترویجی ہیں یا دہلوی خولیوں کے، مبالغوں کی پست زیادہ بھاری اور ترویجی ہے۔ وہ زیادہ خطرناک ہیں یا یہ زیادہ خطرناک ہیں۔ یہاں نبوت و رسالت اور خدا کی طرف اشارہ مانا جا رہا ہے۔

ختم صدے ہیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھاتے راز سر بستہ زیور سے رسوائیاں ہوتیں

ایک اور اعتراض

تفاریق کرام بے غیر صاحب مصلح پر کھتے ہیں کہ ایک بریلوی نے کہا کہ بریلوی صاحب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ایک اور نے کہا کہ وہ زمین میں اللہ کی محبت تھے۔ یہاں دس مبالغات پورے ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ الخ

الجواب: تفاریق محترم جہالت کا علاج ممکن ہے مگر قصب اور ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ نکلا ہے کہ معجزہ اس تاریخی عادت تھے کہ کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبی کے دعویٰ نبوت کے لئے بعد از خودی دینی دلیل و معجزہ

مطالعہ کے ہنر کے ہاتھوں پر کرتا ہے۔ اسی معنی میں خود نبی کی ذات بھی معجزہ نہیں
چھوٹا بلکہ کوئی امتیازی معجزہ قرار پائے اس لئے معجزہ کا حقیقی معنی قوم اور سبھی نہیں سمجھنا
البتہ اس کا معانی معنی مراد لیا جاسکتا ہے یعنی دلیل اور ہی یہاں مراد ہے بلاشبہ۔
اگر کہ ثابت شدہ دسویں کی ہر چیز خدا کی قدرت اور ربوبی کی دلیل ہو سکتی ہے۔
جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ اِنْ فِیْ خَلْقِ السَّجَّادِیْنَ وَاَلَمْیَیْنِ وَاَلْخَشَکِیِّیْلِ
وَالْمُنْهَارِ وَاَلْفَلَکِیِّیْ وَفِی الْبَحْرِ اَمَّا یَسْتَفِیْحُ الْاِنْسَیْ (الاکاشفہ)
اور ایسی ہی بعض دیگر آیات قرآنیہ سے ثابت ہے تو اعلیٰ حضرت کا وجود قدرت
خداوندی کی بھی دلیل بنتا ہے۔ بایں طور مذکور بنا بریں آپ کی ذات صداقت سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل اور حجت میں اور اللہ کی حجت کو نبی
کی ذات پر منحصر کر دینا مذکورہ بالا آیات کی اور ایسی دیگر آیات کے منافی اور خلاف
ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی کی ذات حجت اکل اور حجت اعظم ہے مگر نفس
حجت کا انحصار ذات نبی میں ہرگز درست نہیں ہے بلکہ جمالت ہے۔ اس
اعتراض کی تفصیل تانائب نے ترجمہ میں لکھی تھی جس کا جواب عرض سے کر دیا ہے۔
تفصیلاً۔

ایک اور اعتراض

بعض صاحب مشہور پر لکھتے ہیں کہ ہم گذشتہ صفحات میں یہ بیان کر چکے ہیں
کہ بریلوی حضرت اپنے مجدد اعلیٰ حضرت کو غلطیوں سے بڑا اور معصوم عدل الخطا
سمجھتے ہیں اور یہ عصمت تو انبیاء کرام کا خاصہ ہے اور انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور
کو معصوم سمجھنا ختم نبوت کا انکار ہے یا انکار کے مترادف ہے۔
الجواب :- تاہم کرام یہ عبارت میں منطوق طور پر قضیہ مہیا ہے اور

موجب جزئیہ نہیں ہے۔ تاہم عدل کے لفظ سے کیا کیا غلطیوں سے پاک و بڑا ماننا
ایک امر ہے اور تمام غلطیوں سے بڑا ماننا امر آخر ہے پھر خطاؤں سے معصوم ماننا
اور بے اور گناہوں سے بڑا ماننا اور چیز ہے انبیاء کرام گناہوں سے معصوم
ہوتے ہیں مگر خطا، لغزش، سہو و سیلان و ذلت کا امکان ہی نہیں بعض کا
بعض سے ذنوع بھی بڑا ہے بزرگ ان کریم سے بھی ثابت ہے۔ باقی دیکھ کر بریلوی
حضرت اعلیٰ حضرت کو انبیاء کرام کی طرح معصوم مانتے ہیں یا معصوم سمجھتے ہیں۔
قریر جھوٹ اور صداقت کیوں کہ ہے۔ صدر الشریعہ حضرت مولانا عبد علی اعظمی
اعلیٰ حضرت کے خلیفہ نبوت کے متعلق عقائد مذکورہ کرشمے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

”نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک اور شیعہ کا خاصہ
ہے کہ نبی اور فرشتے کے سوا کوئی معصوم نہیں، اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم
سمجھنا گمراہی و بدعتی ہے عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الہی
کا وعدہ مولیا، جس کے سبب ان سے حدود و گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر
اولیاء کے اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے اور ان سے گناہ ہو گا نہیں اگرچہ ہو تو
شرعاً محال ہی نہیں۔ (ملاحظہ ہو ہادئ شریعت صفحہ ۱۰۱)۔

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ اہل سنت حنفی
بریلوی کے نزدیک عصمت انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے عصمت کسی اور کو حاصل نہیں
ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کے لئے عصمت کا کون کون سا مقام ہے ثابت ہو گیا ہے۔
کہ یہ دشمن کا پرہیزگار امر امر جھوٹ پرستی ہے۔ لعل اللہ علی انکا ذہین۔
اعلیٰ حضرت نہ تو گناہ سے انبیاء کی طرح معصوم تھے نہ خطا و لغزش
سے نہ سہو و سیلان و ذلت سے ہی معصوم تھے۔ البتہ معصوم کی جگہ غلو
تھے۔ گناہوں سے اور عصمت یعنی المعروف خطا و ذلت نہ سپرد انسانیت

تو ایسا بھی معصوم نہ تھے۔ تو اور کون ہے جو ان سے معصوم ہو لغبن اصطلاحی معروف کے ساتھ۔

ایک اور اعتراض

کچھ غیر صاحبِ مصلحت کے آخر میں لکھتے ہیں کہ بعض بریلوی کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے بچپن میں راستے میں کچھ طوافت کو دیکھا تو کہنے کا دامن اٹھا کر انکھوں پر دھک لیا جیسا بچپن میں ان سے ہوا کہ اور جب کہ لڑا تھا تو کہنے کو کہنے کو طوافت ان پر پڑنے لگی اور کہا کہ چہ تو کہتے تو صاحب لیا مگر شرم گاہ کو شکار کیا تو آپ نے جواب دیا کہ جب انکھ بکھتی ہے تو دل بکھتا ہے اور جب دل بکھتا ہے تو شرم گاہ بکھتی ہے۔ جو لوگ ان کو مافوق البشر ماننا چاہتے ہیں ان سے سوال کرنا چاہیے کہ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ طوافت ہیں۔ نیز جس بچے کو اپنی شرم گاہ دھانسنے کا پتہ نہیں اس نے نظر قلب اور ان کی تاثیرات علی السکر کو کیسے جان لیا۔ الخ ص ۱۱۱

الجواب: قارئین کرام اللہ کی مخلوق ساری ایک جیسی ہیں بلکہ فطرۃ ہی متفاوت ہوتی ہے۔ بعض معقرات میں نظری طور پر ایسی صلاحیتیں ودیعت کر دی جاتی ہیں جو دوسروں میں نہیں ہوتیں پھر بعض کمالات وحی و نبیہیں بھی ہوتے ہیں جو بچپن میں ہی عطا ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اِنِّیْ عِیْنٌ لِّلْاٰیٰتِیْنَ اَلْکٰتِبَہٗ جَعَلْنٰی نَبِیًّا لَّہٗ اُوْرُوْضَیْہٖ شَہٰدٌ مِّنْہٗ اَھْلِیْہٖا۔ وغیرہ دلائل سے ثابت ہے۔ اعلیٰ حضرت کی ایسی صلاحیتوں پر بچپن میں نام نہ ہونے کے عدم امکان پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس کے عدم امکان کو ثابت کرنے کے لئے بے غیر صاحب کو دلیل پیش کرنا ضروری تھی جو وہ نہیں کر سکے اس لئے یہ اعتراض جتنی پرچہ جانت ہے۔

اعترض: بعض بریلوی کہتے ہیں کہ امام احمد رضا کے علمی دہریہ سے یورپ کے سائنسدان اور ایشیائے خلا سفر کرتے تھے۔ البریلویت ص ۱۱۱ و بحوالہ روسا کی دنیا ص ۱۱۱

الجواب: اس دعویٰ پر ہم صرف اعلیٰ حضرت عظیم البکرت کی کتاب جو حرکت و سکون زمین و آسمان کے موضوع پر چھپی ہوئی موجود ہے۔ اس کو اور اس کے علاوہ متعدد کتب ہیں جن کی تعداد تقریباً ایک سو بلکہ ایک سو پچاس کتابیں و رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:-

- ۱۔ نزول آیات قرآن بسکرت زمین و آسمان۔
 - ۲۔ فوز مہیت و حرکت زمین۔
 - ۳۔ تقانوں رعیت البیت۔
 - ۴۔ طلوع و غروب کوکب قر۔
 - ۵۔ رویت بلال۔ اسکی تفصیلی مٹھنا جو تلو اکڑ لیا تبت علی خان نمانہ، ایم اے ایل۔ ایل۔ بی۔ ایچ۔ ڈی ڈی کٹر چکوال کی کتاب تو ان سائنس اور احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا اور یہ قوتیں ہیں جن کا اعلیٰ حضرت کس قدر سائنس میں ماہر تھے۔ ان کی اس موضوع پر متعدد کتابیں و رسائل کا وجود ہی دعویٰ مذکور کی دلیل ہے۔ یہ بالآخر یہی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔
- اعترض:** ایک بریلوی سائل کہتے ہیں کہ تاسعہ کے اعلیٰ حضرت کو خدا داد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں۔ ان کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لئے اہل لغت لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔ البریلویت ص ۱۱۱ و بحوالہ اور حوالہ کی دنیا ص ۱۱۱ و انوار رضا ص ۱۱۱
- بیز جب اعلیٰ حضرت حج کو گئے تو مسجد شریف میں مغفرت کی بشارت دی گئی۔

اسناد حقیقی ذاتی اور عطائی اور اسناد مجازی سما

تاریخ کرام قلیہ کے فیروز صاحب نے البریلوٹ کے صاحب فریکھاسے کے بریلوی
حضرت خاں صاحب کو محمد سار امام بریلوٹ مالک و شافع اور ان کے گھر کو
دارالشفاء - یہ کہ انہوں نے انھوں کو مینا کی دی گئی تھی کہ جس کی قوت دی ہے

اندر صولے کو بنیاد دیا بہرہ کے کدے شنوا کہ دیا

دوستی بنی زندہ کیا یا سیدی احمد رضا

امراض روحانی و نفسانی امت کے لئے
یاسمدی یا مرثیہ یا مالکی یا ثنائی

جب جانے لگی کہ وقت ہوا اور ہر نئی شیطانی کڑی

حمید سے اس کے بچے یا سیدی احمد رضا

اجہک ساین غوث پر اور سچہ بہ سبایہ غوث کا اور ہم پہ ہے سائیر ایا سیدی احمد رضا

احمدیہ نبوہ رب کی رضا احمد کی تجھ پر رضا

اور ہم پر ہوتی رہی رضا ریاستی احمد رضا

ایک اور شاعر مرتزہ میرا ہے۔ کہ

مخلوق کے حاجت روا احمد رضا ہے میرا مشکل کشا احمد رضا

کرنے کی نسبت واسناد و اپنی طرف کرنا مجاز کی دلیل ہے اور اسی طرح آنا کہنا
بہا قیل ان یترصد لیک لکے ٹرے ٹکٹے میں ایمان کی اسناد و اپنی طرف
کرنا بھی مجاز پر مبنی ہے۔ احادیث سے بھی مثالیں دی جا سکتی ہیں مگر اختصار
مقصود ہے۔ اسی طرح ان کلمات متفرقہ میں جو اسناد ہے، وہ مجاز
پر مبنی ہے۔ لہذا یہ مشک ہے نہ حرام نہ مکروہ وغیرہ میں کو شرک و حرام
فرزاد یا دلوں، نجدیں کی جہالت و حماقت ہے۔

اصول کی بحث

تاریخیں کرام علماء اصول فقر نے پانچ مقام ایسے بیان کئے ہیں جہاں حقیقت متروک ہوتی ہے یعنی حقیقتی معنی کلام کاراد نہیں آیا جانا کہ وہاں مجازی معنی جاری رہا ہے۔ ایک مقام یہ ہے کہ مکمل کلام حقیقی معنی کو قبول نہیں کرتا تو اسکی مجازی معنی مراد ہوگا۔ اب غار ہے کہ حرکات نثر و نظم منقول ہوئے ہیں ان کا مکمل تصور علیہ السلام یا حضرت یا علی حضرت یا کوئی بھی ولی مرکت ہے۔ غار ہے کہ یہ حضرات اسناد حقیقی کے متحمل نہیں ہو سکتے یعنی یہ حقیقی مشکلات اس حقیقی حاجات و احوال حقیقی واقع البلاء حقیقی متعین مددگار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہاں اسناد مجازی اور اور معنی مجازی ہی مراد آیا جائیگا اور مراد یہ ہوگی کہ یہ حضرات ان چیزوں کے وسائل و واسطے ہیں، ان کے وسیلہ سے مشکل حل ہوتی ہے ان کے وسیلہ سے حاجت پوری ہوتی ہے، بلا ملتی ہے، مدد دہی ان کے وسیلہ سے ملتی ہے۔ حقیقی طور پر تو وہ سب کچھ کرتا ہے مگر ان کی دعا سے، ان کے وسیلہ سے ایسا نترتا ہے۔ اس لئے بظاہر ان کی طرف نسبت داسنا و کروی باقی ہے جیسے حضرت مریم کو مبارک یا تو خدا نے

مگر چونکہ ملاک اسرار حضرت جبریل تھے اس لئے انہوں نے اسناد و نصیحت اپنی حالت
کرتے ہوئے لکھا ہے لایک علیہ السلام جیسا کہ فرمایا ہے جس طرح یہ شرک نہیں ہے
اسی طرح وہ بھی شرک نہیں ہے جیسے وہ حرام نہیں اسی طرح یہ بھی حرام نہیں ہے
دوسرا مقام یہ ہے کہ مشکل کی نسبت میں حقیقی اسناد و مدار نہیں ہے تو اس
حالت سے بھی کلمات نشرو نظر مذکور میں اسناد و حقیقی کو مراد قرار دینا نا انصافی ہے
اپنی مراد کی تعین کا حق صرف متکلم کو ہے، ہم کون جوتہ ہیں کہ خود کسی کے کلام
کی مراد کی تعین کریں اور ان کے کلام کی مراد و جلوں میں جو اشارہ اور عبارتی
عبارات ہیں یہ ہیں جسے دے مشکل الیوب رضوی کی مراد اسناد و حقیقی اور حقیقی
برگز نہیں ہے بلکہ ان کی مراد اسناد و عبارتی اور صحیحی مجازی ہے اور اس کی دلیل ان کا
کہا کہ مسلمان ہونا ہے۔ یا قی میں مقامات کے پیش کرنے کے ضرورت نہیں ہے۔
اختصار پیش نظر ہے ہر حال یہ بحث اصولی اشارہ میں حقیقت مجازی کی بحث
میں مفصل مبرور ہے۔

الزمامی جواب

میں مفصل موجود ہے۔

الزامی جواب :- اگر ہندیوں کو پادریوں کی ہماری کسی سختی کا کلام کرتے ہیں تبھی ہم ان کے سامنے الزامی جواب عرض کرتے ہیں کہ جناب تمہارے اپنے اکابر جس ایسے خطبے اور اشعار اور بعض روایات پیش کیے ہیں جن میں غیر اللہ کو ذات واضح الفاظ میں نسبت اور سناد موجود ہے مثلاً :-

۳۳۵

و فرستادند انچه انقاظين رسيدند و در اساميه و ديوانه
 ا- فوب مدد حق حسن خان بنحو پالي اچي كتاب بنزل الابرار صفت ۳۳ پير ايكه
 و در اينه نقل كرده كه من عبد الله بن مسعود بن فني الله تعالى
 عن عمر بن مرمول الله صلى الله عليه و آله و سلم قال اذا انفلتت رايته
 احذركم يا مرض فلانة فليتنا و دعي عباد الله و احببوا اعيان الله و احببوا
 فان الله عسى و حبل في الامر حق حاصل و بحسب روايتي و اخبرني السيد

ابو یعلیٰ والبطنی فی قال فی مجمع الترمذی فیما معروف بن حسان
وهو ضعیف الخ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب دیر نہ میں تم سے کسی کی سواری گرجائے تو اسے (لوٹ، پکارا یا چاہیے۔ اسے آؤ کے بندو اور کو سے اللہ کے بندو رکھو) بلکہ اللہ کے لئے زمین میں دو گئے والا ہے جو اس کو رکھتا ہے اسی روایت کو مسیحی نے روایت کیا ہے اور اس کی تخریج امام بزار اور امام ابویعلیٰ اور طبرانی نے کی۔ اور مجمع الزوائد میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں ایک بروی معروف بن حسان ہے جو ضعیف ہے۔

اس حدیث مرفوعہ کوئی سے ثابت ہوتا ہے کہ عباد اللہ کو مشکل اور مصیبت کے وقت اور ضرورت کے موقع پر پکارنا مکمل جائز اور زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ شرک ہے کیا یہ حرام ہے ہرگز نہیں کیونکہ یہاں مراد اسناد مجازی ہے۔ اور اس کو پیشور نے غیر متقدمین و نام نہاد اہل حدیث کے گروہ نے جائز قرار دیا ہے بلکہ انہوں نے اس پر بھی قیاس صاحب نے بلکہ اپنا تخریر اسی صفحہ ۳۳۵ میں بیان کیا ہے کہ میں نے بھی ایک موقع پر گھوڑے کے گم ہو جانے کے بعد الیہ کیا تھا یعنی عباد اللہ کو پکارنا عبادت برائے کسی کے لئے ۱۱ حد کے لئے اور میری حاجت پوری ہو گئی تھی ثابت ہو کہ غیر متقدمین کے ایک پوئی کے عالم نے غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر عباد اللہ کو پکارنا جائز قرار دیا ہے اگر یہ شرک اور کفر ہے تو پھر قیاس صاحب کو بھی مشرک کہنا فرمانا چاہئے گا۔
”قویا اپنے دام میں صیاد آگیا“

معارضہ: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ اس کا ایک راوی معروف بن حسان ضعیف ہے جیسا کہ اوپر عبارت منقولہ سے ثابت ہے۔

الجواب:

اولاً: اعتراض غلط ہے اس لئے کہ معروف بن حسان کی روایت میں حسان ضعیف ہے اور ضعف کا سبب یا وجہ نہیں بتائی گئی۔ اور محدثین کو کام کے لئے روایت ایسی جرح نہیں ہے۔ جو قابل قبول اور معتبر نہیں ایسی جرح سے راوی کا ضعف ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں ملاحظہ مذکور ہے۔ فقیر نے اس شرح مختصر الفقہ میں ہے عبارت ملاحظہ ہو والجرح مقدم علی التقدیل و اطلاق ذلک جیسا عنہ و لکن محلہ ان صدر فضیلتنا من عارف اسبابہ۔ یعنی جرح تقدیل پر مقدم اس وقت ہے جب جرح مفسر ہو خارج وہ ہے جو اسباب جرح کو ملاحظہ ہو۔

ثانیاً: اگر باقر بن شعیب سے روایت کیا جائے تو یہی مخالف کا دعویٰ ہوتا ہے ہر گز کوئی حدیث ضعیف سے حکم استحباب ثابت ہوتا ہے تو حکم واجب تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ چنانچہ خود قیاس صاحب مدنی حسان بیہوشی اپنی کتاب دلیل الطالب صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں حجت ہے اور غیر متقدمین و تابعیہ کے شیخ اکمل سید قدیر حسین (الموقوف فی الخیر) لکھتے ہیں کہ حدیث ضعیف جرح موضوع نہ ہو اس سے استحباب اور جواز ثابت ہو سکتا ہے اقتداؤی بذریعہ ۲۶۵ ج ۱۔ اور امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں کہ نقال العلماء من المجتہدین والفقہاء وغیرہم یجوزونہ و یستحبونہ العمل فی الفضائل والمجرب والخصیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعاً۔ یعنی علماء محدثین اور فقہاء وغیرہم یہ فرماتے ہیں کہ فضائل اور تزیین و تزیین میں

ضعیف حدیث کے ساتھ عمل کرنا جائز ہو کر مستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو ملاحظہ فرما
کتاب الاذکار مطبوعہ مکتبہ صفحہ

ان تین خواہشات سے ثابت و واضح ہو گیا کہ حدیث ضعیف جو موضوع نہ ہو اس
پر عمل کرنا جائز ہے اور اس سے جو روایتی راحت تو دیکھ کر اور بھی مستحب بھی ثابت ہوا
ظہر مدعی لا کفر بھاری ہے گواہی تیسری

۲۔ ثانیاً یہ کہ یہی روایت عقیدہ بن عزوجل سے بھی مروی ہے وہ حضور سے روایت کرتے
ہیں کہ قال فہذا اصل احکم شیعۃ اور اصل واحد کمد عونا وهو بائض یسے
بھا ائیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی خان اللہ عباد
لا بواہد اللہ الخرجہا الطہراتی فی الکبیر قال فی مجموع وچوالہ
والنقص علی ضعف فی بعضہم ۶۱۰۰۰۰

یعنی حضور نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے کوئی مدد مانگا جائے
دینے میں تو میں کہے کر کہ

لے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اسے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کیونکہ اللہ کے بندے
ایسے ہیں جو کسی کو نظر نہیں آتے۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں تحریر
کیا ہے اور مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ باوجود بعض میں
میں ضعف کے پائے جاتے تھے۔

۳۔ ایک روایت اس کتاب کے سی صفحہ پہلی باب ابن عباس سے بھی
۲۔ مروی ہے کہ و اخرجہ السنن من حدیث ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وآلہ وسلم قال انی یئس منکم لکن فی الارض صولک الحفظہ
یکتبون ما سقط من ورتی الشیخ فاذا اصحاب احدکم شیئاً یارین
فلان فلان عینونی یا عباد اللہ۔ قال فی مجموع وچوالہ ورجالہ ثقافہ۔

قال شرح الحدیث فی الحدیث رسل علی جوارہ الاستقامۃ بین
لا بواہد الانسان من عباد اللہ سبحانہ من املا یکتبہ وصالحی

الحسن و الحسن فی ذلک یاس ۱۰۰۰۰۰

امام بزار نے ابن عباس کی حدیث کی تخریج فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے نیک اللہ کے لئے فرشتے ہیں زمین میں۔ گراما کاتبین کے علاوہ جو فرشتوں
کے کرنے والے تھیں کہ کھینچے ہیں۔ یہی حبیب قوم میں سے کسی کو کوئی تکلف ہو تو دہانے
ہیں تو وہ پیرے پکارے اسے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ فجاء الرواد میں فرماتے ہیں اس
روایت کے راوی ثقہ ہیں شراح غفرلہ کے کہ اس حدیث میں ایسی غلو سے دور مانگنے کے
جو از پر دلیل ہے جو انسان کو نظر آتی ہو جیسے ملائکہ اور نیک بنات اور اس میں کوئی
خرج نہیں ہے۔ اب یہ روایت متداول سندوں سے مروی ہے۔ کبیر ابن سور سے کہیں
عقیدہ بن عزوجل سے کہیں ابن عباس سے اور تعدد سند روایت کے قوی حسن ہے
کی دلیل ہے۔ تعدد سند سے حدیث قوی بن ماتی ہے اور حسن عقیدہ پر ماتی ہے، چہ
مرف فضائل میں بھی ہیں بلکہ احکام میں بھی قابل قبول ہوئی ہے۔ بنا پر باوجود بعض راویوں
کے ضعف کے یہ قابل استدلال و قابل احتجاج ہے شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق
حدیث دہلی علیہ الرحمۃ مقدمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:-

والحدیث الضعیف الذی بلغ بتعدد الطریق موثبات

الحسن لغیرہ انما یجمع علیہ وما اشتہل الحدیث الضعیف

معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرھا لکن دحضہ اللہ لا معجول

لانہ داخل فی الحسن لا فی الضعیف شرح بہ الاصل صفحہ

یعنی وہ حدیث ضعیف جو لغو و طریقت حسن کے درجہ پر نہ ہو بلکہ وہ بھی
مجمع علیہ ہے یعنی اس پر اتفاق ہے کہ احکام میں مقبول ہے اور یہ جو شہ پر ہے

کہ حدیث ضعیف صرف تشکیکی افعال میں معتبر ہے تو اس سے مراد نہ یہ حدیث ضعیف ہے
بلکہ یعنی جس کی صرف ایک ضعیف سند ہو۔ مجموعہ احادیث ضعیفہ مراد نہیں کیونکہ چند
ضعیف احادیث کا مجموعہ تو حسن بخیرہ میں داخل ہے حدیث ضعیف میں داخل نہیں ہے
جیسا کہ تصدیقاً حدیث نے تصریح فرمائی ہے۔

حب اس حدیث کی سند میں متعدد میں تو اب یہ محض ضعیف نہیں بلکہ حسن
بخیرہ میں گرتی ہے جو احکام میں بھی قابل استدلال ہے۔

نوٹ ہے :- تو اب صدیق حسن خان نزل الابرار کے صفحہ مذکور میں ان روایات
کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض مدعی لوگ اس حدیث سے غیر اللہ سے استغاثت
کے جواز پر استدلال کرتے ہیں مگر یہ کس قدر جاہل ہیں استدلال کی کیفیت اور اصل
نزاع سے تو اس کا جواب دہی خدمت ہے کہ تو اب صاحب کایہ اعراض ان کے
غیر واضح اس پر نے کی دلیل ہے کہ اس حدیث سے غیر اللہ سے استغاثت
کا جواز معتبر نہیں ہوتا۔ کیونکہ جناب ملازم کرام اور جنک جماعت یا مال الغیب غیر اللہ
نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کے غیر اللہ ہیں اور یقیناً غیر اللہ ہیں تو پھر ان سے مدعا کرنا اور ان سے
اولیائے شرک و حرام ہونے آخر کیوں؟ یہ فرق علامت خط ہے۔ ایک طرف تو یمن
اللہ میں غیر اللہ ماننے ہیں۔ ملائکہ و جنات و رجال الغیب کو اور دوسری طرف ان کو
پکارنا، ان سے دعا مانگنا، ان سے فرار دینے ہیں آخر اللہ ہونے میں ان کے اور انبیاء و اولیاء
کے درمیان کیا فرق ہے۔ وجہ فرق یہ ہے جوئی چاہیے۔

یا عماد اللہ! عینوں کی روایت کو حسن معین میں بھی بیان کیا گیا ہے اور دیوبندوں
کے قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۷ میں یہ
میں بھی نقل کیا ہے ورنہ اوّل کی ہے کہ عبداللہ سے مراد رجال الغیب ہیں، جس کا جواب
ابھی ہم دے چکے ہیں۔

۴۔ یہی تو اب صدیق حسن خان صاحب ہترانی نے کہا ہے :-

۱۔ شیخ سنت مدوے نامی شرمکالے مدوے
یعنی اس سنت کے شیخ مدوے اور اسے نامی شرمکالے مدوے کہہ کر وہ بیان دہرتے
میں مدوے کا ستار شیخ سنت اور نامی شرمکالے کی طرف سے اگر اس کو
اسناد حقیقی مانا جائے تو کفر و شرک ہوگا اور اگر ان کو کفر و شرک سے بچانے
تو پھر اسناد کو مجازی مانا ہوگا۔ علماء دیوبند کے ایک پیشوا مولوی حسین علی دہلوی نے
انہی اہل لاف و تفسیر میں لکھنے میں کہ :-

خیاں چور ہندو گوند شالہ مدوے پر چیلانی اور لکھنؤ الحیران صفحہ ۳۵
رجوالہ تسکین اللہ و صفحہ ۴۴ از سر فراز گلگڑوی صاحب،

۵۔ لانی در بند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ :-
۱۔ مدوے کر کے کرم احمدی کے تیرے سوا (قصداً قاسمی صفت)

۱۔ نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

بیان بھی مدوے کے اسناد خدا کی طرف نہیں بلکہ کرم احمدی کی طرف ہے جو
حضور کی وصفت ہے اور یقیناً غیر اللہ ہے۔

دیوبندیوں کے حکم الامت جناب تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ :-

ترجمہ : یا شفیع العباد تہبیدی	انت فی الاضطرار معتمدی
ترجمہ : دستگیری کیجئے میرے نبی	کشمش میں تم ہی پویشدلی
لین لی ملتی رسولک آ غشت	منسی الضوسیدی سندی
ترجمہ : جزا سے ہے کہاں میری پیاء	فرج کلفت مجھ پر اقبال ہر گئی
عندانی الذہر بابائے عبد اللہ	جن مغيثا قامت لی صدی
ترجمہ :- ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف	اے میرے سولی نہر لہجے میری

ملاحظہ فرمائیں ص ۱۹۱ از فقہ نوی صاحب۔

ایسے متقدمین و متقدمین حضرات جیسا کہ اہل اللہ صاحب کے اور دیگر علماء دین کے اپنے پیروں کے متعلق اور خصوصاً حضرت کے متعلق ان کی مسلک کلام میں موجود ہیں جن سے مدد کرنے، مشکل کشائی، حاجت روائی وغیرہ کی اسناد و حروف و کلمات علیہ و آلہ و سلم کی طرف کی گئی ہے کیا یہ اسناد حقیقی ہے۔ اگر حقیقی ہے تو پھر ان کا کوئی اور منکر قرار دینا پڑے گا، اور اگر ان کو کفر و شرک سے بچانا ہے تو پھر اسناد کو مجازاً پر محمول کرنا ہو گا۔

۶۔ مولوی حسین علی صاحب چشتی و علماء دین ندوی اپنی کتاب "نیضات حسنی المعروضہ" تحتہ ازہم یہ ہیں اور مولوی صوفی عبدالحی صاحب سواتی بہتم مدہ نہضۃ العلوم کو خزانہ لکھتے ہیں ص ۱۵۵ میں لکھتے ہیں کہ:-

"متحدی نماز کے بعد شائع کلام سے اس طرح توسل کرے کہ خاتمہ اور انسانی تین بار پھر کہے اچھا جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب حضور کی روح کو اور تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین و صحابہ و تابعین، اولیاء صالحین خصوصاً حضرات نقشبندیہ احمدیہ کی ادراج کر عطا فرما۔ اس کے بعد کہے اچھا جو میں نے مشکل کشا پر رشید حضرت مولانا محمد عثمان... الخ فراموشی ص ۱۵۵ ص ۱۵۶ پر دو دفعہ مولانا محمد عثمان صاحب کو مشکلاں اور دست بیکر لکھا ہے۔ غلام ہے کہ یہاں اسناد حقیقی مراد لی جائے تو ان سب کا باخرو و مشرک ہونا لازم آتا ہے اور اگر ان کو کفر سے بچانا ہے تو پھر اسناد کو مجازاً پر محمول کرنا ہو گا۔

۷۔ دفعہ حدیث یا نبی و اللہ علیہ وسلم اسے اللہ کے بند و مرسلہ مدد کرو۔ وقال المعتمد فی بعض قول البیہتمہ۔

قبلہ دین مارے کہ یہ ایمان مارے

ابن تیم مدہ سے خاضی شرکاء مدہ سے

ملاحظہ فرمائیں ص ۱۶۶

یہاں میں اہل حدیث کا پیشوا اعانتہ و مدد کرنے کی نسبت عباد اللہ کی طرف مان رہا ہے پھر ابن تیم اور خاضی شرکاء کی طرف مدد کی اسناد کو اسے۔ اگر یہ اسناد حقیقی ہے تو پھر قراب حدیث سے خاں کو عطا۔ وجہ الزمان کو کافر و مشرک ماننا پڑے گا اور اگر ان کو کفر و مشرک سے بچانا ہے تو یہاں اسناد کو مجازاً ہی ماننا ہو گا۔ اگر ان تمام مذکورہ روایات و عبارات و اشعار میں اسناد مجازاً ہی مراد لی جاتی ہے، تو پھر بریلوی حضرات و شعرا کے کلام و اشعار میں اسناد کو مجازاً ہی کیوں مانا جاتا۔ کیوں ہٹ دھرمی سے کام لے کر ان کو شرک و کفر پر گردانا جاتا ہے اور ان کی اہل حق کو خواہ مخواہ مشرک قرار دیا جاتا ہے کیا یہ تلاطم نہیں؟ یقیناً ہے۔

الغرض اسے دلیلوں، تجویزوں، دیندہ لیا، اگر آپ نے بزرگوں کو کفر و مشرک سے بچانا ہے تو پھر اہل حق، اہل سنت، حنفی بریلوی کو مسلمان ماننا پڑے گا۔ رزائے اکابر کے ایمان و اسلام سے یہی ہاتھ دھونا پڑے گا۔

دلی کے چھوٹے محل کے سینے کے داغ سے

اس گلہ گر آگ لگ گئی گھر کے پرانے سے

حقیقت و اقیہ و عطا میر کی بحث

"تاریخ کرام اگر لفظ میں یہ مان لیا جائے کہ بریلوی کے اشعار و نظریں، اور کلیات میں اسناد حقیقی ہے مجازاً نہیں تو بھی حنفی بریلوی کو مشرک نہیں گردانا جاتا تھا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسناد میں طرح دو قسم کی ہے۔ اسناد حقیقی اور اسناد مجازاً، اسی طرح اسناد حقیقی کی بھی دو قسم ہیں۔ اسناد حقیقی

ذاتی اور حقیقی عطا کی، ایک حقیقت ذاتیہ ہے، دوسری حقیقت عطا کیہ ہے۔ علم خدا کی بھی صفت ہے اور بندے کی بھی صفت ہے قدرت خدا کی بھی صفت ہے اور بندے کی بھی صفت ہے، سمیع و بصیر، دیکھنا، سنانا، پکڑنا، خدا کی بھی صفات ہیں اور بندے کی بھی صفتیں ہیں۔ ظاہر ہے خدا کا علم ذاتی ہے نہ خدا کی قدرت ذاتی ہے، خدا کی سمیع و بصیر ذاتی ہے مگر بندے کی یہ صفات ذاتی نہیں بلکہ عطا کیہ ہیں خدا کی عطا کردہ ہیں۔ اگر ان امور میں حقیقت ہوا سنا کو ذاتی و عطا کیہ میں تقسیم کیے بغیر چارہ نہیں تو یہی تقسیم اگر ان اشعار و کلمات مذکورہ نقل از عمر میں کر دی جائے اور کہا جائے کہ ان مقامات میں اسناد حقیقی عطا کیہ ہے حقیقی ذاتی نہیں ہے۔ تو کون سی شرابی، کوئی قباحت لازم آتی ہے، کون سا کفر و شرک لازم آتا ہے اگر ان جملہ امور میں یہ کفر و شرک لازم نہیں آتا تو وہاں کیوں کہ لازم آتا ہے۔ لہذا ہوا جو، بیکہ نہ ہو جو ابنا۔

ایک اور اعتراض

بیت اللہ غرث پاک کا طواف کرتا ہے جو غلط ہے صفت۔ تو چاہا اگر اشیاء کے اس بات میں اعلیٰ حضرت متفق نہیں اور بھی بیت سے حضرات نے بیان کیا ہے کہ بعض دفعہ بیت اللہ بعض اولیاء کا طواف کرتا دیکھا گیا ہے ما ان کے سر پر کڑا پایا گیا ہے۔ اس میں کعبہ کی تو عین کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ نہ تو عین مقصود ہے، بلکہ اولیاء کرام اور غرث اعلیٰ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے۔ اور یہ کرامت کے طور پر ممکن ہی نہیں بلکہ واقعیت ہے۔ صاحب سوره قنار، درفتار میں فرماتے ہوئے کہ:- بل مثل عبدی ان الکعبۃ کانت تزور و اهل من الاولیاء اهل معجوز القول جہ، فقال شارق العادۃ علی سبیل اکمل صغیر لا حول

الولایت، جائز عند اهل السنۃ الخ.....
یعنی جب علامہ تقی زانی سے یہ سوال کیا گیا کہ یہ جو منقول ہے کہ کعبہ شریف ایک ولی کی زیارت کیا کرتا تھا کیا یہ بات جائز ہے، تو جواباً انہوں نے فرمایا کہ خلاف عادت کرامت کے طور پر اپنی ولایت کے لئے ایسا جائز ہے اہل سنت کے نزدیک، علامہ شامی فرماتے ہیں والایضا ما ذکرہ الامام الشافعی جیسے معتدل عن ما یحکم ان الکعبۃ کانت تزور واحد من الاولیاء الخ اور امام تقی زانی فرماتے ہیں کہ انہما التعلیج من بعض فقہاء اهل السنۃ حیث حکم بالکعبۃ علی معتقد ما روى عن ابو حنیفہ بن ادرہم الخ یعنی تعجب ہے بعض فقہاء کہ اس کو کعبہ کہتے پر حالانکہ یہ ابراہیم بن ادرہم سے مروی ہے۔ شاہ صفحہ ۱۷۷، ج ۱۔

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے اپنے بارے میں خود سنا لے کر تے پر لے کہا ہے کہ میں مملکت یاں کا بادشاہ ہوں اور لوگوں کو میری بات ماننے سے چارہ نہیں ہے۔ البتہ یہ تہ صفت
الجواب: یہ سنا لے نہیں بلکہ حدیث نعت ہے اور تحدیث نعت کے طور پر فرمایا ہے کہ

ملک سخن کی شای، تم کو رہنما مسلم!

جس سمت آگے ہو سکتے بٹھا دیئے ہوئے

اور تحدیث نعت نہ سنا لے ہے نہ جرح بلکہ تحدیث نعت کرنا نامور ہے صفت

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے کہا کہ میرا سینہ علوم کا صندوق ہے جب بھی مجھ سے کوئی

چیز فرمائی جائیگی میں اس کا جواب فوراً دوں گا۔ اس کا تعلق کسی بھی علم سے ہو یہ بھی مبالغہ ہے۔

الجواب: یہ بھی مبالغہ باغور نہیں بلکہ حدیثِ نعمت ہے اور قرآنِ کریم کا حکم ہے وَأَحْبَبُ مَا نَعْتَجِدُ مِنْ بَيْتِكَ فَهَكَذَا۔ تم اپنے رب کی نعمتوں کا درغوب کر جاؤ اور اعلیٰ حضرت نے اگر فرمایا ہے تو یہ نہ کہے اور یا مبالغہ نہیں فرمایا بلکہ حدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا ہے جو کایہ قرآن ہے، ہر کرم نہیں ہے۔

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے محلہ کاٹکس کرتے ہوئے ایسا بیان کیا کہ خود کو آدمیت دانستہ سے نکال کر اپنے آپ کو زمانہ کے کہا تھے کون پوچھتا ہے تیری کسی کو پرواہ ہے تیرے جیسے بزرگوں کے موجود ہیں۔ پھر اپنے بارے میں کہا میں غوثِ اعظم کا کتا ہوں، میرے گلے میں ان کا ڈور ہے ایک بار فاضل بریلوی کے پیر نے بھی نسل کے دو کتے مانگے تو فاضل بریلوی اپنے دو بیٹوں کو لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں یہ دو اصل کھری نسل کے کتے لانا ہوں قبول فرمائیے۔ مجھ سے ۱۰۰۰۰۰۰

الجواب: قارئین کرام کتے کے متعلق مشہور ہے کہ یہ جانور اپنے مالک کا بہشتی زادہ و فادار ہوتا ہے پیر اصحابِ کبیت کے کتے کا دواخو تو خود قرآن میں موجود ہے اور ان پر ہے کہ اس کی وفاداری اور محبت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہی اس کا ذکر کیا گیا ہے، مقصد یہ ہے کہ اس وفاداری میں اپنے آپ کو غوثِ پاک کا کتا کہا گیا اپنے پیشوا سے کوناداری کا انکار کیا گیا ہے۔ یہ مقصد تو ہرگز نہیں کہ کوئی کتے ہیں جو مخالفِ ظالم سے کتا بیگڑ بنالیا ہے۔

زعماۃ اہلسنت حنفی بریلوی کا تذکرہ

تاریخ کرامِ اہلِ پیغمبر نے ص ۵۷ تک اپنے تحت باطن کا خوب مظاہرہ کیا ہے اور ہم نے اس کے تحت باطن پر مبنی اقوالِ خبیثہ کے نہایت قنات اور خجنگ سے جواب دیئے ہیں ان کو کتے کہا اور کتوں کا باپ کہا ہدیا کہ اس نے ص ۵۷ میں اعلیٰ حضرت کو بھی کتے کہا اور کتوں کا باپ بھی کہا۔ الا نار شیعہ بھاخیمہ بزن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر مقرب ہے۔ اگر اندر خباثت ہوگی تو باہر بھی خباثت ہی آئے گی۔ کون پاک اور طیب چوہا باہر کیو نہ کرے گا۔ اس کے بعد فرماتے اہلسنت حنفی بریلوی کے اکابر ہیں اور زعماء کا تذکرہ ص ۵۷ سے ص ۵۸ تک کیا ہے۔ جن میں حضرت مولانا نعیم الدین ولد آبادی، مولانا محمد علی عطشی، مولانا سید وید علی شاہ صاحب، مولانا حسرت علی خان صاحب، مولانا مفتی احمد یار صاحب یعنی رضوان امڈ علیہم رحمہم کا نام نام تذکرہ کیا ہے اور مختصر سوانح کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان حضرات نے بریلوی کی افشاء و تردیح اور تقوینہ میں نمایاں کام کیا ہے اور بریلوی کے بانی کا ماتہ بٹایا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ ان سے قبل بریلوی موجود نہ تھی یہ نیا اختراع اور نیا فرقہ ہے۔

الجواب: تاریخ کرام ہم قبل ازین اسی کتاب میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ بریلوی نہ ہمارے فرقہ و یک کوئی مذہب نہیں ہے۔ بلکہ مذہبِ مروت اور معرفت حنفی ہے، ہم امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مقلد ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے مقلد ہرگز نہیں ہیں وہ ہمارے دشمن اور نادم اور امام ضرور ہیں مگر ہم جس پر امام کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اصطلاحی معنی میں تقبیہ کے لائق بھی ہو۔ بے شمار فقہاء و کرام ہیں جو ہم پر اہلِ امت ہیں، امام کہتے ہیں، امام کہتے ہیں۔ مثلاً امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر

امام عبداللہ بن مبارک "امام سفیان ثوری وغیرہم علیہم الرحمۃ والرضوان" مگر ان میں سے
ہر کسی کے مقلد نہیں ہیں۔ بریلوی جو ایک نسبت ہے، اعلیٰ حضرت بریلوی کی طرف یا
بریلی شہر کی طرف اور اس نسبت پر ہمیں قریبے راہ لکھنا اللہ تعالیٰ علی ذالک

بریلوی کہلانے کی ایک اہم وجہ

حیران حیران ایک مہنس ہے اور انسان کی بھی یہ جہش ہے اور یہ انسانی
حیوانیت میں دوسرے حیوانوں کے ساتھ مشترک ہے، اس ضرورت ہے کسی ایسی
چیز کی جو انسان کو حیوانیت میں دیگر حیوانوں سے ممتاز اور جدا کرے۔ اس کے لئے
مناظرے، مناظرے کو مقرر کیا ہے اور اس کو وہ فصل میں لکھتے ہیں کہ یہ اپنی اس کو دیگر
حیوانوں سے جدا کرتا ہے، اسی طرح جب اسلام میں نئے نئے فرقے پیدا ہوئے
گئے تو ایک فرقہ معتز لکھا، وجود میں آیا جس نے اپنا نام اهل العدل والتوحید
رکھا اور اس نام کو اپنا بابر الاقتدار بنا یا قرآن میں جو ضرورت پڑی دیگر گروہ فرقہ سے
انفراز کی تاکہ اہل حق کا اختلاف اہل باطل سے عوام الناس کے لئے دھوکہ کا سبب نہ بنی
کے۔ نابینا اہل حق نے معتزل کے مقابل میں رجحان میں آپ کو اہل العدل والتوحید کہلاتے
تھے، اپنا نام اہل سنت و جماعت رکھا تاکہ امتیاز ہر کے۔ جمہور اکثر عقائد میں کسی
تفصیل موجود ہے۔ اور زمانہ کے اب حالات بدل گئے اور اہل سنت کہلانے والوں
میں بھی انتشار و عداوت پیدا ہوئی اور بعض ایسے سنت کہلانے والوں نے معتزل کا
راستہ بعض مسائل میں اور بعض میں عداوت کا راستہ اپنا لیا اور باوجود اس کے
اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت ہی کہلاتے پر ہر درجے تو اب پیر اہل حق کا اہل
باطل سے اختلاف کا نظریہ پیدا ہوا، تو ضرورت پڑی کہ اب پھر ایک فصل میں لکھ کر
اہل حق اہل سنت کو امتیاز دیا جائے اور اہل باطل سے جدا کیا جائے تاکہ عوام الناس

کسی دھوکہ میں نہ پڑ جائے۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے میر تقی میر نے
بریلوی ہے اب جسے شیخ حنفی، بریلوی کہا جاتا ہے تو اہل حق اہل سنت، اصل حنفی
اہل باطل، فاضل حنفی، فاضل حنفی سے ممتاز اور جدا ہو جاتے ہیں اور دھوکہ میں نہیں
پڑتے اور اپنے آپ کو وہابیوں، سجدہ دہوں، چکھڑا لوگوں، دیوبندیوں وغیرہ سے جدا
کھینچتے ہیں۔ اس لئے یہ بریلوی مذہب نہیں بلکہ فصل میں لکھ کر قائم ہے اور بالاعتقاد
ہے اہل حق کے لئے اہل باطل سے تمام گفت بندی، تمام قادری، تمام حنفی، تمام
سہروردی، ان کے وہی عقائد ہیں جو اعلیٰ حضرت بریلوی کے ہیں۔ ان کو اپنے بریلوی
ہونے کا شہرہ مہربان نہ ہو وہ بریلویت سے باخبر ہوں یا بے خبر، ہر حال وہ بریلوی ہیں
جب ان سے اہل حق بریلوی کے عقائد و نظریات کے متعلق دریافت کریں گے، تو
وہ بے ساختہ کہیں گے کہ یہ تو ہمارے عقائد ہیں یہی تو ہمارے نظریات ہیں۔
مہارے اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بریلویت کو مستقل مذہب نہیں بلکہ نسبت
اور فصل میں ہے اور ہمیں اس پر توجہ ہے۔

بریلویت نیا فرقہ نہیں ہے

قارئین کرام خود جیسے غیر صاحب نے اہل بریلویت سے سنت میں تسلیم کر لیا ہے کہ
بریلوی کوئی جدید فرقہ نہیں بلکہ ان سے پہلے خیر آبادی، بدائی، رام پوری، نان نام
سلسلہ کا میں وہی عقیدہ ہے جو علماء بریلوی کا ہے۔ مزید صحت پر ہی قرار کرتے ہیں
کہ یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام کے لحاظ سے نئی ہے، لیکن افکار اور عقائد کے
اعتبار سے قدیم ہے۔ اس عبارت میں بریلویوں کے عقائد کا قدیم ہونا مان لیا ہے۔
خود کار اہل حدیث بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ لوگ قدیم مقلدین کے پاندھے تھے۔
چنانچہ مشہور شریح سیلانی ندوی میں کامیلاً ملین اہل حدیث کی طرف تھا، کہتے ہیں

کو غیب فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر برائی اور بدکاری کے علم رکھنے والے تھے جو حیاتِ شیعہ صفا، اور نامِ خدا اہل حدیثوں کے شیخ الاسلام شام، الشارح مری لکھتے ہیں کہ امرت سر میں اسلہ آبادی، پیر سہ آبادی، دہلی کے دھڑکے وغیرہ کے ساوی ہے، اسی سال قبل پہلے سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو موقعِ تجدید بطورِ سرگرمی حاصل ہے۔

ان تین عداوتوں سے، جن میں خود پیر پیر کا اپنا قول بھی شامل ہے، اہلِ مَن الشمس ہو گیا ہے کہ بریلوی شافریہ یا جماعتِ حنفیہ کو یہ جماعت ہے فرقہ میں نہیں اور وہاں بیت، دیوبندیت، نچریت، چکرا لہریت، مودودیہ و غیرہ سے بہت عرصہ پہلے موجود ہے بلکہ قدیم سے موجود ہے اور ان کے افکار و نظریات و عقائد بہت پرانے اور قدیم سے پہلے آکر ہے میں سلیک طرفت کو پیر صاحب بریلوی افکار و عقائد کو قدیم سے ان رہے ہیں۔ دوسری طرف بریلوی کو اگر بڑی ایکاد قرار دینا چاہتے ہیں۔ کیا یہ واضح تضاد نہیں ہے اور کیا یہ اپنی تکوین سے آپ کے ضمن میں نہیں آتا، یقیناً ایسا ہی ہے۔

حکمر مدعی لاکھ پربھاری ہے گواہی تیسری اور پیر صاحب کا یہ کہنا کہ بریلوی زعماء مولانا نعیم الدین، مولانا امجد علی، مولانا دیار علی شاد، مولانا مفتی احمد یار خاں ہیں تو یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ بریلوی زعماء کا انحصار صرف ان حضرات میں کرنا غلط ہے۔ جب تک پیر صاحب مانتے ہیں۔ اہلِ بریلوی کے حصے پر کہ یہ جماعت اپنے افکار و عقائد کے لحاظ سے قدیم سے ہے تو پھر ان کو یہ بھی ماننا ہوگا کہ قدیم زمانہ کے علمائے اہلِ بریلوی افکار و عقائد کے حامل تھے اور وہ کون تھے، وہ محدثین کرام فقہاء اسلام اور مفسرین عظام تابعین و تابعین

نیکو خرم و صابرا م بھی اپنی افکار و عقائد کے حامل تھے۔ آئندہ ملنا والی کتاب کے باب کے جواب میں اس کا پتہ اس غیبت سے پیش کیا جائیگا۔ استدلال فرمائیں۔ ہر حال یہاں ہم چند شخصیات کے نام گنا چاہتے ہیں:-
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلوی، ملک العلماء سید احمد فرنگی علی، حضرت مولانا ارشد حسین صاحب رام پوری، محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب فیصل آبادی، امام اہل سنت ہمتی وقت غزالی زماں، رازی دوران علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین، یہ سب حضرات ہیں افکار و عقائد کے لحاظ سے بریلوی تھے، اعلیٰ حضرت سے متفق تھے۔ افکار و عقائد میں اہلِ بریلوی علی ذاکر، ٹوٹ: تھارنٹن کا اسم ہے پیر صاحب کی جہالت کا اندازہ لگائیں کہ اہلِ بریلوی کے صفحہ پر لکھتا ہے۔ اہلِ بریلوی راہی فی طفر لیتہ و حسانت فی الطریق و فرقیہ فیصیر و وضع علی العیون حجاباً بتمیم۔ یعنی بریلوی صاحب نے کچھ نہیں دیکھا میں طوائف کو دیکھتا تو فیض کا دامن اٹھا کر لکھوں پر کھلی ان سے شرماتے ہوتے۔ الخ اس عبارت میں موسات موقوف ہے اس کی طرف لڑنے والی غیر مبنی غیبت لاف مزوری ہے مگر یہ پیر صاحب کے مہنت کے منہم لکھتے ہیں اس پر بھی لڑائی اور جاری نہیں علامہ کلام کا شوق تھا۔
مذکورہ صفحہ ۱۰ پر فرقہ کی کہیں کہیں یہ عبارت مبنی تحریر ہے کہ کچھ تحریریت نقل کی ہے کہ لڑکا لڑکا آباؤ اجداد کا صیغہ ہے۔ کیونکہ بخوبی فائدہ یہ ہے کہ جب بنیاد اہلِ بریلوی پر تو قیاسی کچھ تھا وہاں مزیروں سے لگے یہ صاحب یہاں سمجھے کہ جو کچھ آباؤ اجداد ہیں جمع لانا چاہیے کیا یہی علامہ کے نام نہاد

اہل حدیثوں کے کا، شاہکشن واہ رسے واہ، ایسے ہی علامہ ہوتے ہیں، کیا خوب ہے۔

ہجرت سے انکار کی وجہ

تادمین کرام بے فیہ نے گزشتہ صفحات میں یہ اشارے بھی دیئے ہیں کہ بریلوی علماء نے تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندوستان سے ہجرت کرنے کی سختی سے مخالفت کی تھی جو اس بات کی دلیل ہے کہ انگریزوں کے خلاف نہ تھے۔

الجواب :- تاریخ کرام یہ بات کہ انگریز کے خلاف کون تھا اور کون اس کا حامی تھا۔ گزشتہ صفحات میں خود ثابتوں کے اکابر علماء کی تصریحات سے واضح کر دیا گیا ہے کہ وہ خود ہی انگریز کے حامی، نمک خوار، وٹا دار اور انعام یافتہ تھے، اور اعلیٰ حضرت شدید نفرت کرتے تھے۔ انگریز سے اور اس کے ساتھیوں کے سخت مخالفت تھے۔ اب دیکھ کہ آپ نے اور آپ کے رفقاء نے ہجرت کی مخالفت کیوں کی کہ حقیقی اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تیقوت کے مطابق ہندوستان دارالاسلام تھا اور دارالاسلام سے ہجرت کرنا ناجائز و ناجائز، اور ان کے بے حرمتی کا سبب بننا تھا اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ دارالاسلام اس سے ہجرت عام حرام ہے کہ اس میں مساجد کی دریافتی و بے حرمتی، تہذیب و تمدن کی بربادی، کثرتوں، بچوں اور

مطیعین کی تباہی ہوگی۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۶ ج ۶۔
پھر فرماتے ہیں کہ دشمن اپنے دشمن کے لئے ہیں! تین بات ہے :-
اولیٰ اس کی مدت تاکر جنگلا ہی ختم ہو۔ دوم یہ نہ ہو کہ اسکی جلاوطنی کا اپنے پاس نہ رہے۔ سوم یہ نہ ہو کہ تو اخیر درجہ اس کی بے پنی کہ عاجز بن کر رہے۔ مخالفت و عہدہ نے یہ تینوں درجے ان پر لے کر دیئے۔ الخ
ان عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ ناضل بریلوی نے ہجرت سے انکار کر کے یا منع کر کے ہندوؤں کو یہی نقصان دینا چاہتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان و کلام اور نقصانات سے بچانا چاہتا تھا۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا موقف درست تھا اور ہجرت کرنے والوں کا موقف غلط تھا۔

ترک موالات کی مخالفت کا الزام

تاریخ کرام نے بریلوی صفحہ ۲۶ میں اعلیٰ حضرت پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ ان کے نزدیک کافر و غاصب انگریز سے ترک موالات حرام ہے۔ مگر یہ سراسر جھوٹ اور بہتان عظیم ہے جس کی حقیقت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت کا موقف یہ تھا کہ موالات برکافر سے حرام ہے بخلاف وہ انگریز جو باہنہ و آپ کو برصغیر کے ان ایڈوانس کرام سے اختلاف تھا کہ وہ انگریزوں سے معاملات و موالات سب کو حرام قرار دیتے ہیں مگر ہندوؤں سے اور ان کے بھڑان کا نہ ہی، نہ وہ غیر سے موالات ہی نہیں بلکہ اتحاد کہ جس جواز فرماتے ہیں امام احمد رضا خان بریلوی تو یہ فرماتے ہیں کہ :-
”موالات برکافر سے حرام ہیں“ اور واضح ہو چکا ہے کہ سب عزوجل نے عام کفار کی نسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کی استثناء و امتناع نہیں پراغزائے بعید اور قرآن کی یہ تحریر شدہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ ص ۲۶۱ (سبک پوری)

خدا کے شریک ہیں..... الخ

الجواب: اس جابل عنبد کی مخالفت ملاحظہ ہو کہ کتاب ہے کہ ان کے مخالف اسلام سے قبل جاہلیت میں بھی موجود تھے۔ کیوں نہ ہو کیا کوئی زمانہ جاہلیت میں ہی کوئی عظیم ماننا تھا، کیا کوئی اس وقت کی بشریت کا انکسار تھا، کیا اس وقت کوئی نبی یا رسول کے لئے غیب کا علم ماننا تھا، کیا کوئی اسلام سے قبل نبی یا رسول کے لئے تصرف کی قدرت ماننا تھا، وہ تو نبوت و رسالت کو نہ مانتے تھے تو نبوت و رسالت کے کلمات کو کیونکر مان لیتا تھا؟ کسی قدر جاہلیت کا منظرہ کیا ہے خبردار ہے؟ باقی راہ پر گم ہونے والا ہے۔ مدد مانگنا جائز قرار دیتے ہیں تو اس کی تفصیل بحث سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے جہاں ہم نے وہاں کے چند اصول کی کتابوں میں لایا ہے اور بدینہ الہدی سے بحوالہ صفحات نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ویرانے میں کچھ گم ہو جانے والوں کو پکارو یا عباد اللہ! آئینہ توئی یا عباد اللہ! آئینہ توئی۔ اسے اللہ کے بند و میری مدد کرو۔ اسے اللہ کے بند و میری مدد کرو اور نواب صاحب نے مانا ہے کہ عباد اللہ سے مراد ملائکہ اور جنات ہیں۔ سنا ہے کہ وہ بھی غیر اللہ ہی ہیں، عین اللہ نہیں ہیں۔

بشریت کا انکار اور جواب

اور ظہیر کے کیا کہنا کہ بریلوی رسول کو بشر نہیں مانتے، یہ سفید جھوٹ اور کیا اس سے ہم کہتے ہیں کہ نبیوں سے، رسولوں کی بشریت قرآن و حدیث کی نفی قوی سے ثابت ہے اس کا انکار کیونکر خالص ہے ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں پوری وضاحت اور مراجعت سے کھائی گئی ہے کہ نبی اور رسول بشر اور انسان پر ہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، مولانا مولانا ابادی، مولانا امجد علی اور دیگر اکابر کی کتابوں میں تفصیل مذکور ہے بہار شریعت، احکام شریعت، فتاویٰ رضویہ، نور العرفان کے صفحات میں

اس کا ثبوت موجود ہے۔ ہمارا چیلنج ہے وہاں میں کہ وہ ہمارے اکابر میں سے کسی ایک ایک قول معتبر کتاب سے دکھادیں جس میں یہ لکھا ہو کہ بریلوی مسلک میں نبی یا رسول بشر نہیں ہوتے۔ تو بذریعہ عدالت دس ہزار روپے انعام حاصل کرنے کے بغیر ہونگے۔ بشرت یہی عدالت ہی میں پیش کرنا ہوگا اور عدالت بھی گورنر لارڈ کی ہوگی کیا جوت اور حاکم کریجے کے کیا ہم امید رکھیں کہ ہمارے چیلنج قبول کرنے والا کوئی ہوا ہوگا؟

مہ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اٹھے سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور یہ کتاب حمیرہ کا کہ بریلوی رسولوں کے لئے علم غیب ضروری قرار دیتے ہیں تو جناب یہ وضاحت کیوں نہیں کی کہ بریلوی رسولوں کے لئے سکون ماعلم غیب ضروری قرار دیتے ہیں، سبھی عین تفصیل یا مطلق بعض روزناحت کے عوام الناس کو فریب دینے کی ناکام کوشش تھی کی ہے۔ اس کی پوری وضاحت علم غیب کی بحث میں انشاء اللہ تعالیٰ کی جائے گی۔ انتظار کریجے۔

بہتان عظیم کا جواب

یہ کتاب ہے حمیرہ کے کہ بریلویوں کے نزدیک رسول اللہ کی صفات، قدرت، تعریف وغیرہ میں خدا کے شریک ہیں تو یہ بہتان عظیم ہے اور اورافترای ہے۔ نیک جھوٹ ہے اگر محبت ہے تو ہمارے اکابر کی کتابوں میں سے کسی ایک معتبر کتاب سے صحت ایک حوالہ دکھائیں جس میں یہ ہو کہ مالہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ کی صفات، قدرت، علم، قدرت وغیرہ میں اللہ کے شریک ہیں، ایسی ایک عبارت دکھادیں تو گورنر لارڈ کی کسی بھی عدالت میں ثبوت فراہم کر کے دس ہزار روپے کا انعام حاصل کر سکتے ہیں کیا جیسے منظرہ ہے؟ اگر منظور ہے تو عدالت کی عدالت کے

ذریعہ طلب کو ورنہ اجازت دینا کہ ہم لعنتہ اللہ علی السکا ذہین پڑھ کر تم پر دم ہی کریں۔

الغرض یہ بلہ خیر کے کاجھوٹ ہے۔ آئندہ صفحہ ۱۸ میں ضرور بشر کی بحث کے جواب میں ہم اس پر اٹھا دینگے کہ اپنے اکابر کی کتابوں کے حالات سے ثابت کریں گے کہ ہمارے اکابر میں سے اور ہم میں سے کسی نے بشرینہ کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی کسی بخاؤلی کو خدا کی صفات میں خدا کا شریک قرار دیا ہے۔ ایسا عقیدہ ہمارے نزدیک کفرناہن اور شرک جہلی ہے۔

بلہ خیر کے اکایک اور جھوٹ

صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ دوسری بات یہ ہے کہ ہم بریلویوں کے جو عقائد اس کتاب میں نقل کریں گے تو وہ یا تو خود احوار رضا خاں کی کتابوں سے یا پھر ان کے اکابر کی کتابوں سے نقل کر رہے ہوں گے۔ عام فہم کے بریلوی علماء نے نقل نہیں کریں گے مگر ہمارے موصوف میں کزوری نے پہلا ہوتا

الجواب :- یہ جھوٹ کا بارشہ معلوم ہوتا ہے، ایسے جھوٹ و کتاب ہے کہ اس کے جھوٹ سے تشبیہ و تمثیل بھی نہ ہو سکتا ہو گا۔ یہ بیان بھی کتاب کا ہے کہ شخص توشیحیت اور اہلس میں مجھے بھی مات کر گیا ہے، مجھ سے بھی بہت اگے نکل گیا ہے، اس جھوٹ کی دلیل یہ ہے کہ اس کے ثبوت میں بلکہ بلہ خیر صاحب ہمارے اکابر کی کسی کتاب سے ایک عبارت بھی ایسی پیش نہیں کر سکے جس میں یہ ہو کہ حضور ﷺ یا کوئی بھی بشر اور انسان نہیں تھے یا نہیں ہونے اور اٹھا رائے تعالیٰ قیامت تک کوئی دہائی دیکھ نہ سکے کسی بھی ایسی عبارت اکابر اہل سنت حنفی بریلوی کی کسی کتاب سے پیش نہیں کر سکتے۔ نیز یہ کہ رسول یا نبی یا ولی خدا کی صفات میں خدا کے شریک ہیں

ایسی عبارت پیش کر سکے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں، پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم نے جو کچھ نقل کیا ہے احمد رضا خاں اور ان کے مسک کے اکابر نے خدا کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔ لعنتہ اللہ علی البخاؤدینے۔

استغاثہ اور استغاث

بغیر اللہ

فقارین کو بلہ خیر نے صفحہ ۵۷ سے صفحہ ۶۰ تک اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت اور بعض دیگر اکابر اہل سنت حنفی بریلوی کے چند اقوال مذکورہ بالا عنوان میں نقل کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ استغاثہ اور استغاثہ غیر اللہ کے ساتھ جائز ہے خواہ مستغاث اور مستغان زندہ یا مرنے سے وصال کر چکا ہو خواہ نبی مرید یا ولی یا صالح ہو، اس میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ حضرات تافہی الکاحات، واقعہ البلیات شانی الامراض اور مشکل کشا میں۔ غرض اظہر بھی مشکل کشا میں۔ ایسے ہی متعدد اقوال یا شیخ عبدالغفار جیلانی شنیہ اللہ۔ اور یا سید احمد بن علوان یا علی بلکہ بلکہ بلکہ سے ہیں طلب استغاثہ و طلب حاجت کر سکتا ہے جیسا کہ فاضل بریلوی نے کہا کہ از تحذیر تہذیبی الامور - انما عینوا من اصحاب المفسرین ما یسے اقوال کو نقل کرنے کے بعد بلکہ بلہ خیر صاحب نے صفحہ ۶۱ سے صفحہ ۶۵ تک قرآن کریم کی چودہ آیات اور ایک حدیث پیش کی ہیں۔ استغاثہ اور استغاثہ مستغاث و مستغان و مستغان اور مستغان ہونے پر بلکہ بلہ خیر صاحب نے دو کامی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ جہلاً بات قرآنیہ ہیں اور بہت پرستوں کے متعلق مائل ہوتی ہیں، سوال ہے کہ جن کا کوئی واسطہ اس موضوع سے نہیں ہے۔

تاریخ محترم! ہمیں چونکہ اختصار و مفہوم نظر ہے اس لئے ان آیات کو نقل کرنے کی بجائے صرف ان کی سورتوں اور آیت نمبر کا حوالہ دے کر جواب عرض کر رہے ہیں:-

- (۱) سورہ فاتحہ (۲) سورہ یسٰ آیت نمبر ۲۲ (۳) سورہ فاطر آیت نمبر ۲۴
 (۴) سورہ فاطر آیت نمبر ۵۵ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۹ (۵) سورہ الرعد آیت نمبر ۶ (۶) سورہ مؤثر آیت نمبر ۳ (۷) سورہ الزمر آیت نمبر ۳۸ (۸) سورہ فصل آیت نمبر ۶۲ (۹) سورہ اعراف آیت نمبر ۱۹ (۱۰) سورہ الرعد آیت نمبر ۱۴ (۱۱) سورہ النساء آیت نمبر ۱۵ (۱۲) سورہ الاحقاف آیت نمبر ۵ (۱۳) سورہ بقرہ آیت نمبر ۸ (۱۴) سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۸۶

تاریخ محترم! ان آیات و دلائل کا جواب پیش کرنے سے پہلے اپنے مناجات ضروری ہے تاکہ تاریخین غلط بحث کا شکار نہ ہو جائیں۔ بارہویسے ہم پہلے یہی کر چکے ہیں اور اب بھی عرض کرتے ہیں کہ ہم اہل سنت و جماعت پر ایسی کافر و بدعتیہ کہ انبیاء و اولیاء و خواہ بقید حیات ہوں یا وصال فرما چکے ہوں، سے استغاثہ و استغاثت بطور قریب لینی خدا کی مدد و عون الہی کا مظہر سمجھ کر اور سیدمان کر مودولینا اور مدد کے لئے پکارنا، مدد مانگنا بالکل جائز و درست ہے۔ اسی کو کفر و شرک و حرام قرار دینا بالکل و مردود ہے۔ کیونکہ ان کو تو حقیقی مستعان و استغاث سمجھا جاتا ہے نہ حقیقی مددگار و مشکل کشا و حاجت روا اور مدافع البلاء ہی مانا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک حقیقی مستعان و استغاث صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات باریکات ہے لا غیر۔ اس عقیدہ کے ساتھ جب ہم کسی نبی، رسول یا ولی کو مدد کے لئے یا کسی اور حاجت کے لئے پکارتے ہیں تو اس مقام پر نیز

کی طرف جو اسناد و حوالے دے دیتے ہیں بلکہ مجاہدی ہوتی ہے اس لئے اس کو شرک یا کفر یا حرام قرار دینا بالکل غلط ہے۔ لہذا عزیزین مذکورین نے مزید صاحب نے ہمارے اقرار اور علماء کے جو اقوال نقل کئے ہیں وہ اسناد مجاہدی پر مبنی ہیں حقیقی پر مبنی نہیں اور اسناد مجاہدی کا قرینہ حالیہ موجود ہے یعنی ہمارا الحمد للہ تعالیٰ مسلمان، مکمل گواہ اور سائل ایمان کے گھروں میں پیدا ہونا قرینہ حالیہ ہے جس کو وہ نہیں کیا جاسکتا اور یہاں ان اقوال میں اسناد کے حقیقی ہونے پر زور دینا یا تاویل لینا لاشعور بیوقوفانہ بہ القائل کے غرض میں آتی ہے۔ اور اگر اسناد و حقیقی ہی مانا جائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اسناد حقیقی کی دو قسم ہیں:-

۱۔ حقیقی ذاتی اور حقیقی عطا کی حقیقی ذاتی صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے متعلق ہے جبکہ حقیقت عطا شدہ ذات باری کے لئے اعمال اور مخلوق کے لئے ثابت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں علم کی نسبت و اسناد بندہ کی طرف موجود ہے من عبادہ العلماء اور بعد لامر علیہ وغیرہ میں ہے اسی طرح آنکس رسول ساریک لا حجب لک غلام نہر کیا ہمیں اصحاب واحد تکلم کا صیغہ ہے۔ ہجیر کرنے کی اسناد حضرت جبرائیل کی طرف ہے۔ یہ اسناد حقیقت عطا شدہ پر مبنی ہے اور اسی طرح آیت الیک قبل ان یوتن الیک طر لک والا یتیم یوسف (انیان دلائل) کی اسناد حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ کی طرف ہے۔ یہ بھی حقیقت عطا شدہ ہے۔ شرک یا کفر با حرام تب پر حسب اسناد کہ حقیقت ذاتیہ پر محمول کیا جائے اور ایسا ہرگز کہیں نہیں ہوا۔ لہذا ان منظور اقوال کو پیش کر کے ان کو کفر یا بدعتیہ کیہ گزشتہ ثابت نہیں کیا جاسکتا اور ان کو کفر و شرک ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا پرے درجے کی جہالت اور اتہانی درجہ کی ہٹ دھرمی ہے۔



آیات مذکورہ بالا کا جواب

فاریہ کے کرم پر شقاوت قلبی ہے کہ ظہیر صاحب نے ان آیات سے ناکام نہ ہونے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ ان آیات سے معاذ مذکور پر استدلال بحدود جوہر باطل و مردود ہے۔ اولاً اس لئے کہ ان آیات مبارکہ کا نزول نبیوں کے حق میں ہے یہ آیات نبیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور ہمارے نزدیک نبیوں کی ممانعت کفر و شرک سے ہے چنانچہ ان کو معبود یا شعل کشاء حاجت روا و فاعل البلاء وغیرہ مانا جائے یہ تو قطعاً شرک جلی کفر خالص ہے۔ بت مذکورہ صفات سے حامل ہو سکتے ہیں عطا کی طور پر بھی وہ ایسی صفات کے حامل قرار نہیں پاسکتے اس میں یہ صلاحیت و استعداد ہی نہیں ہے۔ اس قابل ہی نہیں ہیں مگر انبیاء و اولیاء کو ان پر عباس کرنا بھی پسے درجہ کی بدیہی ہے اور بیک فیضی ہے۔ بتوں کو وسیلہ ماننا بھی کفر ہے ان میں وسیلہ بننے کی صلاحیت بھی مفقود ہے ان کو مجازاً بھی شعل کشاء حاجت روا و فاعل البلاء ماننا اور کہنا عطا و کفر ہے اور مشرکین تو ان کو عبادت کے لائق بغیر ماننے جانتے تھے والعیاذ باللہ تعالیٰ

ثانیاً ان آیات قرآنیہ کو درجہ بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنا خود بدیہی اور بدتر نیچے علاؤن ہونے کی دلیل ہے۔ ہماری شریعت مملوہ دم سے ہے ان میں باب الخوارج میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول موجود ہے کہ اولیاءک ہم شرا س خلق اللہ الناطقہ الی آیات ہذا لست فی الکفار وجعہ سوہا علی المؤمنین ہے۔ وہ لوگ خدا کی مخلوق ہیں اور بدتر نیچے ہیں جو ایسی آیات کی طرف چلے گئے جو کفار کے حق میں یعنی بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں مگر انہوں نے ان کو اہل ایمان پر چسپاں کر دیا۔ یعنی یہ آیات کفار و مشرکین اور

بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں جو لوگ ان کو اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں وہ خدا کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

فاریہ کے کرم یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ہے ہیں جو حایل القہر اہل نبول ہیں اور عبادی کی روایت ہے جس کی صحت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اب آپ خود غور فرمائیے کہ وہ کون لوگ ہیں، کون کی جماعت و فرقہ ہے جو بتوں اور بت پرستوں اور مشرکین و کفار کے حق میں سے نازل ہونے والی آیات کو اہل ایمان پر چسپاں اور ان کو نہ کرنے کی ناکام کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ وہ کون ہیں جو مشرکین کے بائع عدد ہوتے ہیں یعقوب، لغوث، لغو وغیرہ کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو چھپتے پاسک کی ذرا تھک سہہ نہ صرف اور دیگر اہل بار پر عطا کیے لوگوں کو بکاتے اور مگر وہ وہ دین جاتے ہیں۔ سوائے وہابیوں، سخیوں، ویلہ بندیوں کے کون ہے جو مودودیت وغیرہ کا یہی ریشہ ہو ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر کے اس قول کا مصداق یقیناً یہی لوگ ہیں خداجی بھی اس کا مصداق ہیں اور یہی اس کا مصداق ہیں۔ انبیاء و اولیاء کو بتوں پر تکیا کر کے دالے اس حدیث کے مطابق بدتر سے مخلوق ہیں ان کو اپنے اس رویہ سے فوراً کو تبر کے غلامان انبیاء و اولیاء میں شامل نہ جانا چاہیئے ورنہ سترج میں ان کا شرف قیامت کے دن کس کے ساتھ ہوگا۔

اعتراف۔ یہ کہنا درست نہیں کہ یہ آیات نبیوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں اس لئے بتوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء پر فٹ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ لغوہ العیوم الافان لا لخص السبب مشہور قاعدہ ہے کہ اعتبار الفاظ کے حکم کا ہے نہ خصوص سبب اور شان نزول کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو نور الانوار و دیگر کتب اصول فقہ **الجواب**۔ اولاً اس قاعدہ مذکورہ سے استدلال کر کے بتوں کی آیات کو برہائے عموم الفاظ انبیاء و اولیاء پر فٹ کرنا پرے و جہ کی جہالت کے علاوہ پہلے

درجہ کی شہادت بھی ہے کیوں کہ اس قاعدہ کو سمجھنے میں بھی بخیریت سے بھروسہ رکھا جائے
جو ان کا مقدر اور مقسوم رہی ہے جو یہ ہے کہ یہ قاعدہ وہاں پر چسپاں ہو گا جہاں
کسی قسم کا بت نہ تھا کہ یہ چسپاں ہو جائے جو بت مشرکین عرب نے دنیا پر چسپاں ہو
کسی نئی دھات کا کسی ایسی نئی چیز کا بنایا گیا جس کا بت مشرکین عرب نے نیا نہ تھا یا
وہ چیز جو نہ تھی اور اب وہ چسپاں ہو گئی اور اس کا بت بنا کر چسپاں کر دیا گیا تو
بت کسی قسم کا یہ کسی بھی چیز کا جو بھی زمانے میں ہو اس کے پونچنے والوں پر یہ
آیات قوت و چسپاں ہوں گی۔ یہ مطلب ہر گاہ العبرة العظمیٰ الا لفاظ لا لعلو
السبب کا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صرف ان آیتوں اور بت پرستوں پر یہ آیات قوت
آتی اور چسپاں ہوتی ہیں جو سزاوارتہ آیات کے وقوع پر عرب کی سر زمین پر موجود تھے
اور جو بت بعد میں تراشے گئے۔ معذرت نہ لے سکے، ان پر یہ آیات قوت
اور چسپاں نہیں ہوں گی۔ یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اعتبار عظمیٰ الفاظ کا مع اور عظمیٰ الفاظ
بعد میں بنائے اور تراشے جاتے والے بتوں کو بھی شامل ہے۔ لیکن ان آیات کو انبیاء
و اولیاء پر فرشتہ اور چسپاں کرنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ انبیاء و اولیاء کی جنس اور ہر
اور بتوں کی جنس اور ہرے۔ دونوں میں جنس کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے۔

ثانیاً عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول اس قاعدہ کے مقابل میں زیادہ اہم
اور زیادہ وزنی ہے اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ قاعدہ اور یہ قول باہم متضاد اور تضاد
ہیں تو پھر قولی صحابی رسول کو برہنہ حال اصول فقہ کے ساتھ ہر ترمیم دینا ضروری ہے
کیونکہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے اصحابی کا تہنوم بالیہو انتہ بدینہ
اھتسب یتیم۔۔۔۔۔ الخ میرے صحابہ انہما کے ستاروں کی آمد ہیں
ان میں سے جس کی اقتداء کرے وہایت پاؤ گے اور صراط مستقیم کی وضاحت ہو
ہوئے آپ نے فرمایا انا علیہم و اصحابی یعنی ہر اھل سنت پر اور میرے

صحابہ کا راستہ ہے تو صحابی رسول پر فرماتے ہیں کہ قاعدہ (بتوں) کی آیات کو اہل ایمان
و اہل سنت حنفی بریلوی پر چسپاں کرنے والے بدترین خلائق ہیں سید ان دنوں
مخدوموں کو تو یہ کہہ کے بدترین خلائق کے زمرے میں شامل ہونے سے بچنا چاہیے، خدا
ان کو ہدایت دے۔

اعتراف: ان آیات میں غیر اولیاء کو پکارنے سے بھی منع کیا گیا ہے کہ پکارنے
کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ لہذا انبیاء و اولیاء کو پکارنا بھی شرک ہے۔

الجواب: بے شک بعض آیات میں غیر اولیاء کو پکارنا شرک قرار دیا گیا
سے محض مطلقاً پکارنے کو شرک نہیں فرمایا گیا بلکہ خدا پکار کر یا خدا کا شریک سمجھ کر یا خدا کا
بیشمار سمجھ کر اور خدا کی طرح ذاتی، استقلالی، علم و قدرت و تصرف کا مالک سمجھ کر پکارنا
شرک قرار دیا گیا ہے ایسے پکارنے کے شرک ہونے میں کیا شک ہے۔ مگر اگر خدا تعالیٰ
ہر انتہائی بریلوی کسی نبی یا ولی کو خدا کا شریک سمجھتے ہیں نہ خدا سمجھتے، نہ خدا
کا بیٹا، نہ خدا کی طرح ذاتی و استقلالی صفات کے مالک سمجھتے ہیں یہ اگر پکارتے
ہیں تو صرف اسناد ایمانی کے لحاظ سے اور بطور قوس مشمل پکارتے ہیں، یعنی کسی سمجھ کر
پکارتے تھے اور حقیقی مدحگار، فریادرس، مشکلی کشا، سمجھ کر نہیں پکارتے، ذاتی و
استقلالی مدحگار نہ بلکہ کس، مشکلی کشا، حاجت روا، دافع البلاء، صرف خدا کی ذات
کو سمجھتے ہیں۔ مجاہد بن سہلؓ نے اس طرح بھی جو حضرت دھما کی ان کے انبیاء و اولیاء کے لئے
مانتے وہ بھی مشیت خداوندی کے تحت، بلکہ مشیت جبرئیل خداوندی کے تحت آتے ہیں
ایک لمحہ کے لئے بھی ان حضرات کو خدا سے بے نیاز نہیں مانتے بلکہ ہر لمحہ ہونے کے لئے
ہمارے اکابر کے نزدیک صرف عطا کی صفات کا عقیدہ کافی نہیں بلکہ ہر لمحہ ہر ساعت
ان کو مشیت جبرئیل خداوندی کے تحت ماننا ضروری ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اگر خدا کی
مشیت سے بے نیاز مانا تو کفر و شرک خالص خدا کی مشیت سے بے نیاز مانا تو کفر و

عزوری معلوم ہوتا ہے یہاں پر آیت کا علیحدہ مگر مختصر جواب بھی عرض کر دیں
ہاں اختلاف کے لئے انکار کا گنجائش نہ رہے۔ لہذا ذیل میں یہ جوابات عرض کئے
جاتے ہیں۔

پہلی آیت۔ اِنَّا لَنَعْبُدُكَ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْذُ بِكَ یعنی ہمیں کی گئی ہے میں کا جواب
یہ ہے کہ یہاں استغاثہ سے مراد حقیقی مدد ہے مجازی نہیں۔ دوسرا یہ کہ مستقل اور بالکلیہ
مدد کی ضرورت باری کی گئی ہے۔ مجازی یا عطائی کی نہیں کی گئی ہے اور اس بات کی دلیل
یہ ہے کہ قرآن یکم میں ہے وَاجْعَلْ لِّی مِیْرَی لَسْتُ ثَنَیْ سُلْطَانٍ فَصِیْرٍ اِیْنِیْ دَعَا
کرے کہ اسے اللہ میرے لئے کسی مددگار بلا دے نہ اسے اگر غیر اللہ کو مددگار بنانا شرک ہوتا
تو بدعا نہ کہ جائز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے کسی کو ایسا مددگار بنانا
بھی شرک نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی عطائے خدا کے بندے مددگار ہو سکتے ہیں
اب ظاہر ہے کہ اگر وہ علم سے مراد حقیقی اور مستقلی و ذاتی مددگار نہ بنائے تو
بھی نہ کوہ آیت اور ایسی دیگر آیات میں تعارض و ناقض ہو جائے گا۔ اس لئے
عزوری ہے کہ تطبیق یوں دی جائے کہ آیت فاعلم کہ حقیقی اور مستقلی و ذاتی پر عمل
کیا جائے اور دوسری آیتوں کو عطائی و مجازی پر عمل کیا جائے۔ اور بعض معترضین کہ
نہ قرآن یا ہے کہ لخصہ صلا با الامتناع انت فی العبادات یعنی ہم تجھ سے عبادتوں
پر مدد کی درخواست کرتے ہیں یعنی یہاں صرف عبادت کرنے کی توفیق دینا مراد ہے لا غیر
اور سورہ سبأ کی آیت میں میں توفیق دینے والے سے مراد بت میں۔ کیونکہ اس آیت
پہلے سے لاکھ لکھوں مشغول ذکر تھے فی السنت لولہ والکرام حق تبارک کے یہاں
آیت میں حکم مرنے دوتے سے تعبیر کیا ہے ان کی یہ صفت تبارک ہے کہ وہ زمین و آسمان میں
ایک ذرہ کی مالک نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ صفت انبیاء و اولیاء کی نہیں ہو سکتی۔
کیونکہ وہ تو دنیا میں ضرور کسی نہ کسی چیز پر بہت سی استیاء کے مالک تھے یہ کیسے ہو

سکتا ہے کہ ایک عام انسان تو متعدد استیاء کا مالک ہو اور انبیاء و اولیاء کسی چیز
کے مالک نہ ہوں۔ اس لئے یہ واضح قرینہ مقابلہ ہے کہ مراد بت میں ہیں جو ذاتی کسی
چیز کے مالک نہیں ہونے اور یہی جواب سورہ فاطر کی آیت نمبر ۱۴۳ کا ہے کیونکہ
ان میں بھی یہاں ایک لکھوں میں توفیق دینے والے کو مددگار کا اور سورہ فاطر
کی آیت نمبر ۱۴۳ کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ دعوت یعنی تعبد دوتے سے یعنی
مطلق پکار دو مراد نہیں بلکہ عبادت مراد ہے جو ہمارے خلاف نہیں کیونکہ ہم خدا کے ہوا
کسی کو لائق عبادت نہیں مانتے اور اسی طرح سورہ اعراف اور ہک کی آیت نمبر ۱۶۹ اور
آیت نمبر ۱۷۱ میں بھی دعا سے مراد عبادت ہے یا عبادت کے لائق جان کر پکارنا ہے اور سورہ
شوریٰ کی آیت نمبر ۲۱ میں ہے دوتے والے سے مراد غیر اللہ نہیں بلکہ وہ غیر اللہ ہے
جس کو خدا کے مقابل میں دوست و مددگار سمجھا گیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کے مقابلہ
میں کسی کو ایسا دوست اور مددگار نہ قرار دینا شرک ہی و کفر خالص ہے۔ اسی طرح سورہ
زمر کی آیت نمبر ۳۰ میں بھی مرنے دوتے والے سے مراد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں
کسی کو مددگار سمجھ کر پکارنا ہے جو شرک یقیناً شرک ہے تو قرینہ اس کا آیت میں یہ
الفاظ ہیں اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ بِضَعْرِ حَلِّ حَن کا شفا علیہ السلام اور اہل دینی جمہور
حل ہونے مسکات مرحمتاً۔ یعنی اگر خدا مجھے ضرور دینا چاہے تو کیا یہ مورتیاں
اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتی ہیں؟ یا اگر خدا مجھے اپنی رحمت میں دینا چاہے
تو کیا وہ مورتیاں خدا کی رحمت کو دور کر سکتی ہیں۔ یہاں یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ مراد خدا
کے مقابلہ میں کسی کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر پکارنا ہے۔ مزید یہ کہ یہاں حق تعالیٰ جمع
نوشہ کی ہے جس کا مرجع مورتیاں ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء اگر انبیاء و اولیاء مراد ہوتے
تو حق تعالیٰ کے لئے ہرگز مزید جمع مذکور کی لائق مانتی۔ تو خوش کہ لائق توفیق قرینہ مقابلہ
ہے کہ مراد یہاں مورتیاں ہیں اور سورہ نمل کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی اللہ اور خدا کا

جان کر بچا رہنے کا ذکر ہے کیونکہ قرینہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرر مذکور ہے یعنی ساتھ
 ہی وصف المرتبہ کا ذکر ہے۔ اور سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۹ میں مذکور ہے یعنی
 تعبیر دوسرے ہے یعنی دعائے مراد عبادت ہے محض پیکار اور نہیں ہے اور یہ یہاں
 عبادت سے مراد ملک میں یعنی ایسے جہتوں میں کے ملک کے ہوتے تھے یعنی وہ بت بھی
 قیاری طرح ملک میں جو ملک پر وہ عبادت کے لائق کیونکہ ہو سکتا ہے، اور سورہ
 رعد کی آیت نمبر ۱۶ میں دوسرے دو قسم سے مراد اللہ کے مقابلہ میں دوسرے بنانا
 ہے یعنی کسی قسم کے خدا کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کو دوست یا دو گار بنالیا ہے جو اپنے
 نقص و نقصان کے بھی مالک نہیں یہاں بھی بت ہی مراد ہیں یا پھر خدا کے مقابلہ میں
 دوست بنانے کی مذمت ہے۔ اور سورہ النساء کی آیت نمبر ۵۵ میں بھی وہ بتوں
 ہیں۔ کیونکہ صاف طور پر لفظ انا ثناء مذکور ہے جس کا معنی توثیق ہے۔ پھر اس
 میں شیطانا مرید کا جملہ بھی قرینہ ہے کہ مراد انبیاء و اولیاء نہیں ہو سکتے کیونکہ انبیاء
 و اولیاء کو شیطانا مرید قرار دینا کفر خالص ہے اور سورہ احقاف کی آیت نمبر ۲۵
 میں بھی بدعتوں سے مراد یعنی دوسرے یعنی مطلق پکارا اور نہیں بلکہ عبادت کے لائق
 سمجھ کر پکارا اور ہے جو یقینی شرک خالص ہے۔

تاریخین عزیمت ناچیز نے ایک ایک آیت کا الگ الگ جواب بھی عرض کر
 دیا ہے۔ غور فرمائیں پھر بندہ کے حق میں صرف دعائے خیر کر دینا کہ اللہ تعالیٰ اس بھڑکے
 مقبولیت مار لے صیب فرمائے اور ساتھ ہی بندہ کی بھانت کا ذکر یہ بھی بنائے آید ہے
 یا رب العالمین۔

حدیث کا جواب

تاریخین کا مضمون ۱۶ پر ایک حدیث پیش کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارہ عباس سے فرمایا اذ اسأت فاسئل اللہ، کو اذ اسنعت فاسئل
 یا اللہ جفت القلم لیا انت لافسے..... الخ یعنی حضور نے فرمایا اے عباس
 جب سوال کرنا چاہے تو خدا سے سوال کرو اور جب مدد مانگنا چاہے تو بھی خدا سے مدد
 مانگ کر شکر ہو گئی ہے اس چیز کے ساتھ جس سے تولد والا ہے اگر تساری
 مخلوق کو اس بات کا دعوت دے کہ وہ تجھے فقیر بنائے تو نہیں پہنچا سکتی مگر وہی
 جبر اللہ نے تیرے لئے کھدی ہے اور اگر ساری مخلوق تجھے مرید بنا چاہے تو نہیں دے
 سکتی مگر وہی جبر اللہ نے تجھ پر کھدی ہے۔

الجواب:- اس حدیث کو اگر نکل پر نکل کر دیکھیں تو پھر یہ خود کامیوں و ناجویوں
 کے بھڑکات کی جاتی ہے کیونکہ بالکل خدا کے غیر سے سوال منع کیا گیا ہے تو پھر خدا کے
 امر کے برخلاف تو اس وغیرہ مغربی مالک سے امداد کا سوال بھی کیا اور مدد بھی مانگی، تو اس
 طرح اسی حدیث کی خلاف ورزی قرار پائے گی، پھر ان دو باتوں نے انگریز کو درخواست
 دے کر اپنے لئے دلی کام نام منسوخ اور اہل حدیث کا نام لاث کر دینے کی درخواست
 کر کے بھی حدیث کی خلاف ورزی کی ہے، پھر یہ حدیث مطلق ہے لہذا نہ ماذن الاصاب
 استغانت غیر سے عاجز ہو گئی اور نہ ہی اہل حق الامباب حالانکہ ان کے بزرگ خود
 کہہ چکے ہیں کہ:-

”ابن قیم مد سے تافہی توکان مد سے عوارا پہلے گز رہ چکا ہے۔ کیا یہ حدیث
 مذکور کے خلاف نہیں ہے؟ لے بیٹا ہے۔“

ظہر ”لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا ہے“

باقی رہا اعلیٰ حضرت کا فرمان اذ احیہ فہم فی الامور فاسئل اللہ فاسئل اللہ

احصا اب نقور الامن والعلی صفت اتواں کا جواب یہ ہے کہ یہ جہتہا ہے

یہاں اپنی فطری بددینائی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس لئے کہ اگر اذ احیہ فہم فی الامور

..... الا یہ صرف اعلیٰ حضرت کا قول نہیں بلکہ علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ کا ہے جس کراہیوں نے ضمایع القاضی کو فی الواقع میں امام محمد الاسلام محمد غزالی اور امام غزالی نے نقل فرمایا ہے۔ بنا بریں امام خفاجی کے علاوہ امام غزالی اور امام رازی کا بھی یہ قول ہے صرف اعلیٰ حضرت کا قول ظاہر کرنا بدو یا نئی پر مبنی ہے۔ ثانیاً یہ کہ اعلیٰ حضرت تو صرف تافیل ہیں اور اصول مناظرہ کے مطابق تافیل پر اعتراض غلط ہے جو اصل عبارت ہے ان پر اعتراض کرنا چاہیے۔

حتمہ اعتراض کو کرتا امام خفاجی پر !!

نہ امام غزالی پر اور نہ ہی امام رازی پر

یہ کہاں کا انصاف ہے، بات تو ایک ہی ہے جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کو شرک یا بدعتی قرار دیا جاتا ہے جبکہ امام غزالی، امام رازی، امام خفاجی کا ذکر تک نہیں کرتا یہ کوئی انصاف نہیں ہے اگر لیا کرنا شرک یا بدعت ہے تو صرف بریلویوں کو ہی نہیں بلکہ ان جلیل القدر اماموں کو بھی مشرک و بدعتی قرار دینا ہو گا۔ ان لیس فیلسوفین مثلاً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تفسیر بیضاوی شریف کے حوالے سے فالہادرات احمد کی دوسری تفسیر نقل کی تھی کہ اذ صفات الشفوس الفاضلۃ حال المحامدات والی ان قال، فتشظ الی عالمہ الملکوت و تسبیح فیما فستبق الی فطائر القدس فتبصر لشمس فہا و فرتھا من المسدورات یعنی فالہادرات احوال ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی ارواح کا ذکر فرماتا ہے کہ جب وہ ارواح اپنے مبارک بدنوں سے جدا ہوتی ہیں تو بقوۃ تمام عالم بالا کی طرف سبک خراش اور دریائے ملکوت میں ششادری کرتی ہیں تو پھر فطیر کے قدسی تک تیری سے رسائی پاتی ہیں۔ پھر اپنی بزرگی اور قوت کے باعث جہان میں کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں میں شامل ہو جاتی ہیں۔ یعنی یہ کہ اولیاء کرام کی ارواح بعد از

تصرف فرماتی ہیں اور جہاں ہیں کاموں کی تدبیر کرتی ہیں اس تفسیر کی تائید میں علامہ خفاجی نے امام غزالی اور امام رازی کا یہ قول اذ تعبیر تفسیر الامور شریعینا من اصحاب القیوس نقل فرمایا تھا کہ یہ تفسیر کا ظہر انا شرک تھا کہ اس قول کو صرف اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر دیا نہ اگر نہ کو یہ تفسیر کا ذکر کیا نہ قاضی بیضاوی کی تفسیر سے نقل کردہ عبارت کا جواب دیا۔ جواب تو کیا دینا عبارت کا ذکر تک نہ کیا آخر یہی وجہ ہو سکتی ہے اس تمام کارروائی کی۔ سوائے اس کے کیا تو جواب دینے کی بہت دیکھی یا پھر یہ کہ ان کا ذکر کیا تو اعلیٰ حضرت کے موقف کی تائید ہو جائے گی اور ان کے موقف کو تقویت ملے گی اس طرح بریلویت کی مزید تائید ہو جائے گی۔

تاریخ کرام آخر اس منقرع عبارت میں اور جواب حدیث حسن خان صاحب علیہ السلام کے اعلیٰ حدیث زمانہ میں کہ نزل الایراد کی گزشتہ صفحت میں نقل کردہ روایت و حدیث یاعباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی میں کیا فرق ہے معنی طور پر تو کوئی فرق نہیں ہے اصحاب قبور بھی غیر اللہ ہیں اور یہ عباد اللہ ہیں غیر اللہ ہیں یہ بالکل ہرگز میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر اصحاب قبور کو پکارنا ان سے استقامت کرنا شرک ہے تو ان عباد اللہ کو پکارنا اور ان سے اعانت کی درخواست کرنا بھی شرک ہی ہو گا۔ اگر یہ شرک نہیں تو وہ بھی شرک نہیں ہے۔ شرک ہونے کے لئے صرف یہ ضروری ہے کہ غیر خدا کو خدا یا اس کا شریک یا خدا صمیمی صفات استقلال و ذاتی کے ساتھ منصف مانے خواہ وہ غیر زندہ ہو یا مردہ، قریب ہو یا بعید، حاضر ہو یا غائب فرشتہ ہو یا انسان یا جن، ہر سال میں شریک ہو گا۔ یہ تفریق جہالت ہے کہ وہ ملائکہ ہوں یا جنات ہوں یا رجال الغیب ہوں تو پھر نا اور مدعا لگنا شرک نہیں ہے اور نہ ہی یا دلی ہو تو شرک ہے۔

انبیاء و اولیاء کی قدرت اور اختیارات

تاریخ کرام اس عنوان میں نام نہاد علامہ ٹلبر نے انبیاء و اولیاء کی قدرت و تصرف و اختیارات کے موضوع پر گفتگو کی ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے ہم اپنا عقیدہ واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ غلط بحث بھی نہ ہو اور کوئی بے غیر اپنے خیریت باطن سے کام لے کر عام کردہ ہجو کہ غریب دینے میں کامیاب بھی نہ ہو سکے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء دو دیگر فرق ہیں بارگاہِ امروزی یا ذن اللہ اور بعد از اللہ قدرت، تصرف و اختیار کے مالک ہیں۔ ذاتی، استقلال قدرت، تصرف و اختیار صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا خاصہ ہے کسی اور کے لئے اس کا امتیاز نہیں ہے۔

بازن اللہ اور بعد از اللہ ان کی شان یا نشان قدرت و تصرف، اختیار یا امتیاز نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اسناد کی دو قسمیں ہیں یہ حقیقی کہ جس کے ساتھ مستند ایچ حقیقتاً منصف ہو۔ اور مجازی کہ کسی علاقہ سے جو شخص کی طرف نسبت کر دی جیسے نیر کو عیاری اور جالس نعینہ کو سرگ کہتے ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً آپ کو کشتی جاری و متحرک ہیں۔ پھر حقیقی بھی دو قسم پر ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے عطا ہے غیر ہوا و عطا کی کہ دوسرے نے اسے حقیقتاً منصف کر دیا مگر خواہ وہ دوسرا منصف کرے والا بخود میں اس وصف سے منصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں ہوتا ہے یا نہیں یعنی خود منصف نہ ہو جیسے واسطہ فی الاثبات میں ہوتا ہے الاصل والعلیٰ اصطلاح قرآن کریم میں انساؤں کو انوال العلم علماء بنی اسرائیل بعض انبیاء کی نسبت لفظ دار میں۔ ظاہر ہے کہ یہاں علم کا اسناد و نسبت غیر خدا کی طرف حقیقی بھی ہے اور عطا کی گئی ہے ذاتی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حضرات صفتِ علم سے حقیقتاً منصف ہیں نہ کہ مجازاً خدا نے خود اپنی ذات کو بھی علم فرمایا ہے۔ منہج و حکم قرآن میں ظاہر ہے۔ یہاں اسناد

حقیقی ذاتی ہے نہ عطا کی۔ ولہذا یہ تنبیہ چرکہ یہ فرق نہیں کر سکتے اس لئے ان تمام امور کو استغنائت و اعلا و علم غیب و تصرفات و تدویرات و غیرہ کو مسائل شرعیہ قرار دے دینے میں حرجان کی جہالت و سبب دھرمی کا نتیجہ ہے۔ تنزیل یا بھی کسی اور الادیب سے خالی نہیں نسبت و راستہ حقیقی عطا کی ہے یا اس کا حضور کر سبب و وسیلہ واسطہ دفع البلاء ہیں۔ لہذا نسبت مجازی رہ حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزیرے۔ ملاحظہ ہو الامون والعلیٰ ص ۱۱۔

حضرت علامہ ترمذی نے ایک علیہ الرحمہ جن کو دیکھوں کا پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی باقائے حق سمجھتے رہے ہیں۔ وہ شفاء الاستقام ص ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ لیس انیس و نسبتی البی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی الخلق والا تشکال بالافعال من ذل الالقصیدہ مسلمہ و صورت اسلام الیس ومن ذل باب التلبیس فہو التلبیس۔ یعنی بنی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مدد مانگنے کا مطلب یہ نہیں کہ حضور خالق و ماعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی مسلمان اور نہ غیر کہ اس حق پر کلام کو قبول کرنا اور حضور سے مدد مانگنے کو شرک یا حرام قرار دینا تلبیس شیطانی ہے۔

تاریخ کرام میں ان وفات پر گویا ہے کہ یہ جو کچھ انبیاء و اولیاء کے لئے ہوتے ہیں وہ یا تو حقیقت عطا شدہ یا ذن اللہ ہوتے ہیں یا اسناد مجازی کے طور پر۔ واسطہ جان کر مانتے ہیں نہ کوئی ذات کمالات کے مالک۔

اسپ خود دیوبند میں اور دہلیوں سے یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ جب تمہارے نزدیک ان مقربینِ خداوندی کو حاجت روا مشکل کشا واقع البلاء وغیرہ ماننا شرک ہے کیونکہ یہ صفات ذاتِ باری کا خاصہ ہیں۔ اس لئے ان کو کسی اور کے لئے عطا کی طور پر ماننا بھی شرک ہے تو خدا کو جو وہی موجود ہونا خدا کی صفت ہے یا نہیں اگر کوئی نہیں تو یہ کفر خالص ہے۔ اگر کوئی بھی خدا کی صفت ہے تو یہ بتاؤ انبیاء و اولیاء

ملائکہ جنات وغیرہ مخلوق خود تم بھی موجود ہو یا نہیں اگر کہہ دو جو نہیں تو سفید جھوٹ ہو گا۔ اگر کہہ دو جو ہیں تو وصف وجود میں تم نے ساری موجود مخلوق کو غرض اپنے آپ کو خدا کا شریک بنائی ہے۔ پھر تم کو شریک نہیں ہونے کیا وصف وجود ذات باری کی قدرت نہیں یقیناً ہے تو پھر تمہارا مشترک موزا لازم آتا ہے۔ تمہا جو ایک خدو جو بنا۔ اگر تم کہو کہ یہ وصف ذات باری کا خاصہ نہیں تو یہ بھی غلط ہے خاصہ تو ہے وجود ذاتی و استقلال تو صرف ذات باری کا خاصہ ہے۔ باقی ساری کائنات کا وجود عطائی اور مازن اللہ ہے اگر وجود میں یہ دو اقسام ذاتی و عطائی استقلال و غیر استقلال بالواسطہ و بلاواسطہ مافی جاستی ہیں تو دیگر اوصاف میں ان اقسام کو ماننے کی صورت میں کون کس کا شریک کون سا کفر لازم آتا ہے کون سا استیلا شرعی با عقلی لازم آتا ہے۔ خدا ہو جو ابھر فصو حیرا بنا۔ اس وضاحت کے بعد ہم نام نہاد علامہ ظہیر علی خیر کے افہامات و افترات اور اعتراضات اور دلائل کے جوابات عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق دینیق اور عین رفیع سے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہتانات و افترات کا جواب

تاریخ کرام ظہیر صاحب صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں کہ بریلوی نے اللہ تعالیٰ کو معطل اور معزول کر دیا ہے۔ اختیار، قدرت، اقتدار سے اور یہ کہ اللہ کی قدرت اور اختیارات ان کے زعم میں عیسایہ انبیاء و صلی و اولیاء کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اور خدا کے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی سو غیرہ و غیرہ من الخرافات اولیائہ الملہوتیہ اور یہ کہ خدا کے لئے خاص عبادت بھی نہیں رہیں ان عبادات میں بھی انبیاء اور اولیاء شریک ہیں۔ (رفعوا بالیلک لای منے ذلک الخرافات الخلفہ منے اور باہوتے،

صفحہ ۶۷ البریلویہ

الجواب

تاریخ کرام یہاں ہم مجبور ہیں کہ ضروریہ بریلوی کے لغت اللہ علی اوصافینہ المفسرین۔ یہ تینوں باتیں جو ظہیر نے اپنی سنت حنفی بریلوی کی طرف منسوب کی ہیں۔ سرسبز سفید جھوٹ ہیں۔ بکو اس کے ساتھ نہیں ہیں یہاں سے بدگوئی میں سے کسی نے بھی کہیں نہیں لکھا کہ خدا معطل اور معزول ہو چکا ہے، خدا کی قدرت، اختیار، تعریف انبیاء و اولیاء کی طرف منتقل ہو چکا ہے اور انبیاء و اولیاء عبادات میں خدا کے شریک ہیں اگر یہ الفاظ بعینہ کوئی دانا یا بخدی ہمارے اکابر کی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب سے عدالت میں دکھادی تو عدالت کے ذریعہ پانچ سزاوارد پرے انعام بذریعہ عدالت حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ یہ سارا چیلنج ہے ان دانا بیوں کو جو نام نہاد علامہ ظہیر علی خیر کے گردیدہ ہیں جو البریلویہ کو لا جواب تقدر کرتے ہیں کیا ہمت اور حوصلہ کہ عدالت میں جائیں گے کیا چارہ چیلنج قبول کرتے ہیں، کیا مناظرہ کی جرأت ہے؟

انشاء اللہ تعالیٰ یہ صلوہ اور ہمت نہیں کر سکیں گے، کھتا ہے کہ یہی کام بریلوی سے ہر بات نقل کر دوں گا۔ اور دکھاؤ یہ میں باتیں اعلیٰ حضرت نے یا کسی اور نے اکابر میں سے کہاں کہیں ہیں۔ اس صفحہ ۶۷ پر کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ حال یہ باتیں منسوب کر دی ہیں کیا اب بھی سفید جھوٹ ہونے میں کوئی شک رہ گیا ہے؟

قدرت و تصرف و اختیارات انبیاء کی نفی کے دلائل

تاریخ کرام نام نہاد علامہ ظہیر نے البریلویہ کے صفحہ ۶۷ پر نو عدد آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ:-

مالک ہیں۔

۷۔ اور ان کے بیٹھنے باب کی تائید کرتے ہوئے لکھا کہ اس کو جو کچھ مٹا ہے وہ حضور صلی سے مٹا ہے۔ تمام چامیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ خواہ غداؤں کی سے جو کچھ مٹا ہے آپ کے ہاتھ سے مٹا ہے اور آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس کے خلاف نہیں ہوتا پھر فاضل بریلوی نے کہا حضور بیماریوں سے شفا دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

۳۔ حضور ہوجاتے ہیں، دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں، اسی طرح حضور غوث پاک کے لئے بھی کچھ کمالات کا استعمال ہوا ہے، بعض دیگر بزرگ اس کے لئے بھی ایسے الفاظ ذکر کئے ہیں جن میں عجیب و غریب افعال کی تعبت و اسناد ان کی طرف کی گئی ہے۔ قاری کرام ہم ہاں کو بھیجے بغیر نہیں غیبت نقل کیا ہے جس قدر الفاظ و کمالات اعلیٰ حضرت یا آپ کے بیٹوں یا خلفاء و اور آپ کے ماننے والوں سے نقل کئے ہیں ان سب کی بنیاد اسناد و مجازی پر ہے۔ یا اگر حقیقی بھی ہے تو عطائی ہے، اسناد و حقیقی ذاتی اور استقلال کی بنیاد پر کوئی کلام استعمال نہیں کیا گیا اس لئے ان کمالات کو کفریہ، شرکیہ قرار دیکر فائیکم کمالات کو کافر یا مشرک، ظہر یا مذکور کافر و مشرک ہونے کے مترادف ہے۔

نہ قبل از میں غیر متقین و نامید، تجدیہ کے اکابر و اب مدعی حق خان اور علامہ وحید الزماں کی کتابوں نزول الابرار اور مدتیہ المہدی علیہ السلام صفحہ ۱، سابقہ صفحات میں نقل کر چکے ہیں کہ یہ دونوں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وقت مشکل دیرانے میں سوار ہی یا کسی چیز کی گمشدگی کے موقعہ پر یوں پکارا ہے یا عباد اللہ! عینو فی۔ یا عباد اللہ! عینو فی۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ بلکہ یہ بھی باحوال نقل کر چکے ہیں کہ ابن قیم

مرد نے قاضی شوکان دادو کے یہاں ملا کر وہاں کی نسبت واستاد عبداللہ اور قیوم
اور قاضی شوکان کی طرف کی گئی ہے۔ اگر یہاں استاد کو متیقن نہ آئے تو یہ محمول کریں گے
تو کفر خلاص اور بزرگ جلیل لازم آئے گی۔ اگر استاد وہابی یا حقیقی عطا کی پٹنوں
کریں گے تو کوئی مزاجی و ذہن نہیں بنے گی۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت یا دیگر اہل سنت
حنفی بریلوی کی جو عبارات، اشعار، کلمات طبع صاحب نے نقل کئے ہیں وہاں بھی
استاد وہابی یا حقیقی عطا کی وارد ہے اس لئے یہ کفر ہے نہ شرک، نہ حرام ہے نہ
مکروہ۔ استاد کی اس تقریر کو نظر انداز کرنے کی حدیث میں ثواب حقیقی حق تعالیٰ
اور علامہ و جید الزماں اور ابن قیم مدنے قاضی شوکان دادو کے کہتے دلوں کو
بھگا کر خلاص اور نہ شرک حلی کے مرتکب قرار دینا اور تسلیم کرنا بڑے گما۔
(راویسے لیتے)۔

(اؤلیسے نلیسے) -

لو آپ اپنے دام میں صیاد آئیگی

غیر اللہ کی طرف اسناد مجازی اور اسناد حقیقی کے دلائل

۱- وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

کافروں کو عذابِ فردے کا جیب تک تو ان میں نشر و تفریق نہ رہا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی موجودگی کافروں سے بھی دافیعِ بلا کا ذریعہ اور وسیلہ تھی۔

۲- وَمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا سَخْمًا لِّدَعَائِيْنَ - میں آپ کو تمام چیزوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے اور ظالمیت کو سب جہانوں کے لئے موت جو ناسیب و وسیلہ ہے۔ دفع بلا و نعت کا۔

علیہ السلام نے اپنی طرف کی ہے۔ بلکہ دوسری جگہ قرآن میں خود خدا نے یہ ثابت کیا
الاکسندر والاکسندر اور تخریج المونک فرما کر انہیں اور اسیار کی اسناد حضرت
علی علیہ السلام کی طرف فرمائی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسناد یا تو برحق ہے
یا جلیبی حقیقت عطا ہے اور جالی حقیقت ذاتیہ پر مبنی نہیں ہے۔

تاریخ کرام یہ کہ عداد آیات پر گنتا کر رہا ہوں۔ اختصاص کے پیش نظر، وہ
حزب متقدم آیات قرآن اور یہ تبار احادیث نبویہ اس موضوع پر پیش کی جاسکتی ہیں۔
جس کو زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو وہ اعلیٰ حضرت کے کتاب الامن والاعلیٰ اور سلطنت
مصطفیٰ کا مطالعہ ضرور کرے بہت فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اعتراف: ابراہیم اور اسیار کی اسناد جناب علی علیہ السلام کی طرف بطریق
جس میں سے کسی اور کے لئے اثبات درست نہیں ہے۔

الجواب:

ہم نے یہاں یہ ثابت کیا ہے کہ خیر خدا کی طرف اسیار و ابراہیم
افعال کی اسناد و نسبت بھی گئی ہے۔ قطع نظر دوسری اس کے کہ وہ معجزہ ہے یا نہیں
بہر حال معجزہ ہونے کا انکار نہیں ہوگا کہ ہم یہ معلوم ہو گیا کہ یہ شرک نہیں کیونکہ جو چیز
شرک و کفر ہے وہ معجزہ نہیں ہو سکتی اور بطریق معجزہ اسکی توجیہ سے ممکن نہیں ہے جو شرک
ہے وہ بہ حال میں ہر زمانے ہر ایک کے لئے ہر ایک سے شرک ہے وہ کبھی تو عہد ایمان
اور معجزہ یا کرامت نہیں ہو سکتی۔ تمام حجت کے لئے چند مسلمین و فرقین کا یہی عبارت
ملاحظہ ہوں:-

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ الطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں
فرماتے ہیں کہ بنظر محمد و ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاسے دست ازلان
اندھکین است در ہر شے سے صعد ۱۳۱۲۔

یعنی ہری نظر میں حضور پر دم و دل کی سائے پناہ اور ہر مشکل میں پناہ گاہ ہیں۔ پھر

فرماتے ہیں کہ جالے پناہ گرفتار ہو گئے گمان و گمراہ گمان و گمراہ گمان روزے
نیامت۔ یعنی آپ ہی نیامت والے دن، طرفہ کے وقت پناہ کی جگہ ہیں، مزید پناہ کی
نافع ترین ایساں مردان پناہ دیکھ بھجودادش زماں یعنی حادثات کے وقت لوگوں
کو بہتر نفع دینے والے۔ مزید پناہ مالے بہتر سے عطا کرنے والے بہترین کسی کیلئے تہ
شود بڑے ازالہ مصیبت۔ یعنی اے بہترین عطا کرنے والے اور اے وہ بہترین کیسیست
کے دور کرنے کی جس سے امید رکھی جاسکتی ہے، مزید پناہ تو پناہ دہندہ ہر جگہ کر دے
میں صیبت۔ یعنی آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دیتے والے ہیں، صفت پر خواتے میں ہذا
کند خوار و ناراضہ باخلاص و ضامات و پناہ گمراہی باطنی اسے رسول خدا عطا
فرمایا ہر روز حضرت اہل قول، صعد اقولی پناہ از ہر بلوئے گسست، اور حضور کو دعا کرے
یعنی پکارے انتہائی تیزی و زاری اور خلوص کے ساتھ مناجات میں اور پناہ مانگے اس طرح
کہ اسے رسول خدا میں تیری عطا چاہتا ہوں قیامت کے دن، تو ہی پناہ گاہ ہے ہر بلا اور ہر
مصیبت سے۔ ان تمام عبارات میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کو ہر مصیبت
اور ہر مشکل میں پناہ گاہ بھی کہا۔ نافع ترین سے بھی کہا، عطا کرنے والا، دینے والا اور مصیبت
ٹہلنے والا۔ مصیبت سے پناہ دینے میں کیا اور یہ بھی کہا حضور کو دعا کرے پکارے یا جزی
وزاری کے ساتھ، اے رسول میں تیری عطا چاہتا ہوں ہر روز حضرت۔ اگر ایسا کہنے شے شاہ
ولی اللہ صاحب شرک نہیں ہوئے۔ تو اعلیٰ حضرت اور ان کے عقیدت مند باقرہ انکار
و کلمات کی بنا پر کہیں کہ شرک ہو سکتے ہیں، اگر ان کو شرک کہنے پر اصرار ہے تو پھر فساد
ولی اللہ کہیں شرک قرار دیا ہوگا۔ العباد باللہ تعالیٰ۔

۲۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ وہ ہر جہاں است نصرت در
دنیا دادہ و استغراق آہنا بچیت کمال و مسعت تدارک آہنا مانع توجہ باہمت
یعنی گرد و آویسیاں عقبیل طلب کمالات باطن اندامی نرا بند و در باب حاجات

و مطالب حل مشکلات خود از انجمن طلبہ و معانی بزرگان دین
 و اولیاء کرام دنیائے انتقال کرنے کے بعد ان کے تصرفات کا ذکر کرتے ہوئے
 شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اکابر اولیاء کو دنیا میں تصرف کرنے کا کمال وسیع رہا
 گیا ہے اور ان کے غاوت اس حد تک توجہ سے مانع نہیں ہوتے اور یہی نسبت
 رکھنے والے مطلب اور فانی کو ان سے حاصل کرتے ہیں بلکہ ان کی حاجات
 اور ان کی مشکلات ان ہی سے حل ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امور تکوینیہ را با انبیا
 وابستہ میدانند و خداوند درود، صفات و تدریج انبیا و کمال و محمول گردیدہ
 چنانچہ جو اولیاء اللہ ہیں معاملہ است۔ ملاحظہ ہو تغیر ستر بری ص ۲۷۷، ۲۷۸، اور
 تحفہ اشاعت شریعہ ص ۲۹۹، یعنی حضرت علی و رات کی اولاد پاک کو ہماری
 اہمیت و اکر امت، پیروں اور مرشدوں کی طرح ماننے اور صفات اور
 نذر و نیاز ان کے نام کی عام معمول ہے و امور تکوینیہ کو ان کے واقعہ ماننے ہیں۔
 ۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "فتاویٰ سلاسل اولیاء اللہ میں دعا،"
 سیفی کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:-

”ناد علی حضرت بار یا سہ بار یا ایک بار بخواند و آں این است۔“
 ناد علی مظهر العجایب تجدد عوالمک فی المراتب
 کل ھیم و عیشم یمنجلی بر لایک یا عل یا عل یا علی“

یعنی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھے۔ اس دعا کی سیفی کو جو یہ ہے۔
 پھر عمل کو جو عجائب کے مظہر ہیں۔ پائے کا تو ان کو اپنے لئے مشکلات میں درگاہ
 پر علم و مصیبت کھل جائے گی نیز ہر مدد کے ساتھ اسے علی اسے علی،
 اسے علی۔ یہ دعا حضرت شاہ محمد گویا ری علیہ رحمۃ اللہ باری کے چار ہر قسم سے ماخوذ
 ہے جس کے پڑھنے کو شاہ صاحب اور شاہ صاحب کے بارہ عدد حلیہ القدر اسناد کرام

جن سے شاہ صاحب اکثر سلاسل حدیث لیتے رہے ہیں وہ ہیں ان کو پڑھنے
 اور پڑھانے کے گرا لیسے الفاظ شریک ہیں اور جو لیسے والا شریک ہے تو شاہ صاحب
 ان کے بارہ اسنادہ گرامی فخر کو بھی شریک اور حضرت گویا ری کو بھی شریک قرار
 دیا ہوگا۔ ان کے ساتھ ساتھ شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی شریک مقرر فرمایا ہوگا کیونکہ
 وہ عجاز و نفاذ بھی اولیاء کرام کے لئے تصرف کا اقتدار کرتے رہے ہیں۔ اور لایا صاحب
 اور علامہ وحید الزماں اور نقی قوی صاحب کے حوالوں سے یا عباد اللہ اعینونی
 یا عباد اللہ اعینونی بھی پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ اگر یہ شریک ہے تو پھر
 کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا ہے نہ کوئی و یا میں کا نہ دیو بندوں کا نہ اہل سنت
 کا اور اس کا بطلان واضح ہے۔

روایۃ الاحمد علی ذالک

خارجین کو ان کے صاحب نے بڑے غم خویشی میں قدر کمالت و جبے دانہ ڈال کر
 یا بیکرا کا برکتوں سے نقل کئے ہیں گزشتہ صفحات میں اول تو ہمارے اکابر
 نے حوالہ احادیث و عبارات نقل کی ہیں اور اکثر و بیشتر پر روایات و احادیث کے
 الفاظ نقل کئے ہیں مگر ان دلائل و روایات و روایات کا نظیر صاحب نے ذکر تک
 نہیں کیا۔ رد کرنا تھا تو دلائل کا جواب بھی دیا۔ مگر ایسا کرنا اس کے پس کی بات ہی
 نہ تھی۔ اسی لئے نہ کر سکا۔

ثانیاً اعلیٰ حضرت نے جوابات کہی ہے باحوال کہی ہے اور باحوال نقل کی ہے
 اور اگر یہ کفر یہ یا شریک ہیں تو پھر ان حضرات کے بارے میں کچھ نہ کہنا جن سے
 نقل کی ہیں اور جن کی اصل عبارات ہیں، ان کے متعلق بات تک نہ کرنا۔ یہ کہاں کی
 انصاف پسندی ہے۔ بھائی اگر یہ شریک ہے یا کفر ہے تو اس کی اہمیت میں ہرگز تاقل
 ہی کو کہیں آتا ہے، منتقل عنہم بھی تو لپیٹ میں آئے گا۔ تھارے اپنے اکابر کیلئے

ان کے متعلق کیوں سادہ رکھی ہے، خاموش کیوں ہو؟
 ان پر بھی فتویٰ لگایا جائے، ان کو کیوں صاف کرتے ہو؟ کیا قرآن وحدیث
 کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے کفر و شرک میں مبتلا ہوں، تو ان کا کفر و شرک بھی کافر سمجھ لیا
 جائے۔ اور دوسروں سے سرزد ہونے والے کافر کو بھی کفر و شرک بنالیا جائے۔
 کیا یہ "لَا تَحْنُوْا اٰخْبَارَ هُمْ وَمَا هُمْ بِاَنْ يَّهْتَدُوْا" یا "وَلَا يَهْتَدُوْنَ" کی تفسیر نہیں ہے، کیا یہ تفریق یہود و نصاریٰ کی معنوی ذریت ہونے کے
 دلیل نہیں ہے، پس ہے "تَشْبِيْهِمْ بِقَوْمٍ قَدْ هَوٰى فِئْتَهُمْ"۔

نوٹ :-

کتاب ہذا کا پہلا حصہ دو باب پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ تیسرے باب سے
 شروع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پاکٹ سائز میں انتخابِ نعت !!

نثرینہ نعت

اردو و پنجابی - نعتوں کا مجموعہ

ترتیب :- محمد و خیرین محبوبی

ہر ۶ روپے

صفحات - ۶۴

عنقریب شائع ہو رہی ہے

پتہ :- غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار - گوجرانوالہ

تنظیم المدارس کو کرس

طلباء و طالبات کے لئے دینی مدارس کی درسی
 کتب پر مشتمل مکمل کورس دستیاب ہیں۔
 آج ہی طلب فرمائیں۔

تحفۃ الواعظین

(حصہ اول)

اسلامی سال کے مہینوں کی مناسبت سے بارہ خطبات
 • ہر خطبہ قرآن وحدیث - تاریخ و تصوف کی روشنی میں
 • ہر خطبہ عالمائے خلیفانہ اور دلائل و مسائل سے معمور ہے
 بہترین کتابت مسس جاذب نظر ٹائٹل
 عنقریب منظر عام پر آ رہا ہے

مکملے کا پتہ

غوثیہ کتب خانہ - مغل مارکیٹ اردو بازار گوجرانوالہ

عبدِ سایہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

معروف شاعر و ادیب محمد خالد مدنی کی علمی و تحقیقی تصنیف
محسن میں کتبِ کثیفہ سے واضح کیا گیا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ خوبصورت مائیکرو - صفحات ۲۲ - پیر ۲۲ روپے

عظمتِ امام حسین (رضی اللہ عنہ)

اور
حادثہ کربلا کا اصلی پس منظر (زیر طبع)

از قلم - مولانا محمد اسماعیل نقشبندی صاحب

صفحات ۹۶ پیر ۱۰ روپے

پیدائشِ مولائی دھوم (صلی اللہ علیہ وسلم)

(از قلم - مولانا محمد سرور قادری گوندوی) صفحات ۲۲ - پیر ۶ روپے

میلنے کا پتہ
غوثیہ کتب خانہ - معضل مارکیٹ اردو بازار گوہر آباد

نورانی حکایات

مرتبہ :- علامہ محمد منشا تالیش قصوری صاحب

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ہدیہ ۲۵/- روپے

صفحات - ۲۰۰

تحقیق نماز جنازہ

معروف بہ: ”وہابیوں کا جنازہ“

از قلم :- شیخ الحدیث علامہ مولانا مفتی غلام فرید صاحب رضوی ہزاروی

صفحات ۶۴ - خوبصورت ٹائٹل - ہدیہ ۱۵/- روپے

”افکار شاہ ولی اللہ اور مسلک اہلسنت“

صفحات ۶۴
ہدیہ ۱۵/- روپے

تالیف :- مولانا محمد عبد المجید رضوی صاحب

مشہور و معروف اردو پنجابی نعتوں کا مجموعہ :-

فیضانِ حبیب - (مرتبہ محمد منور حسین مجیدی)
صفحات ۶۴
ہدیہ ۹/- روپے

ناشر :- غوثیہ کتب خانہ - مغل مارکیٹ اردو بازار گوجرانوالہ

۸۶
۹۲

الحجرات

بجواب

البریلویت

تصنیف: شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی مدظلہ

ناشر: عثمینیہ کتب خانہ
اردو بک انار
گوجرانوالہ